بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

الصلوۃ و السلام علیک یا رحمۃ للعالمین

الحقائق فی الحدائق
المعروف
شرح حدائق بخشش
(جلد نہم)

تصنیف لطیف

شمس المصنفین ،فقیہ الوقت ،فیضِ ملّت ،مُفسرِ اعظم پاکستان

حضرت علامہ ابو الصالح مفتی محمد فیض احمد اُویسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

()......☆......☆......☆......()

()......☆......☆......()

()......☆......()

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم

نحمده ونصلی علیٰ رسوله الكريم

امـــا بـــعـــد! امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ کے دوسرے حج کی روئیداد ہے جسے شہزادۂ اعلیٰ حضرت سیدنا مفتی اعظم محمد مصطفیٰ رضا بریلوی قدس سرہ نے مرتب فرمایا۔ امام احمد رضا قدس سرہ کی وہ نعتیں جو حج سے متعلق ہیں فقیر نے یکجا کر کے شرح کی اور اس کا نام رکھا ''روئیداد حج امام احمد رضا''

وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم

امام احمد رضا محدث بریلوی نے فرمایا کہ دوسری بار جب کعبہ معظّمہ حاضر ہوا یکا یک جانا ہو گیا اپنا پہلے سے کوئی ارادہ نہ تھا پہلی بار کی حاضری حضراتِ والدین ماجدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما کے ہمراہ رکاب تھی اس وقت مجھے تیئسواں سال تھا واپسی میں تین دن طوفان شدید رہا تھا اس کی تفصیل میں بہت طول ہے۔ لوگوں نے کفن پہن لئے تھے حضرت والدہ ماجدہ کا اضطراب دیکھ کر ان کی تسکین کے لئے بے ساختہ میری زبان سے نکلا کہ آپ اطمینان رکھیں خدا کی قسم یہ جہاز نہ ڈوبے گا یہ قسم میں نے حدیث ہی کے اطمینان پر کھائی تھی جس میں کشتی پر سوار ہوتے وقت غرق سے حفاظت کی دعا ارشاد ہوئی ہے میں نے وہ دعا پڑھ لی تھی لہٰذا حدیث کے وعدۂ صادقہ پر مطمئن تھا پھر بھی قسم کے نکل جانے سے خود مجھے اندیشہ ہوا اور معاً حدیث یاد آئی۔

حضرتِ عزت کی طرف رجوع کی اور سرکارِ رسالت سے مدد مانگی الحمد للہ کہ وہ مخالف ہوا کہ تین دن سے بشدت چل رہی تھی دو گھڑی میں موقوف ہوگئی اور جہاز نے نجات پائی۔ ماں کی محبت وہ تین شبانہ روز کی سخت تکلیف یاد تھی مکان میں قدم رکھتے ہی پہلا لفظ مجھ سے یہ فرمایا حج فرض اللہ تعالیٰ نے ادا فرمادیا اب میری زندگی بھر دوبارہ ارادہ نہ کرنا۔

ان کا یہ فرمانا مجھے یاد تھا اور ماں باپ کی ممانعت کے ساتھ حج نفل جائز نہیں یوں خود ادا کرنے سے مجبور تھا۔ یہاں سے ننھے میاں (برادرِ خورد) اور حامد رضا خاں (خلف اکبر) معہ متعلقین بارادۂ حج روانہ ہوئے لکھنؤ تک ان لوگوں کو پہنچا کر میں واپس آ گیا لیکن طبیعت میں ایک قسم کا انتشار رہا۔ ایک ہفتہ یہاں رہا طبیعت سخت پریشان رہی ایک روز عصر کے وقت زیادہ اضطراب ہوا اور دل وہاں کی حاضری کے لئے زیادہ بے چین ہوا بعد مغرب مولوی نذیر احمد صاحب کو اسٹیشن بھیجا کہ جا کر بمبئی تک سیکنڈ کلاس ریزرو کروالیں کہ نمازوں کا آرام رہے۔ انہوں نے اسٹیشن ماسٹر سے گاڑی مانگی اس نے پوچھا کس ٹرین سے ارادہ ہے؟ انہوں نے کہا اسی شب کے دس بجے والی سے۔ وہ بولا گاڑی نہیں مل سکتی اگر آپ کو

اس سے جانا تھا تو چوبیس گھنٹے پیشتر اطلاع دیتے بیچارے مایوس ہو کر لوٹنا چاہتے تھے کہ ایک (ٹکٹ کلکٹر) جو قریب رہتا تھا مل گیا۔ اس نے کہا گھبراؤ مت میں چلتا ہوں اور اسٹیشن ماسٹر سے جا کر کہا کہ یہ تو مجھ سے کل کہہ گئے تھے میں آپ سے کہنا بھول گیا اس نے ایک سو تریسٹھ روپے پانچ آنے لے کر سکینڈ کلاس کا کمرہ ریزور کر دیا۔ عشاء کی نماز سے اول وقت فارغ ہو گیا شکرم بھی آ گئی صرف والدہ ماجدہ سے اجازت لینا باقی رہ گئی جو نہایت اہم مسئلہ تھا اور گویا اس کا یقین تھا کہ وہ اجازت نہ دیں گی کس طرح عرض کروں اور بغیر اجازت والدہ حج نفل کو جانا حرام۔ آخر اندر مکان میں گیا دیکھا کہ حضرت والدہ ماجدہ چادر اوڑھے آرام فرماتی ہیں میں نے آنکھیں بند کر کے قدموں پر سر رکھ دیا وہ گھبرا کر اُٹھ بیٹھیں اور فرمایا کیا ہے؟ میں نے عرض کیا حضور مجھے حج کی اجازت دیجئے پہلا لفظ جو فرمایا یہ تھا خدا حافظ۔

یہ انہیں دعاؤں کا اثر تھا میں الٹے پاؤں باہر آیا اور فوراً سوار ہو کر اسٹیشن پہنچا بعد واپسی کے معلوم ہوا کہ میں اسٹیشن تک بھی نہ پہنچا ہونگا انہوں نے فرمایا میں اجازت نہیں دیتی اسے بلالو مگر میں جا چکا تھا کون بلاتا۔ چلتے وقت جس لگن میں میں نے وضو کیا تھا اس کا پانی میری واپسی تک نہ پھینکنے دیا کہ اس کے وضو کا پانی ہے۔ بریلی کے اسٹیشن سے میں نے ایک تار اپنی روانگی کا بمبئی روانہ کیا وہاں سب نے یہ خیال کیا کہ شاید حسن میاں (اعلیٰ حضرت کے منجھلے بھائی) تشریف لا رہے ہیں اس واسطے کہ ان کا سال آئندہ میں ارادہ تھا میرا کسی کو گمان نہ تھا غرض دن کے دن تک سب کو تذبذب رہا۔ ادھر مجھے راستہ میں ایک دن کی دیر ہو گئی کہ آگرہ پر میل نکل گیا اور ہماری گاڑی نے پیسنجر کا انتظار کیا۔ مولوی نذیر احمد صاحب نے اسٹیشن ماسٹر سے پوچھا کہ ہماری گاڑی کٹ کر کیوں جدا کر لی؟ کہا میل ریزرو نہ تھا آپ کو پنجر میں جانا ہوگا یہاں تک کہ وہ دن آ گیا جس روز حجاج بمبئی کے قرنطینہ میں داخل ہونے والے تھے اور میں اُس وقت تک نہ پہنچ سکا۔

اب سخت مشکل کا سامنا تھا کہ ہمارے لوگ قرنطینہ میں داخل ہو جائینگے اور میں رہ گیا اب جانا کیونکر ہوگا یہ دن پنجشنبہ کا ہے تار آ چکا تھا کہ پنجشنبہ کو بھپارا ہو کر لوگ قرنطینہ میں داخل ہو جائیں گاڑی کٹ جانے نے یہ تاخر کی کہ میں جمعہ کے دن صبح آٹھ بجے پہنچا اسٹیشن پر دیکھا بمبئی کے احباب کا ہجوم ہے حاجی قاسم وغیرہ گاریاں لئے موجود ہیں۔

سلام و مصافحہ کے بعد پہلا لفظ جو انہوں نے کہا یہ تھا شہر کو نہ چلئے بلکہ سیدھے قرنطینہ چلئے ابھی آپ کے لوگ داخل نہیں ہوئے ہیں۔

میں شکر الٰہی بجالایا اور اپنے لوگوں کے ساتھ داخل قرنطینہ ہوا۔ یہ حدیث کی انہیں دعاؤں کا اثر تھا کہ گئی ہوئی مراد عطا فرمائی میں نے واقعہ پوچھا وہاں کے لوگوں نے کہا عجب ہے اور سخت عجب ایسا کبھی نہ ہوا تھا۔ پنجشنبہ کو روزِ موعود پر

ڈاکٹر آیا اور آدھے لوگوں کو بھپارا دیا کہ دفعتہً اسے سخت گھبراہٹ پیدا ہوئی اور کہا کہ باقی کا بھپارا کل ہوگا یوں تمہارے لوگ باقی رہ گئے اب ایک اور دقت پیدا ہوئی کہ اس جہاز کا ٹکٹ بالکل تقسیم ہو چکا تھا جس میں ہمارے لوگ جانے والے تھے مجبوری دوسری جہاز کا ٹکٹ خریدا اور وہ بھی تیسرے درجے کا ملا جس کی حکمت آگے ظاہر ہوگی اور حدیث کی دعائیں پڑھیں کہ سرکار مجھے اپنوں کا ساتھ عطا فرمائیں ان سے چھوٹ کر میں تنہا کیونکر حاضر ہوں گا۔ تلاش کی گئی کہ اس جہاز میں کوئی صاحب ایسے ہیں جو اکیلے جانے والے ہوں جنہیں یہ اور وہ دونوں جہاز برابر ہوں مولیٰ تعالیٰ کی رحمت کہ ایک بڑے میاں ہمارے ضلع بریلی مقام بھیڑی کے ساکن مل گئے جنہوں نے بخوشی ٹکٹ بدل لیا وہ اس جہاز میں گئے اور میں بفضلہ تعالیٰ اپنے ساتھیوں کے ساتھ جہاز میں رہا۔

سرکار نے پہلا ٹکٹ تیسرے درجے کا اسی لئے دلوایا تھا کہ وہ بڑے میاں ملنے والے تھے جن کا ٹکٹ تیسرے ہی درجے کا تھا ان سے تبدیلی میں مالی نقصان نہ ہو بعد قرنطینہ اس جہاز پر سوار پر سو سو روپے داخل کرکے اول درجے کا ٹکٹ تبدیل کرالیا۔ جب عدن کے قریب جہاز پہنچا میں نمازِ عصر پڑھ رہا تھا ایک عربی صاحب کی آواز میرے کان میں پہنچی کہ سمت قبلہ یہ نہیں ہے میں نے کچھ خیال نہ کیا اس لئے کہ میں مؤامرہ ہندسیہ سے عدن و کامران کی سمت قبلہ نکال چکا تھا۔ وہ اتنی دیر کہ میں نے نماز پڑھی وظیفہ پڑھ رہے تھے جب میں فارغ ہوا تو ان سے پوچھا اُس وقت بتایئے سمت قبلہ کس طرف ہے اور پانچ منٹ پہلے کس طرف تھا اور حساب لگا کر سمجھایا کہ اس وقت سمت قبلہ ہی پر نماز ہوئی جس کو انہوں نے بھی تسلیم کرلیا جب کامران آیا تو قرنطینے میں داخل ہوئے وہاں دس روز ٹھہرنا ہوا۔ اللہ تعالیٰ ان ترکی کارکنوں کو جزائے خیر دے حجاج کو ایسا آرام دیا کہ لوگوں کو میں نے یہ کہتے سنا کہ حج کا وقت قریب ہے ورنہ کچھ دن بیمار رہتے اور یہاں کے آرام کا لطف اُٹھاتے۔ بمبئی کی مجال تھی کہ کوئی اس احاطہ سے باہر قدم رکھتا احاطہ کے اندر ہر بات کی روک ٹوک تھی، ہندو سپاہی قصداً حجاج کو تنگ کرتے تھے۔ یہاں میں نے سنا کہ کامران سے کوئی ایک میل فاصلہ پر کسی بزرگ کا مزار ہے میں نے اور میرے ساتھیوں نے حاضری کا ارادہ کیا۔ ترکی ڈاکٹر سے پوچھا بکشادہ پیشانی اجازت دی اور کہا آپ کے ساتھ کتنے آدمی ہوں گے؟ میں نے کہا دس بارہ ان سب کو بھی اجازت دی اور ہم زیارت سے فارغ ہو کر آئے جہاز اور کامران میں تقریباً روزانہ میرے بیانات ہوتے جس میں اکثر مناسک حج کی تعلیم ہوتی اور وہ جو ہمیشہ میرے بیان کا مقصد اعظم رہتا ہے یعنی تعظیم شانِ حضور اکرم ﷺ ایک بہت بڑا رئیس بھی جہاز میں تھا شریک وعظ ہوتا مسائل سنا کرتا مگر تعظیم شانِ اقدس کے ذکر کے وقت اس کے چہرہ پر بشاشت کی جگہ کدورت ہوتی۔ میں سمجھا وہابی ہے دریافت کرنے سے معلوم ہوا

کہ گنگوہی صاحب کا مرید ہے اس روز میں نے روئے سخن ردِوہابیہ وگنگوہی کی طرف پھیرا جبراً وقہراً استنتار ہا مگر دوسرے دن سے بیان میں نہ آیا میں نے حمد کی کہ جلسہ پاک ہوا۔

اب یہاں کامران میں نو دن ہو چکے کل جہاز پر جانا ہے دفعۃً رات کو میرے سب ساتھیوں کو دردِ شکم واسہال عارض ہوا مجھے درد تو نہ تھا مگر پانچ بار اجابت کو جانا ہوا دن چڑھ گیا اور ڈاکٹر کیآنے کا وقت ہوا۔ باہر تر کی مرد اور اندر عورتوں کو تر کیہ عورت روزانہ آکر دیکھا کرتے۔میرے بھائی ننھے میاں کو اندیشہ ہوا اور عزم کرلیا کہ اپنی حالتوں کو ڈاکٹر سے کہہ دو مجھ سے دریافت کیا میں نے کہا اگر بیمار سمجھ کر روک لئے گئے اور حج کا وقت قریب ہے معاذاللہ وقت پر نہ پہنچ سکے تو کتنا خسارہ ہوگا کہا اب ڈاکٹر اور ڈاکٹرنی آتے ہوں گے اگر انہیں اطلاع ہوتی تو ہمارا نہ کہنا خفا میں نہ ٹھہرے گا۔ میں نے کہا ذرا ٹھہرو میں اپنے حکیم سے کہہ لوں۔ مکان سے باہر جنگل میں آیا اور حدیث کی دعائیں پڑھیں اور سیدنا غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے استمداد کی کہ دفعۃً سامنے سے حضرت سید شاہ غلام جیلانی صاحب سجادہ نشین مارہرہ شریف اولادِ امجاد حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے تھے اور بمبئی سے ہمارا ان کا ساتھ ہوگیا تھا سامنے سے تشریف لائے ان کی تشریف آوری فال حسن تھی میں نے ان سے بھی دعا کو کہا۔انہوں نے بھی دعا فرمائی مجھے مکان سے باہر آئے شاید دس منٹ ہوئے ہوں گے اب جو مکان میں جاکر دیکھا بحمد اللہ سب کو ایسا تندرست پایا کہ گویا مرض ہی نہ تھا درد وغیرہ کیسا اس کا ضعف بھی نہ رہا۔سب ڈھائی تین میل پیادہ چل کر سمندر کے کنارے پہنچے جدہ شریف میں جب جہاز پہنچا حجاج کی بے حد کثرت اور جانے کا صرف ایک راستہ جو دوطرفہ ٹیٹوں سے بہت دور تک محدود۔ بھلا ایسی حالت میں کس طرح گذر ہو زنانی سواریاں ساتھ پانچ گھنٹے اسی انتظار میں گذر گئے کہ ذرا ہجوم کم ہو تو سواریوں کو لے چلیں لیکن اس وقت سلسلہ منقطع ہونا تھا نہ ہوا یہاں تک کہ دوپہر کا وقت قریب ہوگیا۔دھوپ اور بھوک اور پیاس سب باتیں جمع تھیں کہ ننھے میاں اور سب لوگ نہایت پریشاں جب بہت دیر ہوگئی تو ننھے اور حامد رضا خاں نے مجھے آکر کہا یہاں آخر کب تک بھوکے پیاسے دھوپ میں کھڑے رہیں گے میں نے کہا کہ تمہیں جلدی ہے تو جاؤ میں تاوقتیکہ بھیڑ کم نہ ہو زنانی سواریوں کو نہیں لے جاؤں گا۔اب کس کی مجال تھی جو کچھ کہتا مجبوراً خاموش ہوگئے تھوڑی دیر کے بعد ایک عربی صاحب جن کو اس سے پہلے کبھی نہ دیکھا تھا میرے پاس تشریف لائے اور بعد سلام علیک پہلا لفظ یہ فرمایا

کیا سبب ہے کہ میں آپ کو پریشان دیکھ رہا ہوں میں نے عرض کیا پریشانی ظاہر ہے ہمارے ساتھ مستورات ہیں اور مردوں کا یہ کثیر ہجوم ہمیں پانچ گھنٹے یہیں کھڑے ہوگئے فرمایا اپنے مردوں کا حلقہ بنا کر عورتوں کو درمیان میں لے لو اور

میرے پیچھے پیچھے چلے آؤ غرض حلقہ میں عورتوں کو لے کر ان عربی صاحب کے پیچھے ہو لئے ہم نے دیکھا کہ راستہ بھر ہمارے شانے سے بھی کسی غیر شخص کا شانہ نہیں لگا جب رستہ طے ہوا فوراً وہ عربی صاحب نظروں سے غائب ہو گئے۔

جدہ پہنچتے ہی مجھے فوراً بخار آ گیا اور میری عادت ہے کہ بخار میں سردی بہت معلوم ہوتی ہے محازات یلملم سے بحمد للہ تعالیٰ احرام بندھ چکا تھا۔ اس سردی میں رضائی گردن تک اوپر سے ڈال لیتا کہ احرام میں چہرہ میں چھپانا منع ہے سو جاتا آنکھ کھلتی تو بحمد للہ رضائی گردن سے اصلاً نہ بڑھتی ہوتی۔ تین روز جدہ میں رہنا ہوا اور بخار ترقی پر ہے آج چل کر جدہ کے کھلے میدان میں رات بسر کرنی ہو وگی بخار میں کیا حالت ہوگی۔ سرکارِ اقدس ﷺ سے عرض کی بحمد اللہ بخار معاً جاتا رہا اور تیرہویں تک عود نہ کیا جب بفضلہٖ تعالیٰ تمام مناسکِ حج سے فارغ ہو لئے تیرہویں تاریخ بخار نے عود کیا میں نے کہا اب آیا کیجئے ہمارا کام رب العزت نے پورا کر دیا۔

بعد فراغ مناسک حج کتب خانہ حرم محترم کی حاضری کا شغل رہا پہلے روز جو حاضر ہوا حامد رضا خان ساتھ تھے۔ محافظ کتب حرم ایک وجیہ و میل عالم نبیل مولانا سید اسماعیل تھے یہ پہلا دن ان کی زیارت کا تھا یہ حضرت مثل دیگر اکابر مکہ مکرمہ اس فقیر سے غائبانہ خلوص تام رکھتے تھے جس کا سبب میرا فتویٰ مسمی بہ "فتاویٰ الحرمین لرجف ندوۃ المین" تھا کہ سات برس پہلے ۱۳۱۶ھ میں روندوہ کے لئے اٹھائیس سوال و جواب پر مشتمل جسے میں نے بیس گھنٹے سے کم میں لکھا تھا اور بذریعہ بعض حجاج خادمانِ دین ان حضرات کے حضور پیش ہوا اور انہوں نے اپنی گراں بہا تقریظات سے اسے مزین فرمایا اور فقیر کے بے شمار اعلیٰ اعلیٰ درجے کے کلمات و دعا و ثناء کا شرف دیا اور مع ترجمہ ایک مبسوط کتاب ہو کر بمبئی ۱۳۱۷ھ میں طبع ہو کر شائع ہو چکی تھی۔ اس وقت مولا عز و جل نے اس ذرہ بے مقدار کی کمال محبت و وقعت ان جلیل قلوب میں ڈال دی تھی مگر ملاقات ظاہری نہ تھی۔ حضرت مولانا موصوف سے کچھ کتابیں مطالعہ کے لئے نکلوائیں حاضرین میں سے کسی نے اس مسئلہ کا ذکر کیا کہ قبل زوال رمی کسی مولانا نے فرمایا یہاں کے علماء نے جواز پر فتویٰ دیا ہے۔ حامد رضا خاں سے اس بارے میں گفتگو ہو رہی تھی مجھ سے استفسار ہوا میں نے کہا خلافِ مذہب ہے۔ مولانا سید صاحب نے ایک متداول کتاب کا نام لیا کہ اس میں جواز کو علیہ الفتویٰ لکھا ہے میں نے کہا ممکن ہے کہ روایۃً جواز ہو مگر علیہ الفتویٰ ہرگز نہ ہوگا۔ وہ کتاب لے آئے مسئلہ نکلا اور اسی صورت سے نکلا جو فقیر نے گذارش کی تھی یعنی اس میں علیہ الفتویٰ کا لفظ نہ تھا حضرت مولانا نے حامد رضا خاں سے کان میں جھک کر پوچھا یہ کون ہے اور حامد رضا خان کو بھی نہ جانتے تھے مگر اس وقت گفتگو انہیں سے ہو رہی تھی لہٰذا ان سے پوچھا انہوں نے میرا نام لیا۔ نام سنتے ہی حضرت مولانا وہاں سے اُٹھ کر بیتابانہ

دوڑتے ہوئے آکر فقیر سے لپٹ گئے پھر تو بحمد للہ تعالیٰ دوار نے کامل ترقی کی اس بار سرکارِ حرم محترم میں میری حاضری بے اپنے ارادے کے جس غیر متوقع اور غیر معمولی طریقوں پر ہوئی اس کا کچھ بیان اوپر ہو چکا ہے وہ حکمت الٰہی یہاں آکر کھلی۔ سننے میں آیا کہ وہابیہ پہلے سے آئے ہوئے ہیں جن میں خلیل احمد انبیٹھوی اور بعض وزراء ریاست و دیگر اہلِ ثروت بھی ہیں حضرت شریف تک رسائی پیدا کی ہے اور مسئلہ علم غیب چھیڑا ہے اور اس کے متعلق کچھ سوال اعلم علماء مکہ حضرت مولانا شیخ کمال سابق قاضی مکہ و مفتی حنفیہ کی خدمت میں پیش ہوا ہے۔

میں حضرت موصوف کی خدمت میں گیا حضرت مولانا مولوی وصی احمد صاحب محدث سورتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے صاحبزادے عزیزی مولوی عبدالاحد بھی ہمراہ تھے۔ میں نے بعد سلام و مصافحہ مسئلہ علم غیب کی تقریر شروع کی اور دو گھنٹہ تک اسے آیات و احادیث و اقوال آئمہ سے ثابت کیا اور مخالفین جو شبہات کیا کرتے ہیں ان کا رد کیا۔ اس دو گھنٹے تک حضرت موصوف محض سکوت کے ساتھ ہمہ تن گوش ہو کر میرا منہ دیکھتے رہے۔ جب میں نے تقریر ختم کی چپکے سے اُٹھتے ہوئے قریب الماری رکھی تھی وہاں تشریف لے گئے اور ایک کاغذ نکال لائے جس پر مولوی سلامت اللہ صاحب رامپوری کے رسالہ اعلام الاذکیا کے اس قول کے متعلق کہ حضور اکرم ﷺ کو "هُوَ الْاَوَّلُ وَ الْاٰخِرُ وَ الظَّاهِرُ وَ الْبَاطِنُ ۚ وَ هُوَ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ" کہنا چند سوال تھے اور جواب کی چار سطریں ناتمام اُٹھا لائے مجھے دکھایا اور فرمایا تیرا آنا اللہ کی رحمت تھا ورنہ مولوی سلامت اللہ کے کفر کا فتویٰ یہاں سے جا چلتا۔ میں حمد الٰہی بجالایا اور فرودگاہ پر واپس آیا۔

مولانا سے مقام قیام کا کوئی تذکرہ نہ آیا تھا اب وہ فقیر کے پاس تشریف لانا چاہتے ہیں اور حج کا ہنگامہ اور جائے قیام نامعلوم آخر خیال فرمایا کہ ضرور کتب خانہ میں آیا کرتا ہوگا۔ ۲۵ ذی الحجہ ۱۳۲۳ھ کی تاریخ ہے بعد نمازِ عصر میں کتب خانہ کے زینے پر چڑھ رہا ہوں پیچھے سے ایک آہٹ معلوم ہوئی دیکھا تو حضرت مولانا شیخ صالح کمال ہیں بعد سلام و مصافحہ دفتر کتب خانہ میں جا کر بیٹھے۔ وہاں حضرت مولانا سید اسماعیل اور ان کے نوجوان سعید رشید بھائی، سید مصطفیٰ اور ان کے والد ماجد سید خلیل اور بعض حضرات بھی (کہ اس وقت یاد نہیں) تشریف فرما ہیں۔ حضرت مولانا شیخ صالح کمال نے جیب سے ایک پرچہ نکالا جس پر علم غیب کے متعلق پانچ سوال تھے (یہ وہی سوال ہیں جن کا جواب مولانا نے شروع کیا تھا و تقریر فقیر کے بعد چاک فرما دیا) مجھ سے فرمایا یہ سوال وہابیہ نے حضرت سیدنا کے ذریعہ سے پیش کئے ہیں اور آپ سے جواب مقصود ہے (سیدنا وہاں شریف مکہ کہتے ہیں اُس وقت شریف علی پاشا تھے) میں نے مولانا سید مصطفیٰ سے گذارش کی کہ قلم دوات دیجئے حضرت مولانا شیخ کمال و مولانا سید اسماعیل و مولانا سید خلیل سب اکابر تشریف فرما تھے اور ارشاد فرمایا کہ ہم ایسا فوری جواب نہیں چاہتے

بلکہ ایسا جواب ہو کہ خبیثوں کے دانت کھٹے ہوں۔ میں نے عرض کی کہ اس کے لئے قدرے مہلت چاہیے۔ دو گھڑی دن باقی ہے اس میں کیا ہوسکتا ہے۔ حضرت مولانا شیخ صالح کمال نے فرمایا کل سہ شنبہ پرسوں چہار شنبہ ہے ان دو روز میں ہو کر پنج شنبہ کو مجھے مل جائے کہ میں شریف کے سامنے پیش کردوں۔

میں نے اپنے رب عزوجل کی عنایت اور اپنے نبی کریم ﷺ کی امانت پر بھروسہ کر کے وعدہ کرلیا اور شانِ الٰہی کہ دوسرے ہی دن سے بخار نے پھر عود کیا اسی حالت تپ میں رسالہ تصنیف کرتا اور حامد رضا خاں تبییض کرتے اس کا شہرہ مکہ معظّمہ میں ہوا کہ وہابیہ نے فلاں کی طرف سوال متوجہ کیا ہے اور وہ جواب لکھ رہا ہے۔ میں نے اس رسالہ میں غیوبِ خمسہ کی بحث نہ چھیڑی تھی کہ سائلوں کے سوال میں نہ تھی مجھے بخار کی حالت بکمال تعجیل قصد تکمیل آج ہی کہ میں لکھ رہا ہوں۔ حضرت شیخ الخطباء کبیر العلماء، ومولانا شیخ احمد ابوالخیر مرداد کا پیام آیا کہ میں پاؤں سے معذور ہوں اور تیرا رسالہ سننا چاہتا ہوں۔ میں اسی حالت میں جتنے اوراق لکھے گئے تھے لے کر حاضر ہوا رسالہ کی قسم اول ختم ہوچکی تھی جس میں اپنے مسلک کا ثبوت ہے۔ قسم دوم لکھی جارہی تھی جس میں وہابیہ کا رد اور ان کے سوالوں کا جواب ہے۔ حضرت شیخ الخطباء نے اول تا آخر سن کر فرمایا اس میں علم خمس کی بحث نہ آئی میں نے عرض کی کہ سوال میں نہ تھی فرمایا میری خواہش ہے کہ ضرور زیادہ ہو۔ میں نے قبول کیا رخصت ہوتے وقت ان کے زانوئے مبارک کو ہاتھ لگایا حضرت موصوف نے باں فضل وکمال و باں کبر سال کہ عمر شریف ستر برس سے متجاوز تھی یہ لفظ فرمائے کہ

انا اقبل ارجلکم انا اقبل العالکم

میں تمہارے قدموں کو بوسہ دوں میں تمہارے جوتوں کو بوسہ دوں

یہ میرے حبیب کریم ﷺ کی رحمت کہ ایسے اکابر کے قلوب میں اس بے وقعت کی یہ وقعت میں واپس آیا اور شب ہی میں بحث خمس کو بڑھایا۔ اب دوسرا دن چہار شنبہ کا ہے صبح کی نماز پڑھ کر حرم شریف سے آتا ہوں کہ مولانا سید عبدالحئی ابن مولانا سید عبدالکبیر محدث ملک مغرب (اُس وقت ان کی چالیس کتابیں علوم حدیثیہ ودینیہ میں مصر میں چھپ چکی تھیں) ان کا خادم پیام لایا کہ مولانا تجھ سے ملنا چاہتے ہیں۔ میں نے خیال کیا کہ وعدے میں آج ہی کا دن باقی ہے اور بھی بہت کچھ لکھنا باقی ہے عذر کر بھیجا کہ آج کی معافی دیں کل میں خود حاضر ہوجاؤں گا۔ فوراً خادم واپس آیا کہ میں آج ہی مدینہ طیبہ جاتا ہوں، تبریز ہوچکی ہے یعنی قافلے کے اونٹ بیرون شہر جمع ہوگئے ہیں ظہر پڑھ کر سوار ہوجاؤنگا۔ اب میں مجبور ہوا اور مولانا کو تشریف آوری کی اجازت دی وہ تشریف لائے اور علومِ حدیث کی اجازتیں فقیر سے طلب فرمائیں اور لکھوائیں

اور علمی مذاکرات ہوتے رہے یہاں تک کہ ظہر کی اذان ہوئی۔ وہاں زوال ہوتے ہی معاً اذان ہو جاتی ہے اور وہ نماز میں حاضر ہوئے بعد نماز وہ عازمِ مدینہ طیبہ ہوئے اور میں فرودگاہ پر آیا۔

آج کے دن کا بڑا حصہ یوں بالکل خالی گیا اور بخار ساتھ ہے بقیہ دن میں اور بعد عشاء فضل الٰہی اور عنایت رسالت پناہی ﷺ نے کتاب کی تکمیل تبییض سب پوری کرادی ''الدولۃ المکیۃ بالمادۃ الغیبیۃ'' اس کا تاریخی نام ہوا اور پنج شنبہ کی صبح ہی کو حضرت مولانا شیخ صالح کمال کی خدمت میں پہنچادی۔ مولانا نے دن میں اسے کامل طور پر مطالعہ کیا اور شام کو شریف صاحب کے یہاں لے کر تشریف لے گئے۔ عشاء کی نماز وہاں شروع وقت پر ہو جاتی ہے اس کے بعد سے نصف شب تک کہ عربی گھڑیوں میں چھ بجتے ہیں شریف علی پاشا کا دربار ہوتا تھا حضرت مولانا نے دربار میں کتاب پیش کی اور اعلی الاعلان فرمایا اس شخص نے وہ علم ظاہر کیا جس کے انوار چمکے اُٹھے اور جو ہمارے خواب میں بھی نہ تھا۔ حضرت شریف نے کتاب پڑھنے کا حکم دیا دربار میں دو وہابی بیٹھے تھے ایک احمد فکیہ کہلاتا دوسرا عبدالرحمٰن اسکوبی۔ انہوں نے مقدمہ کتاب کی آمد ہی سن کر سمجھ لیا کہ یہ کتاب رنگ بدل دیگی شریف ذی علم ہیں مسئلہ ان پر منکشف ہو جائے گا لہٰذا چاہا کہ سننے نہ دیں بحث میں الجھا کر وقت گزار دیں۔ کتاب پر کچھ اعتراض کیا حضرت مولانا شیخ صالح کمال نے جواب دیا آگے بڑھے انہوں نے پھر ایک مہمل اعتراض کیا حضرت مولانا نے جواب دیا اور فرمایا کتاب سن لیجیے پوری کتاب سننے سے پہلے اعتراض بے قاعدہ ہے ممکن ہے کہ آپ کے شکوک کا جواب کتاب ہی میں آئے اور نہ ہو تو میں جواب کا ذمہ دار ہوں اور مجھ سے نہ ہو سکا تو مصنف موجود ہے۔ یہ فرما کر آگے پڑھنا شروع کیا کچھ دور پہنچے تھے انہیں الجھانا مقصود تھا پھر معترض ہوئے۔ اب حضرت مولانا نے حضرت شریف سے کہا کہ سیدنا حضرت کا حکم ہے کہ میں کتاب پڑھ کر سناؤں اور یہ بے جا الجھتے ہیں حکم ہو تو ان کے اعتراضوں کا جواب دوں یا حکم ہو تو کتاب پڑھ کر سناؤں۔ شریف صاحب نے فرمایا ''اقراء'' آپ پڑھئے اب ان کی ہاں کو کون نہ کر سکتا تھا معترضوں کا منہ مارا گیا اور مولانا کتاب سناتے رہے۔ اس کے دلائل قاہرہ سن کر مولانا شریف نے بآواز بلند فرمایا ''الله يعطي وهو لاء يمنعون'' یعنی اللہ تعالیٰ تو اپنے حبیب ﷺ کو غیب کا علم عطا فرماتا ہے اور یہ (وہابیہ) منع کرتے ہیں یہاں تک کہ نصف شب تک نصف کتاب سنائی اب دربار برخاست ہونے کا وقت آ گیا۔ شریف صاحب نے حضرت مولانا سے فرمایا کہ یہاں نشانی رکھ دو کتاب بغل میں لے کر بالا خانہ پر آرام کے لئے تشریف لے گئے وہ کتاب آج تک انہیں کے پاس ہے اصل سے متعدد نقلیں مکہ معظمہ کے علماء کرام نے لیں اور تمام مکہ معظمہ میں کتاب کا شہرہ ہوا وہابیہ پر اوس پڑ گئی بفضلہ تعالیٰ سب لوہے ٹھنڈے ہو گئے گلی کوچہ

میں مکہ معظّمہ کے لڑکے ان کا تمسخر کرتے کہ اب کچھ نہیں کہتے اب وہ جوش کیا ہوئے ،اب وہ مصطفی ﷺ کے علومِ غیب ماننے والوں کو کافر کہنا کدھر گیا ؟ تمہارا کفر وشرک تمہی پر پلٹا وہابیہ کہتے ہیں اس شخص نے کتاب میں منطقی تقریریں بھر کر شریف پر جادو کردیا مولا عزوجل کا فضل حبیب اکرم ﷺ کا کرم کہ علماء کرام نے کتاب پر تقریظیں لکھنا شروع کیں وہابیہ کا دل جلتا اور بس نہ چلتا آخر اس فکر میں ہوئے کہ کسی طرح فریب کرکے تقریظات تلف کردی جائیں ایک جگہ جمع ہوئے اور حضرت مولانا شیخ ابوالخیر مرداد سے عرض کی کہ ہم بھی کتاب پر تقریظیں لکھنا چاہتے ہیں کتاب ہمیں منگوادیجئے وہ سیدھے مقدس بزرگ ان کے فریبوں کو کیا جانیں اپنے صاحبزادے مولانا عبداللہ مرداد کو میرے پاس بھیجا کہ یہ صاحب مسجد حرام کے امام ہیں اور اسی زمانے میں فقیر کے ہاتھ پر بیعت فرماچکے ہیں۔حضرت مولانا ابوالخیر کا منگانا اور مولانا عبداللہ مرداد کا لینے کو آنا شبہہ کی کوئی وجہ نہ ہوتی مگر مولیٰ عزوجل کی رحمت میں اس وقت کتب خانہ حرم شریف میں تھا حضرت مولانا اسماعیل کو اللہ عزوجل جناتِ عالیہ میں حضور رحمت عالم ﷺ کی رفاقت عطا فرمائے قبل اس کے کہ میں کچھ کہوں نہایت ترشی اور جلالِ سیادت سے فرمایا کتاب ہرگز نہ دی جائے گی جو تقریظیں لکھنی ہوں لکھ کر بھیج دو۔ میں نے گذارش بھی کی کہ حضرت مولانا ابوالخیر منگاتے ہیں اور ان کے صاحبزادے لینے آتے ہیں اور ان کا تعلق فقیر سے ہے آپ کو معلوم ہے فرمایا جولوگ وہاں جمع ہیں ان کو میں جانتا ہوں وہ منافقین ہیں۔مولانا ابوالخیر کو انہوں نے دھوکہ دیا ہے یوں اس عالم نبیل سید جلیل کی برکت نے کتاب بحمد للہ محفوظ رکھی وللہ الحمد۔ جب وہابیہ کا یہ مکر بھی نہ چلا اور مولانا شریف کے یہاں سے بحمدہ للہ تعالیٰ ان کا منہ کالا ہوا ایک ناخواندہ جاہل کہ نائب الحرام کہلاتا اسے کسی طرح اپنے موافق کیا احمد راتب پاشا اس زمانہ میں گورنر مکہ معظّمہ تھے آدمی ناخواندہ مگر دیندار ہر روز بعد عصر طواف کرتے۔خیال کیا کہ شریف ذی علم تھے کتاب سن کر معتقد ہوگئے یہ بے پڑھا فوجی آدمی ہمارے بھڑکانے سے بھڑک جائیگا۔

ایک روز یہ طواف سے فارغ ہوئے ہیں کہ نائب الحرم نے ان سے گزارش کی کہ ایک ہندی عالم نے ہندوستان میں بہت لوگوں کے عقیدے بگاڑ دیئے ہیں اور اب اہلِ مکہ کے عقیدے خراب کرنے آیا ہے اور ساتھ ہی دل میں سوچا کہ یہ کیونکر جمے گی کہ ایک ہندی مکیوں کے عقیدے بگاڑدے؟ لہٰذا مجبوراً اس کے ساتھ یہ کہنا پڑا کہ اور اکابر علماء مکہ مثل شیخ العلماء سید محمد سعید بابصیل ومولانا شیخ صالح کمال ومولانا ابوالخیر مرداد اس کے ساتھ ہوگئے ہیں۔مولیٰ تعالیٰ کی شان کہ یہ واقعی بات جو اس نے مجبوراً کہی اس پر الٹی پڑی۔ باشا نے بکمالِ غضب ایک چپت اس کی گردن پر جمائی اور کہا

یاخبیث ابن الخبیث یا کلب ابن الکلب اذا کان ھؤلاء معه فھو یفسد ام یصلح

اے خبیث ابن خبیث اے کتے کے بچے جب یہ اکابر اس کے ساتھ ہیں تو وہ خرابی ڈالے گا یا اصلاح کریگا۔

اس روز سے مولانا سید اسمٰعیل وغیرہ اسے نائب الحرام کہتے اور احمد فقیہ کو سفیہ اور ایک اور مخالف کو مغوم مولانا شریف کا دربار مہذب دربار تھا۔ وہاں وہابیہ کو مہذب ذلت پہنچی یہ ایک جنگی فوجی ترک کا سامنا تھا اسی طریقے کی ذلت پائی۔ ''الدولة المكية'' کے ساتھ ساتھ بلکہ اس سے کچھ پہلے سے بفضلہ تعالیٰ حسام الحرمین کی کاروائی جاری کی اکابر نے جو عالیشان تقریظات اس پر لکھیں آپ حضرات کے پیش نظر ہیں۔ ابتدا ہی میں یہ فتویٰ حضرت مولانا شیخ صالح کمال کے پاس تقریظ کو گیا تھا۔ ادھر حضرت مولانا شیخ صالح کمال نے کتاب سنانے کے ضمن میں حضرت شریف سے خلیل احمد کے عقائد ضلالہ اور اس کی تکاب براہین قاطعہ کا بھی ذکر کر دیا تھا۔ انبیٹھوی صاحب کو خبر ہوئی مولانا کے پاس کچھ اشرفیاں نذرانہ لے کر پہنچے اور عرض کی کہ حضرت مجھ پر کیوں ناراض ہیں۔ فرمایا کیا تم خلیل احمد ہو کہا ہاں۔ مولانا نے فرمایا تجھ پر افسوس تو نے براہین قاطعہ میں وہ شنیع باتیں کیسے لکھیں ہیں میں تو تجھے زندیق لکھ چکا ہوں (اس سے پہلے مولانا غلام دستگیر قصوری مرحوم کتاب ''تقدیس الوکیل عن توہین الرشید والخلیل'' لکھ کر علمائے مکہ سے تقریظیں لے چکے تھے اس پر مولانا شیخ صالح کمال کی بھی تقریظ ہے اور اس میں انبیٹھوی صاحب اور ان کے استاد گنگوہی صاحب کو زندیق لکھا ہے) انبیٹھوی صاحب نے کہا حضرت جو باتیں میری طرف نسبت کی گئی ہیں افتراء ہیں میری کتاب میں نہیں ہیں۔ فرمایا تمہاری کتاب براہین قاطعہ چھپ کر شائع ہو چکی ہے اور میرے پاس موجود ہے۔ انبیٹھوی نے کہا حضرت کیا کفر سے توبہ قبول نہیں ہوتی؟ فرمایا ہوتی ہے۔ مولانا نے چاہا کسی مترجم کو بلائیں اور براہین قاطعہ انبیٹھوی صاحب کو دکھا کر ان کلمات کا اقرار کرا کر توبہ لیں مگر انبیٹھوی صاحب رات ہی میں جدہ کو فرار ہو گئے۔ حضرت مولانا شیخ کمال نے حضرت مولانا سید اسمٰعیل کو اس واقعہ کی اطلاع کا خط بھیجا اور انہوں نے بعینہٖ اپنے خط☆ میں رکھ کر مجھے بھیج دیا اب تک میرے پاس محفوظ ہے۔

صبح کو حضرت مولانا شیخ صالح کمال فقیر کے پاس تشریف لائے اور خود یہ واقعہ بیان کیا اور فرمایا میں نے سنا کہ وہ

☆ انبیٹھوی جی کارے میں مولانا صالح کمال کا ایک نامی نامہ:۔

صاحب الفضيلة والاخلاق والمحبة الجميلة حضرة السيد اسماعيل آفندى حافظ الكتب حضرت عندنا قبل تاريخه رجل من اهل الهند يقال له خليل احمد مع بعض علماء الهند المجاورين بمكة يستعطف خاطر نا عليه لانه قد بلغه الى شديد الغيظ عليه وانا لا عرفه شخصا فقال يا سيد بلغني انكم واجدون على وذلك بسبب انى ذكرت ماوقع منه فى البراهين القاطعه لدى حضرت الامير حفظه الله فقلت له لعلك خليل احمد الانبيٹهى فقال نعم فقلت له ويحك كيف تقول فى البراهين قاطعة تلك المقالات الشنيعة وتجو ز لكذب على الله جل جلاله كيف لا اغتاظ عليك ولقد كتبت عليها بانك رجل زنديق

(بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

رات ہی میں بھاگ گیا۔ میں نے کہا مولانا آپ نے بھگا دیا فرمایا میں نے میں نے کہا ہاں آپ نے۔ فرمایا کیونکر میں نے عرض کیا جب اس نے آپ سے پوچھا کہ کیا کافر کی توبہ قبول نہیں ہوتی آپ نے کیا فرمایا؟ فرمایا میں نے کہا ہوتی ہے۔ میں نے کہا اسی نے اسے بھگایا۔ آپ کو یہ فرمانا تھا کہ جو رسول اللہ ﷺ کی توہین کرے اس کی توبہ قبول نہیں۔ فرمایا واللہ یہ مجھ سے رہ گئی میں نے کہا تو آپ ہی نے بھگایا۔ زمانہ قیام میں علماء کرام مکہ معظّمہ نے بکثرت فقیر کی دعوتیں بڑے اہتمام سے کیں ہر دعوت میں علماء کا مجمع ہوتا، مذاکرات علمیہ رہتے، شیخ عبدالقادر کردی مولانا شیخ صالح کمال کے شاگرد

(بقیہ حاشیہ) وکیف تعتزرا وتنکروا ھی قد طبعت وشاعت عنک فقال یاسیدی ھی لی ولکن لیس فیھا تجویز الکذب علی للہ ولا ن کان فیھا......و راجع عما فیھا مما یخالف اھل السنۃ و الجماعۃ فقلت لہ ان اللہ یحب التائبین و البراھین موجودۃ وساخرج لک منھا ھذا الذی انکرتہ وتجاسرتہ بہ علی اللہ جل شانہ فصار ینتصل ویعتذر ویقول ان کان فھو مکذوب علی وانا رجل مسلم موحد من اھل السنۃ والجماعۃ ماقلت فیھا ھذا ولا غیرہ مما یخالف مذھب اھل السنۃ والجماعۃ فعجبت منہ کیف ینکر ما ھو مطبوع فی رسالۃ البراھین القاطعۃ المطبوعۃ بلسان الھند وظھرلی انہ انما قال ذلک تقیۃ کانھم مثل الرافضہ یرون التقیۃ واجبۃ واردت ان احضرھا واحضر من یفھم ذلک اللسان من مجیہ عندنا ھرب الی جدۃ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ اجبنا اعلامکم بذالک ودمتم (محمد صالح کمال، ۲۸ ذی الحجہ ۱۳۲۳ھ)

بزرگی اور اخلاق اور محبت جمیلہ والے حضرت سید اسمٰعیل آفندی حافظ الکتب آیا ہمارے پاس آج سے پہلے ایک شخص ہندی جس کو خلیل احمد کہا جاتا ہے ہمراہی میں بعض علمائے ہند کی جو مکہ میں مجاور ہیں مہربان کرنا چاہتا تھا ہمارے دل کو اپنے اوپر اس لئے کہ اسے خبر پہنچی کہ میں سخت ناراض ہوں اس پر پس کہا اے میرے سردار مجھے خبر پہنچی ہے کہ آپ مجھ پر ناراض ہیں۔ یہ آنا اس سبب سے تھا کہ جو کچھ اس سے براہین قاطعہ میں واقع ہوا تھا اس کو میں نے حضرت امیر حفظ اللہ سے ذکر کردیا تھا پس میں نے اس سے کہا شاید تو خلیل احمد انبیٹھی ہے۔ کہا ہاں میں نے کہا تجھ پر افسوس ہے تو کیونکر کہتا ہے براہین قاطعہ میں یہ گندی باتیں اور جائز رکھتا ہے تو کذب اللہ عزوجل پر کیوں کر نہ ناراض ہوں میں تجھ پر اور البتہ تحقیق لکھ چکا ہوں میں تجھ کو ان کے برابر زندیق اور کسی طرح عذر کرتا ہے اور انکار کرتا ہے حالانکہ براہین قاطعہ چھپ کر تیری جانب سے شائع ہو چکی ہے پس کہا اے سردار وہ کتاب تو میری ہے مگر اس میں امکانِ کذب کا مسئلہ نہیں ہے اور اگر ہے تو میں توبہ کرتا ہوں اور اس میں جو کچھ مخالفت مذہب اہل سنت وجماعت ہے اس سے رجوع کرتا ہوں پس میں نے کہا بے شک اللہ توبہ کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے اور براہین میرے پاس موجود ہے ابھی نکالتا ہوں وہ کہ جس کا تو نے انکار کیا ہے اور جرأت کی تو نے اللہ جل شانہ پر تو عذر و خوشامد کرنے لگا اور بولا اگر وہ براہین قاطعہ میں ہے تو مجھ پر افترا ہے اور میں مسلمان موحد سنی ہوں۔ میں نے نہ اس میں یہ کہا نہ کچھ اور جو مخالفت مذہب اہل سنت سے ہے۔ مجھے تعجب ہوا کیوں کر انکار کرتا ہے اس بات سے جو چھاپی جا چکی اس کے براہین قاطعہ میں کہ زبان ہندی میں طبع ہوئی اور مجھ پر کھل گیا کہ وہ یہ باتیں تقیہ سے کہتا ہے گویا وہ مثل روافض کے ہے جو تقیہ کو واجب جانتے ہیں اور میں نے ارادہ کیا کہ براہین قاطعہ لاؤں اور اس شخص کو بلاؤں جو اس زبان کو سمجھتا ہے تا کہ اس سے اقرار لوں اس کا جو کچھ براہین قاطعہ میں ہے اور توبہ لوں لیکن وہ ہمارے پاس آنے کے دوسرے دن جدہ کو بھاگ گیا "ولا حول ولا قوۃ الا باللہ" نے دوست رکھا خبردار کرنا اس واقعہ پر اور آپ ہمیشہ رہیں۔ (محمد صالح کمال، ۲۸ ذی الحجہ ۱۳۲۳ھ)

تھے مسجد الحرام شریف کے احاطے ہی میں ان کا مکان تھا انہوں نے تقرر دعوت سے پہلے باصرار تمام پوچھا کہ تجھے کیا چیز مرغوب ہے؟ چند عذر کیا نہ مانا آخر گذارش کی کہ ''الحلو البارد شیریں سرد'' ان کے یہاں دعوت میں انواع اطعمہ جیسے اور جگہ ہوتے تھے ان کے علاوہ ایک عجیب نفیس چیز پائی کہ اس ''الحلو البارد'' کی پوری مصداق تھی نہایت شیریں وسرد اور خوش ذائقہ ان سے پوچھا کہ اس کا کیا نام ہے کہا ''رضی الوالدین'' وجہ تسمیہ یہ بتائی کہ جس کے ماں باپ ناراض ہوں یہ پکا کر کھلائے راضی ہو جائیں۔فقیر دعوتوں کے علاوہ صرف چار جگہ ملنے کو جاتا مولانا شیخ صالح کمال اور شیخ العلماء مولانا محمد سعید بابصیل اور مولانا عبدالحق مہاجر الہ آبادی اور کتب خانے میں مولانا سید اسمٰعیل کے پاس رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔یہ حضرات اور باقی حضرات فرودگاہ فقیر پر تشریف لایا کرتے صبح سے نصف شب کے قریب ملاقاتوں ہی میں وقت صرف ہوتا مولانا شیخ صالح کمال کی تشریف آوری کی تو گنتی نہیں اور مولانا سید اسماعیل التزاماً روزانہ تشریف لاتے خصوصاً ایامِ علالت میں کہ یکم محرم ۱۳۲۴ھ سے..... محرم تک مسلسل رہی دن میں دو بار بھی تشریف لاتے اور ایک بار کا آنا تو ناغہ ہی نہ ہوتا۔آخر محرم میں طبیعت بہت رو بہ صحت ہوگئی تھی ایک ضرورت کے سبب دو روز تشریف لانا نہ ہوا ان دو روز میں میرا ان کی طرف اشتیاق میں ہی جانتا ہوں میں نے ان سید جلیل کو ایک پرچہ پر یہ تین شعر لکھ کر بھیجے

هذان یومان ما فزنا بطلعتکم	ولو قدرنا جعلنا راسنا قدما
قالوا القاء جلیل لعلیل شفاء	لاتحبون ان تبرولنا سقما
عودتمونا طلوع شمس کل ضحی	وهل سمعتم کریما یقطع لکرما

یہ دو دن ہیں کہ ہمیں دیدار نہ ملا اور ہم میں طاقت ہوتی تو سر کے بل آتے۔لوگ کہتے ہیں لقاءِ خلیل شفاء علیل ہے یعنی دوست کا آنا مرض کا جانا ہے کہ آپ ہمارے مرض کی شفاء نہیں چاہتے آپ نے ہمیں عادی کر دیا کہ ہر چاشت کو سورج طلوع کریں اور آپ نے کسی کریم کو سنا ہے کہ کرم قطع کرے۔

اس رقعہ کو دیکھ کر سید موصوف کی جو کیفیت ہوئی حال رقعہ نے دیکھی فوراً اس کے ساتھ ہی تشریف لے آئے اور پھر دو روز رخصت تک کوئی دن خالی جانا مجھے یاد نہیں۔حضرت مولانا عبدالحق الہ آبادی کو چالیس سال سے زائد مکہ معظّمہ میں گزرے تھے کبھی شریف کے یہاں بھی تشریف نہ لے گئے قیام گاہ فقیر پر دوبارہ تشریف لائے۔مولانا سید اسمٰعیل وغیرہ ان کے تلامذہ فرماتے تھے کہ یہ محض خرقِ عادت ہے۔مولانا کا دم بساغنیمت تھا ہندی تھے مگر ان کے انوار مکہ میں چمک رہے تھے التزاماً ہر سال حج کرتے۔مولانا سید اسمٰعیل فرماتے تھے کہ ایک سال زمانہ حج میں حضرت مولانا عبدالحق

بہت علیل اور صاحب فراش تھے نویں تاریخ اپنے تلامذہ سے کہا مجھے حرم شریف میں لے چلو کئی اُٹھا کر لائے کعبہ معظّمہ کے سامنے بٹھایا، زم زم شریف منگا کر پیا اور دعا کی کہ الٰہی حج سے محروم نہ رکھ اسی وقت مولیٰ تعالیٰ نے ایسی قوت فرمائی کہ اُٹھ کر اپنے پاؤں سے عرفات شریف گئے اور حج ادا کیا مکہ معظّمہ میں بنام علم کوئی صاحب ایسے نہ تھے جو فقیر کو ملنے نہ آئے ہوں سوا شیخ عبداللہ بن صدیق بن عباس کے کہ اس وقت مفتی حنفیہ تھے اور وہاں مفتی حنفیہ کا منصب شریف سے دوسرے درجے میں سمجھا جاتا ہے اپنے منصب کی جلالت قدر نے انہیں فقیر غریب الوطن کے پاس آنے سے روکا۔ اپنے ایک شاگردِ خاص کو فقیر کے پاس بھیجا کہ حضرت مفتی حنفیہ نے بعد سلام فرمایا ہے کہ میں آپ کی زیارت کا بہت مشتاق ہوں مولانا سید اسمٰعیل اس وقت میرے پاس بیٹھے تھے۔ میں نے چاہا کہ حاضری کا وعدہ کروں مگر واللہ اعلم حبیب اکرم ﷺ کے کرم نے ان اکابر کے دل میں اس ذرہ بے مقدار کی کیسی وقعت ڈالی تھی فوراً روکا اور فرمایا واللہ یہ نہ ہوگا۔ تمام علماء ملنے آئے ہیں وہ کیوں نہیں آتے ہیں۔ ان کی قسم کے سبب مجبور رہا مگر تقدیر الٰہی میں ان سے ملنا تھا اور نئی شان سے تھا اس کا ذریعہ یہ ہوا کہ انہی دنوں میں مولانا عبداللہ مرداد مولانا حامد احمد محمد جداوی نے نوٹ کے بارے میں فقیر سے استفتاء کیا تھا جس میں بارہ سوال تھے اور میں نے بکمال استعجال اس کے جواب میں رسالہ "کفل الفقیہ الفاھم فی احکام قرطاس الدراھم" تصنیف کیا تھا وہ تبییض کے لئے حرم شریف کے کتب خانے میں سید مصطفی برادر خورد مولانا سید اسمٰعیل کے پاس تھا کہ نہایت جمیل الخط ہیں زمانہ سابق میں جب میرے استاذ الاستاذ حضرت مولانا جمال بن عبداللہ بن عمر مکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مفتی حنفیہ تھے ان سے نوٹ کے بارے میں سوال ہوا تھا اور جواب تحریر فرمایا تھا کہ علم گردنوں علماء میں امانت ہے مجھے اس کے جزئیہ کا کوئی پتہ نہیں چلتا کہ کچھ حکم دوں۔ ایک دن میں کتب خانہ میں جاتا اور ایک شانِ دار صاحب کو بیٹھے دیکھتا ہوں کہ میرا رسالہ "کفل الفقیہ" مُطالعہ کر رہے ہیں جب اس مقام پر پہنچے جہاں میں نے فتح القدیر سے یہ عبارت نقل کی ہے کہ اگر کوئی شخص اپنے ایک کاغذ کا ٹکڑا ہزار روپیہ کو بیچے جائز ہے مکروہ نہیں پھڑک اُٹھے اور اپنی ران پر ہاتھ مار کر بولے "این جمال بن عبدالله من هذا لنص الصریح" حضرت جمال بن عبداللہ اس نص صریح سے کہاں غافل رہے۔

پھر کوئی مسئلہ دیکھنا تھا اس کے لئے کتابیں نکلوائیں ان کی عبارتیں نکال کر نقل کرنا چاہتے تھے اور میں رسالہ کی نقل کی تصحیح کر رہا تھا اس وقت تک نہ انہوں نے مجھے جانا ہے نہ میں نے ان کو اتنے میں انہوں نے دوات ایک ایسی کتاب پر رکھ دی جسے نہ دیکھ رہے تھے نہ اس سے کچھ نقل کر رہے تھے میں نے ان پر نہ اعتراض کیا بلکہ کتاب کی تعظیم کے لئے اتار

کر نیچے رکھ دی اور کہا بحرالرائق الکراھیہ میں اس کے جواز کی تصریح ہے میں نے ان سے یہ تو نہ کہا بحرالرائق الکراھیہ تک کب پہنچی؟ وہ کتاب القضا میں ہی ختم ہو گئی ہے۔ ہاں یہ کہا کہ ایسا نہیں بلکہ ممانعت کی تصریح فرمائی ہے مگر لکھتے وقت بضرورت مثلاً ورق ہوا سے اڑیں نہیں کہا کہ میں لکھنا ہی تو چاہتا ہوں میں نے کہا ابھی لکھتے نہیں ہو وہ خاموش ہو رہے اور حضرت سید اسمٰعیل سے مجھے پوچھا انہوں نے فرمایا کہ یہ ہی اس رسالہ کا مصنف ہے اب ملے مگر خجالت کے ساتھ اور عجلت کے ساتھ اُٹھ گئے۔ حضرت سید اسمٰعیل نے فرمایا سبحان اللہ یہ کیسا واقعہ ہے یہ چہارم صفر ۱۳۲۴ھ تھی اس سے پہلے محرم شریف میں شدید و مدید دورہ بخار ہو چکا تھا دو بار مسلسل ہوئے ایک بار ایک ہندی کی رائے سے اور نفع نہ ہوا۔ دوبارہ ایک ترکی ڈاکٹر رمضان آفندی نے بہت قلیل مقدار میں ایک نمک دیا کہ آب زمزم میں ملا کر پی لو اور پیاس بے پیاس زمزم شریف کی کثرت کرو اس سے بحمد للہ تعالیٰ بہت نفع ہوا اور انہوں نے دوا وہ بتائی جو مجھے بالطبع محبوب و مرغوب تھی یعنی زمزم شریف کہ مجھے ہر مشروب سے زیادہ عزیز ہے میری عادت ہے کہ باسی پانی کبھی نہیں پیتا اور اگر پیوں تو باآنکہ مزاج گرم ہے فوراً زکام ہو جاتا ہے۔ میری پیدائش سے پہلے حکیم سید وزیر علی مرحوم نے میرے یہاں باسی کو منع کر دیا تھا جب سے معمول ہے کہ رات کے گھڑے بالکل خالی کر کے پینے کا پانی بھرا جاتا ہے تو میں نے دودھ بھی باسی پانی کا نہ پیا نہ کبھی نہار منہ پیتا ہوں نہ کبھی کھانے کے سوا اور وقت میں گرمیوں کی سہ پہر میں جو پیاس ہوتی ہے اس میں کلیاں کرتا ہوں انہیں سے تسکین ہوتی ہے مگر زمزم شریف کی برکت کہ صحت میں مرض میں دن میں رات میں تازہ باسی بکثرت پیا اور نفع ہی کیا۔ روزقیں ہر وقت بھری رکھی رہتی تھی بخار کی شدت میں رات کو جب آنکھ کھلی کلی کر کے زمزم شریف پی لیا۔ صبح وضو سے پہلے پیتا بارہ بارہ زوقیں ایک دن ایک رات میں صرف میرے صرف میں اتیں، پونے تین مہینہ کے ایام مکہ میں میں نے حساب کیا تو تقریباً چار من زمزم شریف میرے پینے میں آیا ہوگا۔ حضرت مولانا سید اسمٰعیل کو اللہ تعالیٰ جناتِ عالیہ عطا فرمائے میری واپسی حج کے چند سال بعد جب ۱۳۲۸ھ میں مجھ سے ملنے آئے اور میرے شوقِ زمزم کو ذکر ہوا فرمایا تھا کہ ہر مہینہ اتنے طنک یعنی پیپے بھیج دیا کروں گا کہ تمہارے ایک مہینے کے صرف کو کافی ہوں مگر یہاں سے جاتے ہیں انہیں سفر باب عالی کی ضرورت ہوئی اور مشیت الٰہی کہ وہیں انتقال فرمایا۔ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ واسعۃ

محرم شریف مجھے تقریباً بخار ہی میں گزرا اسی حالت میں علماء کرام کو اجازات لکھی جاتیں اور اسی حالت میں ''کفل الفقیہ'' تصنیف ہوئی۔ وہاں پلنگ کا رواج نہیں بالا خانوں میں زمین پر فرش ہیں اس پر سوتے ہیں مگر حضرت سید اسمٰعیل و حضرت مولانا شیخ صالح کمال رحمہما اللہ تعالیٰ نے میرے لئے ایک عمدہ پلنگ منگوا دیا تھا۔ ایامِ مرض میں میں

اسی پر سوتا اور علماء عظماء عیادت کو آتے اور فرش پر تشریف رکھتے اس سے نادم ہوتا ہر چند چاہتا کہ نیچے اتروں مگر قسموں سے مجبور فرماتے امتداد مرض میں مجھے زیادہ فکر حاضری سرکارِ اعظم کی تھی جب بخار کو امتداد دیکھا میں نے اسی حالت میں قصد حاضری کیا یہ علماء مانع ہوئے اول تو یہ فرمایا کہ حالت تمہاری یہ ہے اور سفر طویل ۔ میں نے عرض کی اگر سچ پوچھئے تو حاضری کا اصل مقصود زیارتِ طیبہ ہے دونوں بار اسی نیت سے گھر سے چلا معاذ اللہ اگر یہ نہ ہو تو حج کا کچھ لطف نہیں ۔ انہوں نے پھر اصرار اور میں حالت پر اشعار پڑھے ۔ میں نے حدیث "من حج ولم یزرنی فقد جفانی" پڑھی فرمایا تم ایک بار تو زیارت شریف کر چکے ہو میں نے کہا میرے نزدیک حدیث کا یہ مطلب نہیں عمر میں کتنے حج کرلے زیارت ایک بار کافی ہے بلکہ ہر حج کے ساتھ زیارت ضرور ہے ۔ اب آپ دعا فرمائیے کہ میں سرکار تک پہنچ لوں روضۂ اقدس پر ایک نگاہ پڑ جائے اگر چہ اسی وقت دم نکل جائے ۔

حضرت مولانا شیخ صالح کمال کو اللہ تعالیٰ جناتِ عالیہ عطا فرمائے باں فضل و کمال کہ میرے نزدیک مکہ معظّمہ میں ان کے پائے کا دوسرا عالم نہ تھا اس فقیر حقیر کے ساتھ غایت اعزاز بلکہ ادب کا برتاؤ رکھتے بار بار کے اصرار کے ساتھ مجھ سے اجازت نامہ لکھوایا جسے میں نے ادباً کئی روز ٹالا جب مجبور فرمایا لکھ دیا ۔ تین تین پہر میری ان کی مجالست ہوئی اور اس میں سوا مذاکرات علمیہ کے کچھ نہ ہوتا ۔ جس زمانہ میں قاضی مکہ معظّمہ رہے تھے اس وقت کے اپنے فیصلوں کے مسئلے دریافت فرماتے حقیر جو بیان کرتا اگر ان کے فیصلہ کے موافق ہوتا بشاشت وخوشی کا اثر چہرہ مبارک پر ظاہر ہوتا اور مخالف ہوتا تو ملال و کبیدگی اور یہ سمجھتے کہ مجھ سے حکم میں لغزش ہوئی مجھے بھی ان دونوں صاحبوں کے کرم کے سبب ان سے کمال بے تکلفی ہر قسم کی بات گذارش کر دیتا ۔ ایک بار کہا مؤذنوں نے یہ جو اذان و اقامت تکبیرات انتقال میں نغمات ایجاد کئے ہیں آپ حضرات ان سے منع نہیں فرماتے ۔ فتح القدیر میں مبلغ (یعنی مکبر) کے نغموں کو مفسد نماز لکھا ہے اور یہ کہ اس کی تکبیرات پر جو مقتدی رکوع و سجود وافعال نماز کرے گا اس کی نماز نہ ہوگی فرمایا حکم یہی ہے مگر ان پر علماء کا بس نہیں جانب سلطنت سے ہے ایک جمعہ میں میں خطیب کے قریب تھا اس نے خطبہ میں پڑھا "ارض عن اعمام نبیک الا لطائب حمزۃ والعباس وابی طالب" یہ بدعت تازہ ایجاد ہوئی پہلی بار کے حاضری میں نہ تھی اور یہ بداہۃً جانب حکومت سے تھی اسے سنتے ہیں فوراً میری زبان سے بآواز بلند نکلا "اللھم ھذا منکر" کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا

من رای منکم منکرا فلیغیرہ بیدہ فان لم یستطع فبلسانہ فان لم یستطع فبقلبہ

وذلک اضعف الایمان

فقیر بتوفیق رب کریم یہ حکم احکم بروجہ اوسط بجالایا اور مولیٰ کی رحمت کہ کسی کو تعرض کی جرأت نہ ہوئی فرضوں کے بعد ایک اعرابی نے میری طرف متوجہ ہو کر کہا "رایت" تم نے دیکھا۔ میں نے کہا "رایت" ہاں دیکھا کہا "لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم" اور تشریف لے گئے ان دونوں اکابر علماء نے ہماری مجلس خلوت میں اس کی مبارک بادی کہ اس ردِ منکر پر کوئی معترض نہ ہوا اور ساتھ ہی فرمایا کہ ایسے امور میں کہ جانب حکومت سے ہیں سکوت شایاں ہے۔

اسی واقعہ مفتی حنفیہ کے وقت میں نے سید مصطفیٰ خلیل برادر حضرت مولانا سید اسمٰعیل سے کہا "ھل عندکم شئی من ھذمۃ جبرئیل" آپ کے پاس جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ٹھوکر کا کچھ بقیہ ہے۔ سید زادے نے فرمایا "نعم" اور کٹورے میں زم زم شریف لائے ہیں اسے ضعف کے سبب بیٹھا ہوا پی رہا تھا آنکھیں نیچی تھیں جب نظر اُٹھائی دیکھا تو وہ سید جلیل مؤدب ہاتھ باندھے کھڑے ہیں یہاں تک کہ کٹورا میں نے انہیں دیا۔ یہ حال ان معظم معزز بندگانِ خدا کے ادب وجلال کا تھا۔ بایں ہمہ شدتِ مرض وشوقِ مدینہ طیبہ میں جب وہ جملہ میں نے کہا کہ روضۂ انور پر ایک نگاہ پڑ جائے پھر دم نکل جائے۔ دونوں علمائے کرام کا غصہ سے رنگ متغیر ہو گیا اور حضرت مولانا شیخ صالح کمال نے فرمایا ہرگز نہیں بلکہ "تعود ثم تعود ثم تعود ثم یکون" یعنی تو روضۂ انور پر اب حاضر ہو، پھر حاضر ہو، پھر حاضر ہو، پھر مدینہ طیبہ میں وفات نصیب ہو۔

مولیٰ تعالیٰ ان کی دعا قبول فرمائے ان کی اس غایت محبت کے غصہ نے مجھے وہ حالت یاد دلائی جو اس حج سے تیرہ چودہ برس پہلے میں نے خواب میں اپنے حضرت والد ماجد قدس سرہ العزیز سے دیکھی تھی میں اس زمانہ میں بشدت درد وکمر اور سینہ میں مبتلا تھا اس سے بہت امتداد واشتداد ہوا تھا۔ ایک روز دیکھا کہ حضرت تشریف لائے اور حضرت کے شاگرد مولوی برکات احمد صاحب مرحوم کے میرے پیر بھائی اور پیر مرشد برحق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فدائی تھے کم ایسا ہوا ہوگا کہ حضرت پیر ومرشد کا نام پاک لیتے اور ان کے آنسو رواں نہ ہوتے جب ان کا انتقال ہوا اور میں دفن کے وقت ان کی قبر میں اترا مجھے بلا مبالغہ وہ خوشبو محسوس ہوئی جو پہلی بار روضۂ انور کے قریب پائی تھی ان کے انتقال کے دن مولوی سید امیر احمد صاحب مرحوم خواب میں زیارتِ اقدس حضور اکرم ﷺ سے مشرف ہوئے کہ گھوڑے پر تشریف لئے جاتے ہیں عرض کی یا رسول حضور کہاں تشریف لے جاتے ہیں؟ فرمایا برکات احمد کے جنازے کی نماز پڑھنے الحمدللہ یہ جنازۂ مبارکہ میں نے پڑھایا اور یہ وہی برکات احمد تھیں کہ محبت پیر ومرشد کے سبب انہیں حاصل ہوئیں۔

مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَ اللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ

ہاں تو اس خواب میں دیکھا کہ مولوی برکات احمد صاحب بھی حضرت والد ماجد قدس سرہ العزیز کے ہمراہ میری عیادت کو تشریف لائے ہیں دونوں حضرات نے مزاج پرسی فرمائی میں شدتِ مرض سے تنگ آ چکا تھا زبان سے نکلا کہ حضرت دعا فرمائیں کہ اب خاتمہ ایمان پر ہو جائے یہ سنتے ہی حضرت والد ماجد قدس سرہ کا رنگ مبارک سرخ ہو گیا اور فرمایا ابھی تو باون برس مدینہ شریف۔ واللہ اعلم اس ارشاد کے کیا معنی تھے مگر اس کے بعد جو دوبارہ حاضری مدینہ طیبہ ہوئی ہے اس وقت مجھے باوان ہی سال تھا یعنی اکاون برس پانچ مہینے کی عمر تھی یہ چودہ برس کی پیشن گوئی حضرت نے فرمائی۔ اللہ تعالیٰ اپنے مقبول بندوں کو کہ حضور اکرم ﷺ کے غلامانِ غلام کے کفش بردار ہیں علوم غیب دیتا ہے اور وہابیہ کو جنابِ سرکار سے انکار ہے ابھی چند ماہ ہوئے ماہِ رجب میں حضرت والد ماجد قدس سرہ خواب میں تشریف لائے اور مجھ سے فرمایا اب کی رمضان میں مرض شدید ہو گا روزہ نہ چھوڑنا، ویسا ہی ہوا اور ہر چند طبیب نے کہا میں نے بحمد اللہ روزہ نہ چھوڑا اور اسی کی برکت نے بفضلہٖ تعالیٰ شفا دی کہ حدیث میں ارشاد ہوا ہے "صوموا تصحوا" روزہ رکھو تندرست ہو جاؤ گے۔ وہ حضرات بہت اس کے متمنی رہتے کہ کسی طرح میرا وہاں قیام زیادہ ہو حضرت مولانا سید اسمٰعیل نے فرمایا یہاں کی شدت گرمی تمہارے لئے باعث تپ ہے طائف شریف میں موسم نہایت معتدل اور وہاں میرا مکان بہت پُر فضا ہے۔ چلئے گرمی کا موسم وہاں گزاریں میں نے گذارش کی کہ اس حالت میں قابلیت سفر ہو تو سرکارِ اعظم ہی کی حاضر ہو۔ ہنس کر فرمایا کہ میرا مقصود یہ تھا کہ چند مہینے وہاں تنہائی میں رہ کر تم سے کچھ پڑھتے کہ یہاں تو آمد و شد کے ہجوم سے تمہیں فرصت نہیں۔ مولانا شیخ صالح کمال نے فرمایا اجازت ہو تو ہم یہاں تمہاری شادی کی تجویز کریں میں نے کہا وہ کنیز بارگاہِ الٰہی جسے میں اس کے دربار میں لایا اور اس نے مناسک حج ادا کئے کیا اس کا بدلہ یہی ہے کہ میں اسے یوں مغموم کروں فرمایا ہمارا خیال یہ تھا کہ یوں تمہارے قیام کا سامان ہو جاتا۔

اس طول مرض میں کئی ہفتہ حاضری مسجد اقدس سے محروم رہا کہ میں جس بالا خانے پر تھا چالیس زینے کا تھا اور اس سے اترنا اور چڑھنا نہ مقدور تھا۔ مسجد الحرام شریف میں کوئی ناآشنا سے بزرگ میرے بھائی مولوی محمد رضا خاں کو ملے تو فرمایا کئی دن سے تمہارے بھائی کو نہ دیکھا انہوں نے عرض کیا علیل ہیں پانی دم فرما کر دیا کہ یہ پلاؤ اور اگر بخار باقی رہے تو میں دس بجے دن کے تم کو یہیں ملوں گا۔ دس بجے دن کے نہ بخار رہا نہ وہ ملے اور اب میں مسجد شریف اور کتب خانہ حرم شریف میں حاضر ہونے لگا جس میں چوتھی صفر کا وہ واقعہ تھا جو مفتی حنفیہ کے ساتھ پیش آیا۔ نماز صبح کے سوا کہ ہمارے نزدیک اس میں اسفار یعنی وقت خوب روشن کر کے پڑھنا افضل ہے اور شافعیہ کے نزدیک تغلیس یعنی خوب اندھیرے

سے پڑھنا تین مصلوں پر نماز پہلے ہو جاتی ہے اور مصلائے حنفی پر سب کے بعد باقی چار نمازیں سب سے پہلے مصلائے حنفی پر ہوتی ہے۔ ہمارے امام اعظم کے نزدیک وقت عصر دو مثل سایہ گزر کر ہے اس کے بعد نمازِ حنفی ہوتی ہے اس کے بعد باقی تین مصلوں پر وہ لوگ اپنے لئے اسے بہت تاخیر سمجھتے آخر کوشش کر کے حنفیہ سے یہ کرالیا کہ تمام عصر مطابق قول صاحبین رضی اللہ تعالیٰ عنہما مثل دوم کے شروع میں پڑھ لیں۔اس بار کی حاضری میں یہ جدید بات دیکھی اگر چہ کتب حنفیہ میں یہاں قولِ صاحبین پر بھی بعض نے فتویٰ دیا مگر "اصح واحوط واقدم" سیدنا امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے اور فقیر کا معمول ہے کہ کسی مسئلہ میں بے خاص مجبوری کے قول امام سے عدول گوارا نہیں کرتا جس کی تفصیل جلیل میرے رسالہ "اجل الاعلام بان الفتویٰ مطلقاً قول الامام" میں ہے۔

اذاقال الامام فصد قوۃ　　　　فان القول ماقال الامام

ہم حنفی ہیں نہ کہ یوسفی یا شیبانی میں اس بار جماعت میں بہ نیت نفل شریک ہو جاتا اور فرض عصر مثل دوم کے بعد میں اور حضرت مولانا شیخ صالح کمال حضرت مولانا سید اسمعیل و دیگر بعض محتاطین حنفیہ اپنی جماعت سے پڑھتے جس میں وہ حضرات امامت پر اس فقیر کو مجبور فرماتے۔ پہلے شیخ عمر عجمی کا مکان کرایہ پر لیا تھا پھر سید عمر رشیدی ابن سید ابو بکر رشیدی اپنے مکان پر لے گئے۔ بالا خانے کے در وسطانی پر میری نشست تھی دروازوں پر جو طاق تھے بائیں جانب کے طاق میں وحشی کبوتروں کا ایک جوڑا رہتا تھا وہ تنکے لاتے اور گرایا کرتے۔اس طرف کے بیٹھنے والوں پر گرتے جب علالت میں میرے لئے پلنگ لایا گیا وہ اس در کے سامنے بچھایا گیا کہ تشریف لانے والوں کے لئے جگہ وسیع رہے اس وقت سے کبوتروں نے وہ طاق چھوڑ کر دروازہ وسطانی کے طاق میں بیٹھنا شروع کیا کہ اب جو وہاں بیٹھتے ان پر تنکے گرتے۔ حضرت مولانا سید اسمعیل نے فرمایا وحشی کبوتر بھی تیرالحاظ کرتے ہیں میں نے عرض کی "اصالحنا ھم فصالحونا" ہم نے ان سے صلح کی تو انہوں نے بھی ہم سے صلح کی۔اس پر بعض علماء حاضرین نے فرمایا کہ ہم پر کیوں تنکے پھینکتے ہیں ہم نے ان سے کون سی جنگ کی ہے۔ میں نے کہا میں یہاں لوگوں کو دیکھتا ہوں کہ یہ جہاں آکر بیٹھتے ہیں انہیں اُڑاتے ہیں کنکریاں مارتے ہیں سلامیوں کی توپیں جب چھوٹتی ہیں یہ خوف سے تھرتھرا کر رہ جاتے ہیں یہ سب میرا مشاہدہ ہے حالانکہ یہ حرم محترم کے وحشی ہیں انہیں اڑانا یا ڈرانا منع ہے۔پیڑ کے سایہ میں حرم کا ہرن بیٹھتا ہو آدمی کو اجازت نہیں کہ اسے اُٹھا کر خود بیٹھے۔ان علماء نے فرمایا یہ کتو ایذا دیتے ہیں اوپر سے کنکریاں پھینکتے ہیں لیمپ کی چمنی توڑ دیتے ہیں میں نے کہا کیا یہ ابتداً بلا ایذا کرتے ہیں؟ کہا ہاں میں نے کہا تو فاسق ہوئے اور کبوتر بالا جماع فاسق نہیں چیل کوے فاسق ہیں وہ ساکت

ہو گئے شریعت میں وہ جانور فاسق نہیں ہے جو بغیر اپنے نفع کے بالقصد ایذا پہنچائے ایسے جانور کا قتل حرم شریف میں بھی جائز ہے جیسے چیل، کوا، بندر، چوہا۔ چیل، کوے زیور اُٹھا کر لے جاتے ہیں، بندر کپڑے پھاڑ ڈالتے ہیں، چوہے کتابیں کترتے ہیں جس میں ان کا کوئی نفع نہیں محض براشرارت ایذا دیتے ہیں لہٰذا فاسق ہیں بخلاف بلی کے کہ اگر چہ مرغی پکڑتی ہے کبوتر توڑتی ہے مگر اپنی غذا کے لئے نہ تمہاری ایذا کے لئے۔ کنکریاں اگر طاق میں ہوں کبوتر کے چلنے پھرنے سے گریں گی نہ یہ کہ چمنی پر کنکری مارنا انہیں مقصود ہو اس قسم کے وقائع بہت تھے کہ یاد نہیں اگر اسی وقت منضبط کر لئے جاتے محفوظ رہتے مگر اس کا ہمارے ساتھیوں میں سے کسی کو بھی احساس نہ تھا۔

جب اواخر محرم میں بفضلہ تعالیٰ صحت ہوئی وہاں ایک سلطانی حمام ہے۔ میں اس میں نہایا باہر نکلا ہوں کہ ابر دیکھا حرم شریف پہنچتے پہنچتے برسنا شروع ہو گیا۔ مجھے حدیث یاد آئی کہ جو مینہ برستے میں طواف کرلے وہ رحمت الٰہی میں تیرتا ہے فوراً سنگ اسود شریف کا بوسہ لے کر بارش ہی میں سات پھیرے طواف کیا بخار پھر عود کر آیا۔ مولانا سید اسمٰعیل نے فرمایا ایک ضعیف حدیث کے لئے تم نے اپنے بدن کی یہ بے احتیاطی کی میں نے کہا حدیث ضعیف ہے مگر امید بحمد للہ تعالیٰ قوی ہے۔ یہ طواف بحمد اللہ تعالیٰ بہت مزے کا تھا بارش کے سبب طائفین کی وہ کثرت نہ تھی اور اس سے زیادہ لطف کا طواف بفضلہ تعالیٰ گیارہویں ذی الحجہ کو نصیب ہوا تھا۔ طوافِ زیارت کے لئے کہ بعد وقوفِ عرفہ فرض ہے عام حجاج دسویں ہی کو منیٰ سے مکہ معظّمہ جاتے ہیں میرے ساتھ مستورات تھیں اور خود بھی بخار اُٹھائے ہوئے تھا گیارہویں کہ بعد زوال رمی جمار کر کے اونٹوں پر مع مستورات روانہ ہوا حرم شریف میں نمازِ عصر ادا کی۔ آج تمام حجاج منیٰ میں تھے حرم شریف میں صرف پچیس تیس آدمی یہ طواف نہایت اطمینان سے ہوا ہر بار جی بھر کر سنگ اسود شریف پر منہ ملنا اور بوسہ لینا نصیب ہوتا۔ ایک اعرابی صاحب کو جنہیں پہچانتا نہیں مولیٰ تعالیٰ نے بے کہے مہربان فرما دیا کہ ہر پھیرے کے ختم پر چند آدمی جو طواف کر رہے تھے انہیں روک کر کھڑے ہو جاتے کہ عورتوں کو سنگ اسود شریف کا بوسہ لینے دو یوں ہر پھیرے پر میرے ساتھ کی مستورات بھی مشرف بہ بوسہ سنگ اسود ہوئیں۔

والحمد للہ و فضل اللہ بعد ختم طواف میں دیوار کعبہ معظّمہ سے لپٹا اور غلافِ مبارک ہاتھ میں لے کر یہ دعا عرض کرنی شروع کی "یا واجد یا ماجد لاتزل عنی نعمة انعمتها علیّ" اور پُر کیف رقت طاری ہوئی کہ آزادی و یکسوئی تھی مگر تھوڑی دیر کے بعد ایک عربی صاحب میرے برابر آکر کھڑے ہوئے اور بآواز چلا کر رونا شروع کر دیا ان کے چلانے سے کچھ طبیعت بٹی پھر خیال آیا ممکن کہ یہ مقبولانِ بارگاہ سے ہوں اور ان کے قرب کا فیض مجھ پر تجلی ڈالے

اس تصور سے پھر اطمینان ہوگیا۔

مغرب پڑھ کر منی کو واپس آئے اس تقریباً تین مہینے کے قیام میں میں نے خیال کیا کہ حدیث میں کسی کی سند میری سند سے عالی تھی یہ بھی خیال کیا کہ یہ شہر کریم تمام جہاں کا ملجا و ماویٰ ہے اہل مغرب بھی یہاں آتے ہیں ممکن کہ کوئی صاحب جفر داں مل جائیں کہ ان سے اس فن کی تکمیل کی جائے۔ ایک صاحب معلوم ہوئے کہ جفر میں مشہور ہیں نام پوچھا معلوم ہوا مولانا عبدالرحمٰن دہان حضرت مولانا احمد دہان کے چھوٹے صاحبزادے۔ میں نام سن کر اس لئے خوش ہوا کہ یہ اور ان کے بڑے بھائی صاحب مولانا اسعد دہان کہ اب قاضی مکہ معظّمہ ہیں مجھ سے سند حدیث لے چکے ہیں میں نے مولانا عبدالرحمٰن کو بلایا وہ تشریف لائے کئی گھنٹے خلوت رہی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ قاعدہ جو ان کے پاس ناقص تھا قدرے اس کی تکمیل ہوگئی اس کے قریب سرکارِ مدینہ طیبہ میں واقع ہوا وہاں بھی ایک صاحب عبدالرحمٰن نام ہی کے ملے۔ یہ عبدالرحمٰن وہاں عربی مکی ہیں اور وہ عبدالرحمٰن آفندی شامی ترکی، کئی روز متصل تشریف لاتے اور دیر تک بیٹھ کر چلے جاتے۔ ہجوم حضرات اہل علم ومعززین کے سبب انہیں بات کا موقع نہ ملتا ایک دن میں نے ان سے غرض پوچھی کہا تنہائی میں کہوں گا دوسرے دن ان کے لئے وقت نکالا کہاں میں جفر میں کچھ باتیں کرنا چاہتا ہوں اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ انہوں نے فرمایا یہاں نہ میرا اب قیام ہے نہ تیرا میں خاص اس کی تحصیل کو تیرے پاس ہندوستان آؤں گا وہ تو نہ آئے مگر مولانا سید حسین مدنی، صاحبزادہ مولانا عبدالقادر شامی مدنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تشریف لائے اور چودہ مہینے فقیر خانے پر قیام فرمایا اور یہ علم اور علم اوفاق وتکسیر سیکھے۔ انہیں کے لئے میں نے اپنا رسالہ "اطائب الاکبیر فی علم التکسیر" عربی زبان میں املا کیا یعنی میں عبارت زبانی بولتا اور وہ لکھتے جاتے اور اسی لکھنے میں اسے سمجھتے جاتے۔ علم جفر میں اتنی دست گاہ ہوگئی تھی کہ پانچ سوالوں میں دو کا جواب صحیح نکال لیتے کہ ان کے لئے میں نے اس علم سے اجازت تعلیم کا سوال پہلے کرلیا تھا اور جواب ملا کہ ضرور بتاؤ کہ یہ اسی کے واسطے اتنی دور سے سفر کر کے آئے ہیں اگر چند مہینے اور رہتے تو امید تھی کہ سب جواب صحیح نکال لیتے۔ میں نے جو جداول کثیرہ اس فن کی تکمیل جلیل کے لئے اپنی طبعزاد ایجاد کی تھیں رخصت کے وقت انہیں نذر کردیں کہ خود اس فن کے ترک کا قصد کرلیا تھا جس کی وجہ سوالوں کی کثرت سے لوگوں کا پریشان کرنا تھا اور بالخصوص یہ عجیب واقعہ کہ ایک امیر کبیر کی بیگم بیمار ہوئی جن کا مذہب سنی نہ تھا۔ انہوں نے میرے آقازادے حضرت سیدنا سید شاہ مہدی حسن میاں صاحب دامت برکاتہم کے ذریعہ سے سوال کرایا جواب نکلا سنیت اختیار کریں ورنہ شفاء نہیں اور اس فن کا یہ حکم ہے کہ جو جواب نکلے بلا رورعایت صاف کہہ دیا جائے میں نے یہ ہی لکھ بھیجا یہ منظور نہ ہوا اور مرض

بڑھتا گیا۔اب حضرت ہی کے ذریعے یہ سوال آیا کہ موت کب اور کہاں ہوگی اپنے شہر میں یا نینی تال پر کہ اس وقت تبدیل آب وہوا کے لئے مریضہ کا وہیں قیام تھا یہ سوال ۸ شوال المکرّم ۱۳۲۸ھ کو ہوا جواب نکلا محرم یعنی ماہ محرم میں موت ہوگی اور کہاں ہوگی اس کے جواب میں میں نے ان کے شہر کے نام کا پہلا حرف اور اس کے بعد ق اور اس کے بعد ۲ کا ہندسہ اور آگے لفظ خویش لکھ دیا وہاں کے جفار بلائے گئے کہ اس معمہ کو حل کریں انہوں نے حرف نام شہر سے تو شہر مراد لیا اور قاف سے قلعہ اور آگے نہیں چلتا حالانکہ اس حرف سے شہر مراد تھا اور ق سے قریب اور دو سے حرف ب کہ اول لفظ بیت ہے یعنی موت نینی تال میں نہ ہوگی بلکہ اپنے شہر میں مگر نہ اپنے محل میں بلکہ قریب بیت خویش دوسری جگہ میں۔ایسا ہی ہوا تو ۷ امحرم کو اپنے شہر کے ایک باغ میں موت واقع ہوئی جب اس جواب کا شہرہ ہوا اطراف سے جلد بازوں کے خط ذیقعدہ ہی سے آنے لگے کہ تم نے تو موت کی خبر دی تھی اور ابھی نہ ہوئی۔ میں نے کہا بھائیوں اگر محرم سے پہلے موت واقع ہو تو جواب غلط ہو جائے گا نہ کہ اس کی صحت کے لئے تم ابھی سے موت تلاش کرتے ہو اور اس قسم کے طوفان بے تمیزی کے سبب میں نے یہ قصد کر لیا کہ اگر یہ جواب غلط گیا تو اس فن پر اتنی محنت کروں گا کہ باذنہ تعالیٰ پھر غلطی نہ ہو۔یہ علم تمام علوم سے مشکل تر اور سکھانے والے مفقود اور اکابر مصنفین کو کمال اخفا مقصود جو علوم ظاہر ہیں اور مصنفین و معلمین ان کا اعلان چاہتے ہیں ان کی حالت تو یہ ہے کہ کتاب کچھ کہتی ہے اور ناظر کچھ سمجھتا ہے تو اس علم میں نظر کی غلط فہمی کیا تعجب ہے اور وہ بھی مجھ جیسے کے لئے جس نے نہ کسی سے سیکھا نہ کوئی مشورہ و مذاکرہ کرنے والا۔صرف ایک قاعدہ ”بدوح یلن“ کہ مزدوجات سے ہے والا حضرت عظیم البرکۃ حضرت سیدنا شاہ ابوالحسین احمد نوری میاں صاحب قدس سرہ العزیز نے ۱۲۹۴ھ میں تذکرۂ تعلیم فرمایا تھا اس کے بعد جو کتابیں اس فن کے نام سے مشہور و رائج ہیں ان کی نسبت اسی فن سے سوال کیا اس نے ان پر نہایت تشنیع کی اور کہا یہ سب مہمل و باطل اور جلانے کے قابل ہیں صرف دو کتابوں کی مدح کی جو ان سے رائج کتابوں سے جدا ہیں جن میں ایک حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تصنیف ہے وہ دونوں کتابیں مولیٰ عزوجل نے مجھے بہم کرا دیں انہیں مطالعہ کیا جہاں تک بروز مطالعہ انکشاف ہوا ہوا اور جہاں مطلب حضرات مصنفین نے ذہن میں رکھا تھا اس کی نسبت جتنا قاعدہ معلوم ہو لیا تھا اس سے سوال کئے۔اس نے مطلب بتایا ایک قاعدہ اور حل ہوا اب جو آگے الجھا اس سے پوچھا اس نے بتایا اور حل ہوا اس طور پر اس فن کی قدرے ابجد معلوم ہوئی۔میری کتاب ”سفر السفر عن الجفر بالجفر“ انہیں مباحث میں ہے۔جس میں ساٹھ سوال جواب ہیں یعنی جفر سے جفر کو واضح کرنے کی کتاب اس نے ایک دوسرے علم زائچہ کے ایک عظیم سر مکتوم کو بھی واضح کیا جس کی

نسبت حضرت شیخ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے رسالہ زائچہ میں ہے کہ زمانہ سیدنا شیث علیہ السلام سے اس راز کے اخفاء کا حلفی عہد ہے۔رسائل فن میں نہایت غامض چیستان کی طرح اس کے بارہ پے دیئے گئے ہیں ازاں جملہ یہ کہ خاتم آدم میں ہے میں نے اس کی نسبت بھی اسی پہلے قاعدہ جفر سے سوال کیا اس نے روشن طور سے بتادیا اب جوان بارہ پہلیوں کو دیکھوں تو سب خود بخود منکشف ہوگئیں میرے جی میں آیا کچھ اس فن کی طرف بھی توجہ کروں کہ اس کا راز یہاں تو کھل ہی گیا ہے اس پر اقدام کا ائمہ فن نے یہ طریقہ رکھا ہے کہ چند روز کچھ اسمائے الٰہیہ تلاوت کئے جاتے ہیں مدتِ مدعود میں خوش نصیب بندہ بکرم اللہ تعالیٰ زیارتِ جمال جہاں آرائے حضور اکرم ﷺ سے مشرف ہوتا ہے اگر سرکارِ اقدس سے اس فن میں اشتغال اذن ملے مشغول ہو ورنہ چھوڑ دے میں نے وہ اسمائے طیبہ تلاوت کئے پہلے ہفتہ میں سرکار کا کرم ہوا جسے میں پہلے شاید ذکر بھی کرچکا ہوں۔اس سے اذن کا استنباط ہوسکتا تھا مگر میں نے ظاہر پر محمول کرکے ترک کردیا۔غرض جفر سے جواب جو کچھ نکلے ضرور حق ہوگا کہ علم اولیائے کرام کا ہے اہل بیت عظام کا ہے، امیر المومنین علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہے مگر اپنی غلط فہمی کچھ اچنبا نہیں تو اگر یہ جواب غلط گیا کافی محنت کروں گا اور صحیح اترا تو فن کا اشتغال چھوڑ دوں گا کہ آئے دن سوالوں کی محنت اور الٹے اعتراضوں کی وقت کون سہے۔ جواب بحمد اللہ تعالیٰ پورا صحیح اترا اور میں نے اشتغال چھوڑ دیا۔طبعزاد جداول کہ تدقیق نام سے بنائی تھیں اور جنہوں نے اس فن کے بہت اعمال مشکلہ کو آسان کردیا تھا چلتے وقت حضرت سید صاحب موصوف کے نذر کردیں ان سے پہلے مولانا عبد الغفار صاحب بخاری اسی فن کے سیکھنے کو تشریف لائے تھے۔انہوں نے حیدر آباد سے حضرت میاں صاحب قبلہ قدس سرہ کی خدمت میں عریضہ لکھا حضرت نے ارشاد فرمایا کہ یہ کام خطوط سے نہیں ہوسکتا خود آیئے۔وہ مارہرہ شریف آئے اتنے میں حضرت بریلی تشریف لے آئے تھے۔ میرے چھوٹے بھائی مولوی محمد رضا خاں سلمہ کے یہاں رونق افروز ہیں کہ عصر کے وقت مولوی صاحب تشریف لائے ماشاءاللہ کمال متقی وصالح وعالم تھے وہ جہاں ہوں اللہ تعالیٰ انہیں خیر وخوبی سے رکھے حضرت قدس سرہ نے فقیر سے ارشاد فرمایا کہ جو کچھ سیکھو ان کو بتاؤ۔ میں ارشادِ حضرت کے سبب حسب قاعدہ اس فن سے اجازت طلب نہ کرسکا کہ اگر ممانعت ہوئی تو حکم حضرت کا کیونکر کروں گا۔آٹھ مہینے تک انہیں سکھایا ایام سرما میں بعض دفعہ رات کے دو بج جاتے وہ عالم پورے تھے قواعد خوب منضبط کرلئے آٹھ پہر میں ایک سوال نہایت اجلا باضابطہ مرتب فرمالیتے اور جواب تلاش کرتے نہ ملتا مجھے دکھاتے۔ میں گذارش کرتا دیکھئے یہ جواب رکھا ہے اپنی ران پر ہاتھ مارتے کہ ہمیں کیوں نظر نہیں آتا میں گذارش کرتا کہ جتنی بات تعلیم کے متعلق تھی وہ آپ کو پوری آگئی رہا جواب وہ القاء ملک سے ہے اگر القاء نہ ہوا پنا کیا

اختیار۔ یہ اس کا نتیجہ تھا کہ اس علم سے بے اجازت لئے انہیں سکھایا آٹھ مہینے رہے اور چلتے فرما گئے کہ میں جیسا آیا تھا ویسا ہی جاتا ہوں ان کی محبت وصلاح وتقویٰ کے سبب اکثر ان کی یاد آجاتی ہے۔ جزیرہ سنگاپور سے ایک خط ان کا آیا تھا اس کے بعد سے کچھ پتہ معلوم نہیں۔ سید حسین مدنی صاحب سا کوئی سیر چشم و بے طمع عربی میں نے ان عرب سے آنے والوں میں نہ دیکھا ان کی خوبیاں دل پر نقش ہیں۔

میں حضرت سید اسمٰعیل کا تذکرہ اکثر ان کے سامنے کرتا تو فرماتے زہے سعادت ان کی کہ ان کی ایسی یاد تمہارے قلب میں ہے اب اپنے چلے جانے کے بعد وہ کیوں کر دیکھیں کہ ان کی کتنی یاد ہے۔ یہاں سے ملک چین تشریف لے گئے پھر ان کا کوئی خط بھی نہ آیا نہ مدتوں تک مدینہ طیبہ ان کا کوئی خط گیا۔ ان کے چھوٹے بھائی سید ابراہیم مدنی ان سے پہلے یہاں تشریف لائے تھے وہ اس زمانے میں قازان کو گئے ہوئے تھے کہ ملک روس میں ہے اور یہ تبت کو ان کے بڑے بھائی سید احمد خطیب مدنی کے خطوط آتے کہ والدہ بہت پریشان ہیں سید حسین کہاں ہیں یہاں کسے پتہ معلوم تھا اب سنا گیا ہے کہ شاید مدینہ طیبہ پہنچ گئے یہ سید صاحب محمد مدنی کا بیان ہے جو چار سال تشریف لائے تھے۔

خیر یہ تو جملہ معترضہ تھا صفر کے پہلے عشرہ میں عزم حاضری سرکارِ اعظم مصمم ہو گیا اونٹ کرایہ کر لئے سب اشرفیاں پیشگی دے دیں، آج سب اکابر علماء سے رخصت ہونے کو ملا وہاں پان کی جگہ چائے کی تواضع ہے اور انکار سے برا مانتے ہیں، ہر جگہ چائے پینی ہوئی جس کا شمار نوفنجان تک پہنچا اور وہاں بے دودھ کی چائے پیتے ہیں جس کا میں عادی نہیں اور چائے گردے کو مضر ہے اور میرے گردے ضعیف رات کو معاذ اللہ بشدت حوالی گردہ کا درد ہوا ساری شب جاگتے کٹی۔ صبح ہی سفر کا قصد تھا کہ مجبوراً ملتوی رہا جمالوں سے کہہ دیا گیا کہ تا شفا نہیں جا سکتے وہ چلے گئے اور اشرفیاں بھی انہی کے ساتھ گئی۔ ترکی ڈاکٹر رمضان آفندی نے پلاسٹر لگائے دو ہفتے سے زائد تک معالجے کئے بحمد اللہ شفاء ہوئی مگر اب بھی دن میں پانچ چھ بار چمک ہو جاتی تھی۔

اسی حالت میں دوبارہ اونٹ کرائے کئے سب نے کہا اونٹ کی سواری میں کھال بہت ہو گی اور حال یہ ہے مگر میں نے نہ مانا اور توکل علی اللہ تعالیٰ ۲۴ صفر ۱۳۲۴ھ کو کعبہ تن سے کعبہ جاں کی طرف روانہ ہوا۔ براہ بشریت مجھے خیال آتا تھا کہ اونٹ کی کھال سے کیا حال ہو گا لہٰذا اس بار سلطانی راستہ اختیار نہ کیا کہ بارہ منزلیں اونٹ کی ہوں گی بلکہ جدہ سے براہ کشتی رابغ جانے کا قصد کیا مگر ان کے کرم کے صدقے ان سے استعانت عرض کی اور ان کا نام پاک لے کر اونٹ پر

سوار ہوا۔ کھال کا ضرر پہنچنا درکنار وہ چمک کہ روزانہ پانچ چھ بار ہو جاتی تھی دفعۃً دفع ہوگئی۔ وہ دن اور آج کا دن ایک قرن سے زیادہ گزرا کہ بفضلہٖ تعالیٰ اب تک نہ ہوئی ہے یہ ہے ان کی رحمت یہ ہے ان سے استعانت کی برکت ﷺ۔

حضرت مولانا سید اسمٰعیل اور بعض دیگر حضرات شہر مبارک سے باہر دور تک برہم مشایعت تشریف لائے مجھ میں بوجہ ضعف مرض پیادہ چلنے کی طاقت نہ تھی پھر بھی ان کی تعظیم کے لئے ہرچند اترنا چاہا مگر ان حضرات نے مجبور کیا پہلی رات کہ جنگل میں آئی صبح کے مثل روشن معلوم ہوتی تھی جس کا اشارہ میں نے اپنے قصیدہ حضور جانِ نور میں کیا جو حاضری دربارِ معلّیٰ میں لکھا گیا تھا کہ

وہ دیکھ جگمگاتی ہے شب اور قمر ابھی پہروں نہیں کہ بست و چہارم صفر کی ہے

جدہ سے کشتی میں سوار ہوئے کوئی تیس چالیس آدمی اور ہوں گے کشتی بہت بڑی تھی جسے ساعیہ کہتے ہیں اس میں جہاز کا سا مستول تھا ہوا کے لئے پردے حسب حاجت مختلف جہلت پر بدلے جاتے، حبشی ملاح کہ اس کام پر مقرر تھے ان کے کھولنے باندھنے کے وقت اکابر اولیاء کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو عجب اچھے لہجے سے مزا کرتے جاتے۔ ایک حضور سیدنا غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تو دوسرا حضرت سید احمد کبیر، تیسرا حضرت سیدی احمد رفاعی کو، چوتھا حضرت سیدی ابدل کو علی ہذا القیاس رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ ہر کشش پر ان کی یہ آوازیں عجب دل کش لہجے سے ہوتیں اور بہت خوش آتیں۔

ایک حبشی صاحب نے اپنی حاجت سے بہت زیادہ جگہ پر قبضہ کر رکھا تھا ان سے کہا گیا نہ مانے معلوم ہوا کہ ان پر اثر ان دوسرے بصری شیخ عثمان کا ہے۔ میں نے ان سے کہا یا شیخ انہوں نے کہا الشیخ عبدالقادر جیلانی شیخ تو حضرت عبدالقادر جیلانی ہیں۔ ان کے اس کہنے کی لذت آج تک میرے قلب میں ہے انہوں نے اس پہلے بزرگ کو سمجھا دیا اس کے بعد جب ان کو کچھ حالات معلوم ہوئے پھر تو وہ نہایت مخلص بلکہ کمال مطیع تھے۔ تین روز میں کشتی رابغ پہنچی یہاں تک سردار شیخ حسین تھے ٹیٹوں کے مکان قیام کے لئے تھے جب ان میں اترنا ہوا واللہ اعلم لوگوں کو کس نے اطلاع دی۔ ان کے بھائی ابراہیم مع اپنے اعزا کی جماعت کے تشریف لائے اور اپنے یہاں کا ایک نزاعی مقدمہ کہ مدت سے نافیصل پڑا تھا پیش کیا میں نے حکم شرعی عرض کیا بحمد اللہ باتوں ہی باتوں میں باہم فیصلہ ہوگیا۔ ربیع الاول شریف کا ہلال ہم کو یہیں ہوا یہاں سے اونٹ کرایہ کئے گئے نمازِ عصر پڑھ کر سوار ہونا تھا تمام اسباب قلعہ کے سامنے سڑک پر نکال کر رکھا تھا گنتی کے وقت اونٹوں کا قافلہ تھا ہم لوگ سوار ہوگئے اور اسباب وہیں سڑک پر پڑا رہ گیا جب منزل پر پہنچے اب نہ کپڑے ہیں نہ برتن نہ کچھ ہے۔ ”ولا حول ولا قوة الا بالله العلى العظيم“

یہ پانچ منزلیں ساتھیوں کے برتنوں اور منازل پر وقتاً فوقتاً خرید حوائج سے گزری جتنے دن بحمد اللہ تعالیٰ خاک بوس آستانِ جنت نشاں ہوئے۔ الحمد لله رب العالمين

راہ میں جب منزل بیر شیخ پر پہنچے ہیں منزل چند میل باقی تھی اور وقت فجر۔ تھوڑا جمالوں نے منزل ہی پر رکھنا چاہا اور جب تک وقت نماز میں نہ رہتا میں اور میرے رفقاء اتر پڑے قافلہ چلا گیا کرچ کا ڈول پاس تھا رسی نہیں اور کنواں گہرا۔ عمامے باندھ کر پانی بھرا وضو کیا بحمد اللہ تعالیٰ نماز ہوگئی اب یہ فکر لاحق ہوئی کہ طول مرض سے ضعف شدید ہے اتنے میل پیادہ کیونکر چلنا ہوگا منہ پھیر کر دیکھا تو ایک جمال محض اجنبی اپنا اونٹ لئے میرے انتظار میں کھڑا ہے حمد الٰہی بجالایا اور اس پر سوار ہوا۔ اس سے لوگوں نے پوچھا کہ تم یہ اونٹ کیسے لائے؟ کہا ہمیں شیخ حسین نے تاکید کردی تھی کہ شیخ کی خدمت میں کمی نہ کرنا کچھ دور آگے چلے تھے کہ میرا اپنا جمال اونٹ لئے کھڑا ہے اس سے پوچھا کہا جب قافلے کے جمال نہ ٹھہرے میں نے کہا شیخ کو تکلیف ہوگی۔ قافلہ میں سے اونٹ کھول کر واپس لایا یہ سب میری سرکار کرم کی وصیتیں ہیں۔

صلى الله تعالىٰ وبارک وسلم علیه وعلىٰ عترته قدر رافته ورحمة

ورنہ کہاں یہ فقیر اور کہاں سردار رابغ شیخ حسین جن سے جان نہ پہچان اور کہاں وحشی مزاج جمال اور ان کی یہ خارق العادات روشیں۔ سرکارِ اعظم میں حاضری کے دن بدن کے کپڑے میلے ہو گئے تھے اور کپڑے رابغ میں چھوٹ گئے تھے اور ایک یا دو منزل پہلے شب کو ایک کہیں راستہ میں نکل گیا یہاں عربی وضع کا لباس اور جوتا خرید کر پہنا اور یوں مواجہہ اقدس کی حاضری نصیب ہوئی یہ بھی سرکار ہی طرف سے تھا کہ اس لباس میں بلانا چاہا۔

دوسرے دن رابغ سے ایک بدوی پہنچا اونٹ پر سوار اور ہمارا تمام سامان کہ چلتے وقت قلعہ کے سامنے چھوٹ گیا تھا اس بار اس نے شیخ حسین کا رقعہ لا کر دیا کہ آپ کا یہ اسباب رہ گیا تھا روانہ کرتا ہوں میں ہر چند ان بدوی صاحب کو آتے جاتے دس منزلوں کی محنت کا نذرانہ دیتا رہا مگر انہوں نے نہ لیا اور کہا ہمیں شیخ حسین نے تاکید فرمادی تھی کہ شیخ سے کچھ نہ لینا۔

یہاں کے حضراتِ کرام کو حضراتِ مکہ معظّمہ سے زیادہ اپنے اوپر مہربان پایا بحمد اللہ تعالیٰ اکتیس روز کی حاضری نصیب ہوئی بارھویں شریف کی مجلس مبارک یہیں ہوئی صبح سے عشاء تک اسی طرح علمائے عظام کا ہجوم رہتا۔ بیرون بابِ مجیدی مولانا کریم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تلمیذ حضرت مولانا عبدالحق مہاجر الہ آبادی رہتے تھے ان کے خلوص کی کوئی حد ہی نہیں۔ جزاه الله خيرا كثيرا

یہاں بھی اہل علم نے "الدولۃ المکیۃ" کی نقلیں لیں ایک نقل باخصوص مولانا کریم اللہ نے مزید تقریظات کے لئے اپنے پاس رکھی میرے چلے آنے کے بعد بھی مصر و شام و بغداد مقدس وغیرہ کے علماء جو موسم میں خاک بوس آستانہ اقدس ہوتے جن کا ذرا بھی زیادہ قیام دیکھتے اور موقع پاتے ان کے سامنے کتاب پیش کرتے اور تقریظیں لیتے اور بصیغہ رجسٹری مجھے بھیجتے رہتے۔

علمائے کرام نے یہاں بھی فقیر سے سندیں لیں اور اجازتیں لیں خصوصاً شیخ الدلائل حضرت مولانا سید محمد سعید مغربی کے الطاف کی تو حد ہی نہ تھی اس فقیر سے خطاب میں یاسیدی فرماتے میں شرمندہ ہوتا۔ ایک بار میں نے عرض کی حضرت سید تو آپ ہیں فرمایا واللہ سید تم ہو میں نے عرض کی میں سیدوں کا غلام ہوں فرمایا یوں بھی تو سید ہوئے نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں "مولی القوم منهم" قوم کا غلام آزاد شدہ انہیں میں سے ہے۔ اللہ تعالیٰ سادات کرام کی سچی غلامی اور ان کے صدقے میں آفاتِ دنیا و عذابِ قبر عذابِ حشر سے کامل آزادی عطا فرمائے۔ آمین

یوں ہی مولانا حضرت سید عباس رضوان و مولانا سید مامون بریلوی و مولانا سید احمد جزائری و مولانا شیخ ابراہیم خربوطی و مفتی حنفیہ مولانا تاج الدین الیاس و مفتی حنفیہ سابقاً مولانا عثمان غنی بن عبدالسلام داغستانی وغیرہم حضرات کے کرم بھولنے کے نہیں۔ ان مولانا داغستانی سے قبا شریف میں ملاقات ہوئی تھی کہ وہیں اُٹھ گئے تھے۔ مکہ معظّمہ کی طرح زیادہ اہم حسام الحرمین کی تصدیقات تھیں جو بحمد اللہ تعالیٰ بہت خیر و خوبی کے ساتھ ہوئی زیادہ زمانہ قیام انہیں میں گزر گیا کہ ہر صاحب پوری کتاب معہ تقریظات مکہ معظّمہ دیکھتے کئی کئی روز میں تقریظ لکھ کر دیتے۔ مفتی شافعیہ حضرت سید احمد برزنجی نے حسام الحرمین پر چند ورق کی تقریظ لکھی اور فرمایا اس کتاب کی تائید میں اسے سارا مستقل رسالہ کر کے شائع کرنا ایسا ہی کیا گیا۔ حسام الحرمین کا کام پورا ہونے کے بعد "الدولۃ المکیۃ" پر تقریظات کا خیال ہوا دونوں حضرات مفتی حنفیہ نے مدینہ طیبہ اور قبا شریف میں تقریظیں تحریر فرمائیں تیسری باری مفتی شافعیہ کی آئی۔ یہ آنکھوں سے معزور ہو گئے تھے یہ ٹھہری کہ ان کے داماد سید عبداللہ صاحب کے مکان پر اس کتاب کے سننے کی مجلس ہو عشاء کہ وہاں اول وقت ہوتی ہے پڑھ کر بیٹھے میں نے کتاب سنانی شروع کی بعض جگہ مفتی صاحب کو شکوک ہوئے میری غلطی کہ میں نے حسب عادت جرات کے ساتھ مسکت جواب دیئے جو مفتی صاحب کو اپنی عظمت شان کے سبب ناگوار ہوئے جابجا ان کا ذکر کا میں نے "الفیوض المکیہ حاشیہ الدولۃ المکیۃ" کر دیا ہے۔ بارہ بجے جلسہ ختم ہوا اور مفتی صاحب کے قلب میں جو ان جوابوں کا غبار رہا مجھے بعد کو معلوم ہوا اس وقت اگر اطلاع ہوتی میں معذرت کر لیتا۔ ایک رات ان کے شاگرد شیخ

عبدالقادر طرابلسی شبلی کہ مدرس ہیں فقیر کے پاس آئے اور بعض مسائل میں کچھ الجھنے لگے حامد رضا خاں نے انہیں جواب دیئے جن کا وہ جواب نہ دے سکے اور وہ بھی سینہ میں غبار لے کر اُٹھے۔ مجھے معلوم ہو گیا تھا جس کی میں نے کوئی پروانہ نہ کی انصاف پسند تو اس کے ممنون ہوتے ہیں جو انہیں صواب کی راہ بتائے نہ یہ کہ بات سمجھ لیں جواب نہ دے سکیں اور بتانے سے رنجیدہ ہوں اور فقیر کو متواتر ناسازیوں کے بعد مکہ معظّمہ میں جو کئی مہینے گزرے واللہ اعلم۔ وہ کیا بات تھی جس نے حضراتِ کرام مدینہ طیبہ کو اس ذرہ بے مقدار کا مشتاق بنا رکھا تھا یہاں تک کہ مولانا کریم اللہ صاحب فرماتے تھے کہ علماء تو علماء اہل بازار تک کو تیرا اشتیاق اور یہ جملہ فرمایا کہ ہم سالہا سال سے سرکار میں مقیم ہیں اطراف و آفاق سے علماء آتے ہیں واللہ یہ لفظ تھا کہ جوتیاں چٹخاتے چلے جاتے ہیں کوئی بات نہیں پوچھتا اور تمہارے پاس علماء کا ہجوم ہے۔ میں نے عرض کی میرے سرکار کا کرم ﷺ

کریماں کہ در فضل بالا ترند　　سگاں پرونلو چناں پرورند

اپنے کرم کا جب وہ صدقہ نکالتے ہیں ہم کتوں کو پالتے ہیں اور ایسا پالتے ہیں۔

ایامِ اقامت سرکارِ اعظم میں صرف ایک بار مسجد قبا شریف کو گیا اور ایک بار زیارتِ حضرت شہید الشہدا حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حاضر ہوا باقی سرکارِ اقدس ہی کی حاضری رہی سرکار کریم ہیں اپنے کرم سے قبول فرمائیں اور خیریت ظاہر و باطن کے ساتھ پھر بلائیں۔

ہم کو مشکل ہے انہیں آساں ہے

رخصت کے وقت قافلے کے اونٹ آگئے ہیں پابرکاب ہوں اس وقت تک علماء کو اجازت نامے لکھ کر دیئے وہ سب تو "الاجازات المتینہ" میں طبع ہو گئے اور یہاں آنے کے بعد دونوں حرم محترم سے درخواستیں آئیں اور اجازت نامے لکھ کر گئے یہ درج رسالہ نہیں چلتے وقت حضرات مدینہ کریمہ نے بیرونِ شہر دور تک مشایعت فرمائی اب مجھ میں طاقت تھی ان کی معاودت تک میں بھی پیادہ ہی رہا۔ اونٹ جدہ کے لئے کئے تھے اب موسم سخت گرمی کا آگیا تھا اور بارہ منزلیں منزل پر ظہر کی نماز کہ ٹھیک زوال ہوتے ہی پڑھتا تھا اور معاً قافلہ روانہ ہوتا تھا۔ سر پر آفتاب اور پاؤں نیچے گرم ریت یا پتھر اللہ تعالیٰ مولوی نذیر احمد کا بھلا کرے فرضوں میں تو مجبور تھے کہ خود بھی شریک جماعت ہوتے مگر جب میں سنتوں کی نیت باندھتا چھتری لے کر سایہ کرتے جب پہلی رکعت کے سجدے میں جاتا پاؤں نے نیچے اپنا عمامہ رکھ دیتے کہ باقی رکعتوں میں پاؤں نہ جلیں ابتدا میں یوں نہ کر سکتے تھے کہ میں عمامہ رکھنا درکنار نماز میں چھتری لگانے پر بھی ہرگز

راضی نہ ہوتا انہوں نے اور حاجی کفایت اللہ صاحب نے اس فر میں بلا طمع بلا معاوضہ محض اللہ و رسول (ﷺ) کے لئے جیسے آرام دیئے اللہ تعالیٰ ان کا اجر عظیم دنیا و آخرت میں ان صاحبوں کو عطا فرمائے آمین۔

جدہ پہنچ کر جہاز تیار ملا بمبئی کے ٹکٹ بٹ رہے تھے خریدے اور روانہ ہوئے۔ جب عدن پہنچے معلوم ہوا کہ جہاز والا رافضی تھا دھوکہ دیا۔ عدن پہنچ کر اعلان کیا کہ جہاز کراچی جائے گا ہم لوگوں نے قصد کرلیا کہ اتر لیں اور بمبئی جانے والے جہاز میں سوار ہوں اتنے میں انگریز ڈاکٹر آیا اور اس سے کہا بمبئی جانے والوں کو قرنطینہ میں رہنا ہوگا۔ ہم نے کہا اس مصیبت کو کون جھیلے اس سے کراچی ہی بھلا راستہ میں طوفان آیا اور ایسا سخت کہ جہاز کا لنگر ٹوٹ گیا۔ سخت ہولناک آواز پیدا ہوئی مگر دعاؤں کی برکت کہ مولیٰ تعالیٰ نے ہر طرح امان رکھا۔

جب کراچی پہنچے ہیں ہمارے پاس صرف دو روپے باقی تھے اور اس زمانے تک وہاں کسی سے تعارف نہ تھا جہاز کنارے کے قریب ہی لگا اور عین ساحل پر چونگی کی چوکی جس پر انگریز کوئی گورا نوکرا سباب کثیر یہاں محصول تک دینے کو نہیں ہر چیز کی تعلیم وارشاد فرمانے والے پر بے شمار درود و سلام ان کی ارشاد فرمائی ہوئی دعا پڑھی وہ گورا آیا اور اسباب دیکھ کر بارہ آنے محصول کہا ہم نے شکر الٰہی کیا اور بارہ آنے دے دیئے۔ چند منٹ بعد وہ پھر واپس آیا اور کہا نہیں نہیں اسباب دکھاؤ سب صندوق وغیرہ دیکھے اور پھر بارہ آنے ہی کہہ کر چلا گیا پھر واپس آیا اور سب صندوق کھلوا کر اندر سے دیکھے اور پھر بارہ آنے کہے اور رسید دے کر چلا گیا اب سوا روپیہ باقی رہا اس میں سے منجھلے بھائی مرحوم مولوی حسن رضا خاں کو تار دیا کہ دوسو روپیہ بھیجو۔ یہاں وہ تار مشتبہ ٹھہرا کر بمبئی سے آتا کراچی سے کیسا آیا؟ بارہ روپے پہنچ گئے۔ بمبئی کے احباب وہاں لے جانے پر مصر ہوئے وہاں جانا پڑا۔ مولوی حکیم عبدالرحیم صاحب وغیرہ احباب احمد آباد کو اطلاع ہوئی آدمی بھیجے باصرار احمد آباد لے گئے۔ سواریوں کو بمبئی سے محمد رضا خاں و احمد رضا خاں کے ساتھ روانہ کردیا تھا۔ میں ہندوستان میں اترنے سے ایک مہینے بعد مکان پر پہنچا۔ وہابیہ خذلہم اللہ تعالیٰ کے بفضلہ تعالیٰ جب شدید ذلتیں اور ناکامیاں ہوئیں "المرجفون فی المدینۃ" کی وراثت سے یہاں یہ اڑا رکھی تھی کہ معاذ اللہ فلاں قید ہوگیا۔ بمبئی آکر یہ خبر سنی احباب نے مجلس بیان منعقد کی اور چاہا کہ اس کی نسبت کچھ کہہ دیا جائے۔ واحد قہار نے ان کا کذب خود ہی سب پر روشن فرما دیا تھا مجھے کہنے کی کیا ضرورت تھی ہاں اتنا ہوا کہ آیۂ کریمہ "اِنَّا فَتَحْنَا لَکَ فَتْحًا مُّبِیْنًا" کا بیان کیا اور اس میں فتح مکہ مکرمہ اور اس سے پہلے صلح حدیبیہ کی حدیث ذکر کی اس میں کہا حضور اکرم ﷺ نے حدیبیہ میں قیام فرما کر امیر المومنین عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مکہ معظمہ بھیجا یہاں انہیں دیر لگی کافروں نے اڑا دیا کہ وہ مکہ میں قید کرلئے گئے۔

میرے آنے سے پہلے ہی اطراف سے لوگوں نے مولانا عبدالحق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو استفسار واقعات کے خطوط لکھے جس کے جواب انہوں نے وہ دیئے کہ سنیوں کا دل باغ باغ ہوگیا اور وہابیوں کا کلیجہ داغ داغ والحمدللہ رب العالمین۔

ان میں سے بعض جواب جو میرے دیکھنے میں آئے جن میں فرمایا ہے کہ یہ خبیث کذابوں کا کذب خبیث ہے اس کو تو مکہ معظّمہ میں وہ اعزاز ملا جو کسی کو نصیب نہیں ہوتا۔ وہابیہ کی تو کیا شکایت کہ وہ پورے اعدا ہیں اور کیوں نہ میرے دشمن ہوں کہ میرے مالک ومولیٰ ﷺ کے دشمن ہیں ان کے افتراؤں نے بعض جاہل کچے سنیوں کو بھی میرے مخالف کر دیا تھا یہ بہتان لگا کر کہ یہ معاذ اللہ حضرت شیخ مجدد کو کافر کہتا ہے اور جب مکہ معظّمہ میں علم غیب کا مسئلہ بفضلہٖ تعالیٰ باحسن وجوہ روشن ہوگیا علم الٰہی اور علمی نبوی کا غیر متناہی فرق میں نے ظاہر کر دیا تو اب یہ جوڑی کہ عیاذاً باللہ یہ قدرتِ نبوی کو قدرتِ الٰہی کے برابر کہتا ہے۔ کچھ ناسمجھ لوگ آیۂ کریمہ "یٰٓاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اِنۡ جَآءَکُمۡ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَیَّنُوۡۤا اَنۡ تُصِیۡبُوۡا قَوۡمًۢا بِجَهَالَةٍ فَتُصۡبِحُوۡا عَلٰی مَا فَعَلۡتُمۡ نٰدِمِیۡنَ" پر عمل نہ کرنے والے ان کے داؤں میں آگئے۔ مدینہ طیبہ میں ایک ہندی صاحب شیخ الحرم عثمان پاشا کے یہاں کچھ دخیل تھے ایک مدرسہ کے نام سے ہندوستان وغیرہ سے چندہ منگاتے۔ یہ بھی انہیں کذابوں کی باتوں سے متاثر ہوئے۔ میں ابھی مکہ معظّمہ ہی میں تھا یہاں جو فتح وظفر مولیٰ تعالیٰ نے مجھے عطا فرمائی اور پھر میرے عزم حاضری سرکارِ اعظم کی خبر مدینہ طیبہ پہنچی ان صاحب نے اپنے زعم پر کہ مجازی حاکم شہر کے یہاں رسائی ہے یہ لفظ فرمائے کہ وہاں تو اس نے اپنا سکہ جمع لیا آنے دو یہاں آتے ہی قید کرادوں گا۔ مولیٰ عزوجل کی شان میری سرکار سے ان کو یہ جواب ملا کہ میں ابھی مکہ معظّمہ میں ہی ہوں ان کی نسبت دھوکے سے چندہ منگانے کا دعویٰ ہوا اور جیل بھیج دیئے گئے۔ جب میں حاضر ہوا ہوں وہ میعاد کاٹ کر آچکے تھے مسجد کریم میں مجھ سے ملے اور فرمایا میں تنہائی میں ملنا چاہتا ہوں۔ میں نے کہا علماء کرام کی تشریف آوری کا ہجوم آپ دیکھتے ہیں مجھے تنہائی نصف شب کو ملتی ہے کہا میں اسی وقت آؤں گا۔ میں نے کہا اس وقت بندش ہوتی ہے کہا میری بندش نہ ہوگی تشریف لائیے اور کلماتِ استمالت واستعفا کے فرمائے۔ میں نے معاف کیا اور میرے دل میں بحمدللہ اس کا کچھ غبار نہ تھا پھر ہندوستان تشریف لا کر بھی مجھ سے ملے اظہارِ نام کی ضرورت نہیں۔

چوباز آمدی ماجرا در نوشت

یہ تمام وقائع ایسے نہ تھے کہ ان کو میں اپنی زبان سے کہتا ہمراہیوں کو توفیق ہوتی اور آتے جاتے اور ایام قیام ہر دوسرکار کے واقعات روزانہ تاریخ وار قلمبند کرتے تو اللہ ورسول کی بے شمار نعمتوں کی عمر یادگار ہوتی ان سے رہ گیا اور مجھے

بہت کچھ سہو ہو گیا جو یاد آیا بیان کیا نیت کو اللہ عزوجل جانتا ہے

قال تبارک وتعالیٰ ''وَ اَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّکَ فَحَدِّثْ (پارہ ۳۰،سورۂ الضحیٰ،آیت ۱۱)

اور اپنے رب کی نعمت کا خوب چرچا کرو۔

یہ برکات ہیں ان دعاؤں کی جو حضور اکرم ﷺ نے تعلیم فرمائی۔

والحمدللہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ حبیبہ الکریم وآلہٖ وصحبہٖ اجمعین

فائدہ

اس روائید پڑھنے کے بعد اعلیٰ حضرت قدس سرہ کی حج کے متعلق نعتیں بالخصوص نعت حاضری بارگاہ بہیں جاں رنگ علمی اور رنگ عشقی کا سمجھنا آسان ہو جائے گا۔

نوٹ

حدائق بخشش کی دیگر حج کی نعتیں دوسرے ایڈیشن میں ساتھ ملائی جائیں گی۔ان شاءاللہ تعالیٰ (اُویسی غفرلہ)

نعت ۷۹

اس نعت شریف میں امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ اپنے حج مبارک بار دوم کے کوائف عشقی اور علمی میں بیان فرماتے ہیں۔حج دوم کے کوائف تفصیلی تو آپ کے ملفوظات مبارکہ میں ہیں ہم اجمالی خاکہ یہاں عرض کرتے ہیں تاکہ اشعار سمجھنے میں کچھ آسانی ہو۔

دوسرا اجمالی حج

دوسری دفعہ آپ ۱۳۲۳ھ میں حج وزیارت کے لئے گئے حج بیت اللہ سے فارغ ہو کر مدینہ طیبہ پہنچے پہونچنے کے قبل ہی آپ کے خداداد علم وفضل کا شہرہ وہاں تک پہونچ چکا تھا۔امام بریلوی مدینہ طیبہ کی حاضری کے لئے بیتاب تھے لیکن شدید علالت سفر میں مانع تھی ادھر مدینہ منورہ کے علمائے کرام ایک نظر آپ کی زیارت حاصل کرنے کو بے قرار تھے شیخ الدلائل حضرت مولانا شاہ عبدالحق مہاجر مکی علیہ الرحمۃ کے مخلص شاگرد حضرت مولانا کریم اللہ مہاجر مکی علیہ الرحمۃ کا بیان ہے کہ ہم سالہا سال سے مدینہ طیبہ میں مقیم ہیں اطراف وآفاق سے علماء آتے ہیں اور جوتیاں چٹخاتے چلے جاتے ہیں کوئی بات نہیں پوچھتا لیکن امام بریلوی کے پہونچنے سے پہلے ہی علماء تو علماء اہل بازار تک آپ کی زیارت وملاقات کے مشتاق تھے چنانچہ جب مدینہ میں آپ کی حاضری ہوئی اور آمد کی خبر ہر طرف پھیلی تو صبح سے عشاء تک آپ کے پاس

علماءِ مدینہ کا ہجوم رہتا تھا۔ ملاقات و زیارت کرنے والوں کی بھیڑ بارہ بجے رات سے پہلے ہٹنے کا نام نہیں لیتی تھی۔ (تذکرۂ نوری صفحہ ۷)

جب آپ سنہری گنبد میں آرام فرمانے والے محبوب ﷺ کی بارگاہ بے کس پناہ میں دل بے تاب اور روح بے قرار لے کر حاضر ہوئے اس وقت دل میں یہ تمنا ابھری کہ کاش مجھے اس جمالِ جہاں آرا کی زیارت بیداری کی حالت میں ہو جائے (خواب میں تو کئی دفعہ زیارت سے نوازے جا چکے ہیں) مواجہہ شریف میں کھڑے ہو کر دیر تک درود شریف پڑھتے رہے لیکن پہلی شب مراد بر نہ آئی کبیدہ خاطر ہو کر ایک غزل تحریر فرمائی جس کا مطلع یہ تھا

وہ سوئے لالہ زار پھرتے ہیں　　　تیرے دِن اے بہار پھرتے ہیں

آخری شعر میں انتہائی انکساری اور بے کسی کا مظاہرہ کرتے ہیں

کوئی کیوں پوچھے تیری بات رضاؔ　　　تجھ سے کتے ہزار پھرتے ہیں

یہ غزل مواجہہ شریف میں پڑھ کر ادب و شوق کی تصویر بن کر کھڑے ہو گئے کہ قسمت بیدار ہوئی دل کی آرزو مراد کو پہونچی اور حضور رؤف و رحیم ﷺ کی زیارت سے بیداری میں مشرف ہوئے سبحان اللہ عشق رسول ﷺ کا کیا صلہ ملا۔

اسی جیسا واقعہ چھٹی صدی کے ولی کامل سیدنا احمد کبیر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے حق میں رونما ہوا۔ ۵۵۵ھ میں آپ برائے حج بیت اللہ تشریف لے گئے اور بعد حج پیادہ پا چلتے ہوئے مدینہ طیبہ پہنچے بعد نمازِ عصر حرم شریف نبی کریم ﷺ میں داخل ہوئے اس وقت نوے ہزار سے زیادہ زوار حرم مبارک کے اطراف جمع تھے۔ حضرت ممدوح قریب ہوئے تحفۂ سلام پیش کیا اور فرمایا السلام علیکم یا جدی، جواب آیا وعلیکم السلام یا ولدی۔ حاضرین نے آوازِ مبارک سماعت کی آپ پر ایک کیفیت طاری ہوئی آپ نے نہایت عقیدت و انکساری کے ساتھ دست اقدس طلب فرمایا اس وقت قبر مبارک شق ہوئی دست معجزہ نما مہر پر ضیاء جلوہ آرائی انجمن عالم ہوا فوراً حضرت نے دست مبارک کا بوسہ دے کر فوائد ظاہری و باطنی حاصل کیے۔

حاضری بہیں جا وصل اول رنگ علمی حضور جانِ نو

حل لغات

بہیں (فارسی) بہت بہتر، سب سے اعلیٰ تحفہ۔ رنگ، رنگت، ڈھنگ، حال مجھن، بہار، چرچا، مشعل،، دانش۔

حضور جانِ نو، یہ اسی نعت کا (قصیدہ) کا نام ہے۔

فائدہ

اس نعت کا نام خود امام احمد رضا قدس سرہ نے قصیدہ حضور جانِ نور رکھا۔ (ملفوظ جلد ۲ صفحہ ۳۲)

شکر خدا آج گھڑی اس سفر کی ہے
جس پر نثار جان فلاح وظفر کی ہے

فائدہ

یہ ۱۳۲۴ھ سفر حرمین طیبین کے موقع پر لکھی تھی اس میں سفر کی کیفیت یوں بیان فرمائی۔

گرمی ہے تپ ہے درد ہے کلفت سفر کی ہے
ناشکر یہ تو دیکھ عزیمت کدھر کی ہے

حل لغات

کلفت، تکلیف، سختی، رنج۔ فلاح، رستگاری، فتح مندی، نیکی عزیمت قلبی حقدار اور ارادہ پختہ۔

شرح

حرمین طیبین کے مسافر کو معلوم ہے کہ گرمیوں کے موسم میں یہاں سخت گرمی ہوتی ہے عموماً بعض لوگ اس کی شدت سے بخار میں مبتلا ہوجاتے ہیں بالخصوص نفیس طبع حضرات کے لئے ایسی گرمی برداشت سے باہر ہوتی ہے اور اعلیٰ حضرت کی نفاست طبع بھی مشہور ہے آپ بھی بخار وغیرہ میں مبتلا ہوئے آپ نے سفر کی تکلیف بیان کرکے پھر تسلی دلائی کہ ایسے سفر میں اگر تکالیف وشدائد کا سامنا ہے لیکن بجائے پریشان ہونے کے خوش ہونا چاہیے کہ خوش قسمتی سے یہ سفر نصیب ہوا تو پھر بقولِ خواجہ غلام فرید قدس سرہ کہنا چاہیے

یجھی ھك ھك ڈکھڑے توں سو سکھڑے گھول گھمائے
یعنی ایسے ایک ایک ڈکھ پر بے شمار آرام وقرار قربان کرو

اور اعلیٰ حضرت قدس سرہ کو اس دوران جو مصائب ومشکلات کا سامنا ہوا اس کی تفصیل گذشتہ اوراق میں مفصل عرض کی گئی ہیں۔

کس خاک کی پاک کی تو بنی خاک پاشفاء
تجھ کو قسم جنابِ مسیحا کے سر کی ہے

شرح

اے خاکِ مدینہ بتا کہ تجھے کب سے خاکِ شفاء بنایا گیا اس وقت سے نا جب کہ تجھ پر رسول اکرم ﷺ کے قدم مبارک لگے ہیں اب تو خود ہی بتا کہ تو امراض کی شفاء کب سے بنی حالانکہ اس سے قبل تجھے یہ شرف حاصل نہیں تھا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قسم میں تلمیح ہے کہ وہ اگر چہ امراض کو شفاء بخشتے تھے لیکن ہمارے آقا و مولیٰ ﷺ کی شان یہ ہے کہ ان کے قدم مبارک کی مٹی شفاء ہے۔

آبِ حیات روح ہے زرقا کی بوند بوند
اکسیر اعظم مس دل خاک در کی ہے

حل لغات

مس، تانبا۔ اکسیر، کیمیا، پارس، وہ دوا جو ہر مرض کے لئے مفید ہو، بہت مفید۔

شرح

مدینہ طیبہ کی ایک نہر کا نام زرقا ہے فرمایا کہ اس کی ایک ایک بوند ہمارے لئے تو آبِ حیات ہے اور اس مقدس شہر کی خاک دل کی سیاہی کو ہٹانے والی اور اسے کندن بنانے والی ہے لیکن بدقسمتوں کا حال عجیب ہے جو سب کو معلوم ہے۔

ہم کو تو اپنے سائے میں آرام ہی سے لائے
حیلے بہانے والوں کو یہ راہ ڈر کی ہے

شرح

جب حضور اعلیٰ حضرت قدس سرہ مدینہ طیبہ حاضر ہوئے تو اس وقت سفر کے حالات بظاہر ناساز گار تھے لیکن عشاق کے لئے تو اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے آسان سے آسان تر ہو جاتے ہیں اسی لئے فرمایا کہ بحمدہٖ تعالیٰ ہم تو آرام سے پہنچ گئے لیکن جن کا جی مدینہ طیبہ کی حاضری سے گھبراتا ہے ان کے لئے خوف و خطر کے سوا کچھ نہیں وہ اس وقت کی بات ہے لیکن آج منکرین کچھ دوسرے رنگ میں مدینہ کی حاضری سے دوسروں کو ڈراتے ہیں اور طرح طرح کے حیلہ بناتے ہیں۔

۱۳۰۳ھ میں فقیر کی دوسری حاضری کے موقعہ پر فقیر کے ایک مصاحب کا غیر مقلد وہابی ہم سفر ہوا جب بقانون

گورنمنٹ پاکستان حجاج مدینہ طیبہ چالیس نمازوں کی ادائیگی کے لئے عازم ہوئے تو غیر مقلد وہابی نے کہا یارو پچاس ہزار نماز کے ثواب کو جارہے ہو جب کہ مکہ معظّمہ میں ایک لاکھ ثواب ملتا ہے دوسرے رفقاء تو خاموش رہے فقیر کے مصاحب نے اسے کہا کہ میاں ہم ان کے حضور جارہے ہیں جن کے صدقے لاکھ ثواب ملا۔ لاکھ بسر و چشم لیکن ہم تو لاکھی کی خدمت میں جارہے ہیں غیر مقلدین ابن تیمیہ کے مقلد ہیں در حقیقت بات یہ ہے کہ نجدی اور وہابی غیر مقلدین ابن تیمیہ کے مقلد ہیں اور لاکھ اور پچاس ہزار غیروں کا صرف بہانہ ہے ہندو پاک میں کھل کر نہیں کہتے وہ ابن تیمیہ کے مقلد ہیں یا صاف کہیں کہ روضۂ اقدس (گنبد خضراء) کی حاضری ہے لیکن اپنی تصنیفوں اور رسالوں میں واضح طور پر اور کھلا لکھتے ہیں اور یہی ان کا عقیدہ ہے۔ تحریر ملاحظہ ہو

جمعیت اہل حدیث کے ترجمان ہفت روزہ ''الاسلام'' لاہور نے ۱۹ اگست کی اشاعت میں لکھا ہے کہ امام ابن تیمیہ اور آپ کے شاگرد علامہ ابن قیم نے یہ موقف اختیار کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ کی قبر اقدس کی زیارت کی نیت سے جانا حرام ہے۔ مدینہ میں رہنے والے مقامی یا جو لوگ مسجد نبوی کی زیارت کے لئے جاتے ہیں وہ اگر وہاں چاہیں تو زیارت روضۂ رسول ﷺ کر سکتے ہیں۔

انتباہ

کس قدر شقاوت و سنگدلی اور خبث باطن کا مظاہرہ ہے کہ زیارت کے لئے سفر کر کے جانا تو ویسے ہی حرام و گناہ ہے اور جو وہاں مقامی ہے یا مسجد نبوی کی نیت سے جاتا ہے اس کے لئے بھی ازراہِ عشق و محبت زیارتِ اقدس کی کوئی شرعی ایمانی روحانی و اخلاقی اہمیت و ضرورت نہیں بس ان کے اپنے خیال پر منحصر ہے کہ اگر چاہیں تو زیارت کر سکتے ہیں ورنہ نہیں والعیاذ باللہ کسی نے کیا خوب جواب فرمایا ہے

ساری خدائی ایک طرف — نجدی وہابی ایک طرف

انتباہ

ابن تیمیہ اور ان کے معتقدین غیر مقلدین اور وہابی نجدی قرآن و حدیث کے خلاف عقیدہ رکھتے ہیں۔ ''وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَّلَمُوْٓا أَنْفُسَهُمْ'' بار بار مع تفسیر و تفصیل لکھا گیا ہے۔ حدیث شریف میں ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے جس نے میری وفات کے بعد میری قبر کی زیارت کی اس نے گویا میری زندگی میں زیارت کی۔

لٹتے ہیں مارے جاتے ہیں یونہیں سنا کئے
ہربار دی وہ امن کہ غیرت حضر کی ہے

شرح

دوسرے لوگ اس دور میں لوٹے اور مارے جاتے ہیں جس کی خبر ہم نے بہت سے لوگوں کے متعلق سنی لیکن ہمیں اتنا چین اور سکون نصیب ہوا کہ جس پر گھریلو آرام اور قرار بھی رشک کرتا ہے۔

آزمودہ تجربہ

فقیر کو بارہا طیبہ پاک کی حاضری نصیب ہوئی جونہی گھر سے تا جدہ پھر جدہ سے حرم مکہ معظّمہ حاضری ہوئی سفر کی کلفت کے ساتھ عمرہ کی سعادت پر تھکان کا بھرپور حملہ ہوا تو اگر چہ مکہ معظّمہ میں احباب بکثرت ہیں ہر طرح کی خدمات سرانجام دیتے ہیں کسی قسم کی کمی محسوس نہیں ہونے دیتے یہاں تک کہ گھر سے تا حرم گاڑی کا انتظام کرتے ہیں لیکن جب تک طیبہ پاک حاضری نہیں ہوتی تھکان وغیرہ کے آثار محسوس ہوتے ہیں لیکن جونہی مدینہ پاک رکھا تمام کلفتیں دور یوں محسوس ہوتا ہے کہ راحت و آرام نے ہمارے قدم چوم لئے ہیں۔

فقیر زائر حرم سے ایک خصوصی گذارش کرتا ہے

اے زائر حرم

دورِ حاضرہ میں ہم حرمین طیبین کی زیارت اور حج کی سعادت اور عمرہ کے لئے بار بار آئیں تو ہمیں سفر کی کوفت کے بجائے راحت و سرور محسوس ہوتا ہے ہم وطن سے ہوائی جہاز پر حجاز پہونچے پھر مکہ تا مدینہ بلکہ جدہ تا مکہ تا مدینہ شاہراہ جو بنی ہے یہ اپنی مثال آپ ہے ڈبل روڈ ہے ہر روڈ پر بیک وقت چار گاڑیاں چلتی ہیں اس طرح آٹھ گاڑیاں گزر رہی ہوتی ہیں درمیان میں جالی دار وقفہ (باڑ) ہے تا کہ جانور سڑک پر نہ آسکیں۔ مجموعی طور پر شاہراہ تین سوفٹ چوڑی ہے رفتار کم از کم ستر زیادہ ایک سو بیس کلومیٹر فی گھنٹہ کی اجازت ہے مکہ تا مدینہ دونوں طرف سیاہ رنگ کے بنجر پہاڑ ہیں سبزہ کا نام نہیں طویل و عریض مگر خشک وادیاں ہیں صحرائی علاقہ ہے بلکہ خوف آتا ہے چھوٹی چھوٹی پہاڑیاں ہیں میں سوچتا رہا کہ ڈیڑھ ہزار برس قبل جب حضور نے مکہ سے مدینہ ہجرت کی تو ان ہی راستوں سے گزرے ہوں گے اور فتح مکہ کے وقت بھی قافلے یہیں سے کن حالات میں گزرے ہوں گے کتنے مشکل تھے وہ سفر اور کتنا آسان ہے یہ زمانہ۔ ہمارے بزرگوں کی قربانیوں کے سبب آج سعودی عرب میں دولت کی ریل پیل ہے پیرس، لندن، نیویارک اب جدید سعودی

عرب کے برابر پرانے لگتے ہیں مکہ اور مدینہ کے درمیان چار یا پانچ گھنٹے کا سفر ہے ائر کنڈیشنڈ بسیں چلتی ہیں سفر آسان ہے بلکہ جدہ سے تا مدینہ طیبہ بھی ہوائی جہاز کے ذریعے آجا سکتے ہیں لیکن اس کے باوجود زائرین حرم و حجاج کہتے ہیں ہائے سفر میں ہم مر گئے یہ ہوا وہ ہوا فقیر ذرا چند سال پہلے سفر کے چند نمونے عرض کر دے تا کہ ناشکرا انسان موجودہ نعمتوں کا شکر نہیں کرتا تو شکوہ تو نہ کرے شاید اس کی یہ ناشکری اسے لے ڈوبے۔ (معاذ اللہ)

ہمارا سفر شیریں و شکر

ہم لوگ نہایت آرام دہ ائر بسوں میں چند گھنٹوں میں پہنچ جاتے ہیں اور اکثر آتے رہتے ہیں یورپ اور امریکہ آتے جاتے ہیں یورپ اور امریکہ آتے جاتے سلسلہ سفر منقطع کر کے ایک دن میں عمرہ کر لیتے ہیں۔ اگلے وقتوں میں خانہ خدا کی زیارت کے لئے جان جوکھوں کا سفر کر کے آنے والے جب صحن حرم میں قدم رکھتے ہوں گے تو ان کے دلوں کی کیفیت کیا ہوتی ہوگی اس کا کچھ نقشہ میں ایک قدیم سفر نامہ سے یہاں نقل کر رہا ہوں۔

پرانے دور کے ایک نواب کے سفر کا حال

یہ ۱۸۳۹ء کی بات ہے دہلی کے رئیس نواب مصطفیٰ خان شیفتہ ڈیڑھ سال تک سفر کی ناقابل برداشت صعوبتوں سے گزرتے ہوئے یہاں پہنچے تو ان کے دل پر کیا گزری وہ لکھتے ہیں کعبہ اللہ کے جلوے نے تمام غم دور کر دیئے ہونٹوں کو حجر اسود چومنے کی سعادت نصیب ہوئی پیشانی عتبہ عالیہ پر گھسنے سے منور ہوئی ہاتھوں کو استلام رکن کا شرف حاصل ہوا آب زم زم نے شراب طہور کی بشارت دی طواف بیت اللہ نے آتشیں دوزخ سے نجات کی نوید دی کعبہ شریف کے پردے دونوں ہاتھوں سے تھام کر گویا دامن امن امید تھام لیا۔ مکہ معظّمہ کے متعلق وہ لکھتے ہیں

مکہ معظّمہ بڑا شہر ہے اس میں بڑی آبادی اور رونق ہے یہاں سے اچھا اور بڑا بازار صفا مروہ ہے اس میں دنیا جہان کا سامان اور کپڑا ملتا ہے سبحان اللہ باوجود یہ کہ کوئی چیز یہاں پیدا نہیں ہوتی دنیا کی کوئی شے ایسی نہیں جو یہاں موجود نہ ہو یہ بات سیدنا ابراہیم کی دعا "وَّ ارْزُقْ اَهْلَهٗ مِنَ الثَّمَرٰتِ" کا نتیجہ ہے مدینہ منورہ اونٹوں پر جاتے ہوئے رابغ کے مقام پر یہ لوگ باد سموم میں گھر گئے اور ان کے بہت سے ساتھی جو ہولناک سمندری مصائب سے بچ کر آگئے تھے یہاں ساتھ چھوڑ گئے بہت سے رابغ دفن ہوئے اور کچھ بیمار اور کمزور اگلے پڑاؤ مستورہ پہنچتے پہنچتے جنت کو سدھار گئے۔

نواب صاحب لکھتے ہیں کہ مدینہ منورہ پہنچ کر ایک عاشق رسول باآواز بلند یہ شعر الاپ رہا تھا

شکر اللہ کی نمردیم و سیدیم بلوست　　　　آفریں باد بریں ہمت مردانہ تو

خدا کا شکر ہے کہ ہم (رستے میں) مرنہیں گئے اور دوست کے پاس پہنچ گئے ہیں اس ہمت مردانہ پر آفریں۔

بدو اور ڈاکو اور پُر خطر راستے

آج کل ہم مکہ معظّمہ سے مدینہ طیبہ تک پُرسکون طور پر پانچ گھنٹوں میں پہونچ جاتے ہیں بلکہ ایک ڈرائیور کار تو ہمیں صرف تین گھنٹوں میں لے گیا اس کے باوجود کسی کی محتاجی اور نہ کسی کا خوف وخطر۔ فقیر ایک پرانے خبر نامہ ۱۳۲۳ھ کا ایک خاکہ پیش کرتا ہے تاکہ یقین ہو۔

جنت کی سیر ہے ایک مسافر حرم لکھتا ہے کہ واضح ہو کہ بدوی بغیر مقرر سوار اوروں کے چڑھانے سے انکار بلکہ محض عار کرتے ہیں اگر چہ کوئی اپنے قائم مقام بھی سوار کرے تا بھی پھر طریقہ ذیل سے سوار ہونا ممکن ہے۔

(۱) بداوں کو خلق سے دلشاد رکھنا (۲) کسی کام میں امداد۔ اگر یہ بھی محال ہو تو پہلے اس کو دور یا خواب میں خیال کرکے پھر اپنے یار کے اترنے سے سوار ہو جائے ثانی غالباً قافلہ درازی میں تین میل کے فاصلے پر چلتا ہے تو پھر مسکین کی جماعت سے جلدی اول شتر کی غایت پر پہنچ کر استراحت حاصل کرے تاکہ آخری شتر کی بلاغت ہو۔

قافلہ سے علیحدہ جان کی ہلاکت اس کا کچھ نمونہ عرض کروں گا ہمارے سرائیکی ایک شاعر نے ایک شعر میں اس کا اشارہ فرمایا کہ

بدو مرمیندے ھن کٹیندے ۔۔۔ ھن پر مدینے ونج پچیندے

یعنی بدو مارتے پیٹتے ہیں کوئی حرج نہیں اس لئے کہ مار پیٹ بالآخر مدینہ پاک

منازل مابین المکة والمدينة

نمبر شمار	ابتدائے منزل	غایب منزل ثانی	تعداد مسافت ساعت	تعداد میل	تعریف منزل کوئی وقوعہ منزل
۱	مکہ معظّمہ سے	وادئ فاطمہ تک	۸ گھنٹہ	۱۶	تعریف وقوعہ ذیل ہے

یہ راستہ صاف ہے اور اس پر رہزنوں کے خلاف راستہ پر ایک مسجد سنگین اور چاہ شیریں آتے ہیں فاطمہ وادی ایک وسیع میدان جس میں نہر زبیدہ اور باغاتِ نخلستان منزل پر دو چار دوکان ہیں مگر اصل فاطمہ وادی ۲۰ میل شمال سے متصل ہے۔

۲	وادئ فاطمہ سے	عسفان تک	۱۸ گھنٹہ	۲۶ میل	تعریف منزل وقوعہ

اس منزل کے درمیان ۵ میل تک راستہ پریشان کن ہے پھر عسفان تک چٹیل میدان ہے تقریباً ۱۵ میل کے فاصلہ پر ایک

کنواں ہے اس کے آگے مریم بوٹی بے انتہا بے شمال ہے۔

☆ یہ وادی بی بی فاطمہ زہرہ کی طرف منسوب نہیں بلکہ یہ کوئی عورت تھی اس کا اصل نام مرالظہر ان ہے جیسے احادیث مبارکہ میں آیا ہے ایسے ہی ذوالحلیفہ کے مقام بیر علی سیدنا علی المرتضٰی سے منسوب نہیں بلکہ یہ کوئی اور صاحب تھے۔

ایک جبل سیاہ ریل گاڑی کی طرح کا ہے عسفان تک ختم ہوتا ہے۔

وقوعة

اس سفر کی ابتداء میں ایک عورت بنگالیہ باختہ حواس بے لباس تھی کئی لوگوں نے اس کے پاس جا کر دریافت کیا مگر اس کے اظہار سے کامل مفہوم نہ ہوا پھر اس کو شتر پر سوار کیا مگر نیچے گر گئی پھر دوسری دفعہ بھی گر کر مفقود الخبر ہوگئی۔

منزلین کے درمیان حبیب اللہ خیر پوری ایک جنگلی میدان پر بوجہ تھکان ۴ بجے رات کو سو گیا پھر صبح نماز کے بعد چل دیا مگر ۸ بجے کو بھوک نے تنگ کیا اس وقت ہم پریشان بدرگاہ رازق جہان سوال کیا کہ خداوند ذوالجلال اپنی قدرتِ کمال سے انار اور بسکٹ بیشمار عنایت فرمائے۔

مزار میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

مکہ مکرمہ چھ سات میل ہے یہی وہ مقام ہے جہاں ام المومنین حضرت میمونہ کا مکان تھا اور وہیں ان کا مزار بنا عسفان پہاڑوں کے درمیان چار پانچ دوکان ہیں کنوئیں چار صحابہ کبار کے شیریں وار ہیں۔

۳	عسفان سے	بیر خلف یارف تک	۹ گھنٹہ	۱۸ میل	تعریف منزل و وقوعہ

یہ راستہ ابتداء میں ۳ میل پہاڑوں میں تنگ اور ثقیل ہے پھر آگے اچھا ہے۔

اُن میں صرف تین چار دوکانیں ایک صاحب کشف ولی زبان کا مزار مغربی طرف سے ہے۔

گردنواح باجرا کی کشتکار چاہ مشرق سے آدھ میل پر۔

۴	بیر خلف سے	قدیمہ تک	۱۵ گھنٹہ	۳۰ میل	تعریف منزل و وقوعہ

یہ اول منزل ریگستانی سنگ ریزہ میں لاثانی ہے چارمیاں ایک چاہ راستہ کے قریب قدیم المعروف بہ گدیمہ ایک وسیع میدان میں چار پانچ دوکانیں خوش نظارہ سمندر کے کنارہ پر واقع ہیں۔

جنوب سے پانی شریں نہر گر کے قریب۔

۵	قدیمہ سے	رابک تک	۱۸ گھنٹہ	۳۶ میل	تعریف منزل و وقوعہ

یہ راہ صاف ہے مگر چوروں حرامیوں کا ظلم، قافلہ سمندری کنارہ کنارہ جاتا ہے اور سمندری چیزیں پاتا ہے، اکثر راستہ پر کئی جگہ تیل مٹی نمودار ہوتا ہے، شہر رابک قابلدید نخلستان گردنواح بہت ہیں، ایک شیخ کی زیارت پُرسعادت بھی ہے، پانی شہر کے شمال سے صاف شفاف ہے، اس شہر میں ایک بدو شیخ (افسر) بھی رہتا ہے۔

وقوعة

رابک کے درمیان دو مسکینوں کو حرامیوں نے پٹائی سے بہت نقصان پہنچا پھر تقرونیوں نے آکر چھوڑایا ایک بیچارے کی آنکھ نکل پڑی۔

٦	رابک لغ سے	بیر پر مستورہ	۱۵ گھنٹہ	۳۰ میل	تعریف منزل وو قوعہ

رابک لغ کے آگے ۲ راستے ہوجاتے ہیں فرق یہ ہے کہ دائیں راستہ سے پانی اور حرامیوں کی قلت ہے اور بائیں سے صرف حرامیوں سے ذلت، اس راستہ پر لوبان لبنی سبزتر ہے جس کو حضور اکرم ﷺ نے کھایا اس کا ذائقہ مانند بادام ہے، سمندری چیزیں عام ہیں، آگے سامنا ایک جبل طویل نظر آئے گا جو یہاں سے سولہ میل دور ہے، بیر مستورہ ریگستان میں ہے جس میں ایک دو دو کان اور گردنواح مال مویشی بہت ہیں۔

۷	بیر شیخ سے	بیر حسانی	۸ گھنٹہ	۱۶ میل	تعریف منزل اور وقوعہ

اول راستہ ریگستانی ہے پھر آگے آسانی ہوجاتی ہے یہاں بوٹی لوبانی بھی ہے، کنواں ہے بستی کلی لاثانی ہے جس میں دس بارہ دوکانیں اور میٹھا پانی مگر حرامیوں سے پریشانی ہے۔

وقوعة

ایک آدمی پانی لانے کو گیا تھا حرامی کو اس کی کمر سے ہمیانی جب نظر آئی تو چھرے سے کاٹ کر مفرور ہوگیا صاحب نقد معذور ہوکر واپس آیا لہٰذا ایسے موقع پر معذور رہنا کہ ضروری ہے، ہمارے رفیقوں سے ایک بیمار بے طاقت رات کو قضاء حاجت کو گیا ناگہاں ایک حرامی مارنے کو آیا مگر بیمار مذکور نے شور مچایا پھر پنجابیوں نے دوڑ کر پکڑ لیا معلم نے اسے چھوڑ دیا ایسے خطر سے پرحذر رہنا ضروری ہے۔

۸	بیر حسانی سے	بیر خلص تک	۱۵ گھنٹہ	۳۰ میل	وقوعہ تعریف منزل

یہ راستہ پہاڑوں میں مانند دور ہے، یہاں لوبان بہت ہے، پانی عام طور پر ہے مگر حرامیوں کا جوروستم بہت ہے۔

بیر خلص پر ایک دوکان پانی درمیان ہے۔

وقوعۃ

یہاں بندہ تھکان کی وجہ سے بیمار ہوگیا مگر جو میرے رفیق غمخوار تھے ان کے مشورہ سے ایک منزل کرایہ دے کر سوار ہوگیا۔

۹	بیر خلص سے	بیر درویش تک	۱۷ گھنٹہ	۲۴ میل	تعریف منزل اور وقوعہ

یہ ساخت طویل پانچ چھ میل بوجہ سنگ فارا راہ ثقیل آس پاس کثرت سے کیکر کے درخت ہیں بیر درویش کا شیریں پانی ہے مگر یہاں دوکان نہیں قریب ہی ترکوں کے مکان تھے مگر جنگ سے ویران ہوگئے۔

وقوعۃ

ایک افغانستانی کا ڈول پانی میں گر گیا پھر وہ ازبس پریشانی سے رسی کے ذریعہ ڈول نکالنے کے لئے گیا بجز و آب شتاب گر کر ڈوب گیا پھر غواص کے ذریعہ بھی دستیاب نہ ہوا۔

اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ

۱۰	بیر درویش	مدینہ عالیہ تک	۱۶ گھنٹہ	۳۲ میل	تعریف منزل و وقوعہ

یہ آخری مسافت پرسعادت میں شائقین کو ازبس راحت اور قدمی سیاحت سے شجاعت رہتی ہے مگر بیر علی جو مدینہ منورہ سے تین میل پہلے ہے تکلیف ہوتی ہے پھر بھی خدا تعالیٰ کی حفاظت کے قافلہ سلامت چلا جاتا ہے کچھ تکلیف بھی ہو تو سعادت ہے

حق پرستوں کے لئے راحت بھی آزار ہے　　　آتش نمرود ابراہیم پر گلزار ہے

حضرت مولانا مفتی صاحب داود خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ انوار البشارۃ کے تتمہ میں لکھتے ہیں کہ مکہ معظّمہ سے مدینہ طیبہ کے کئی ایک راستے ہیں اس لئے منزلیں بھی جدا جدا ہیں۔ حضور اکرم ﷺ حجۃ الوداع میں جس راستے سے تشریف لے گئے اس کی منزلیں حسب تحقیق رفعت پاشا جو تیرہ سال امیر الحج و امیر محمل رہے ہیں یہ ہیں۔

مکہ معظّمہ سے پہلی منزل سرف (۲) دوسری عسفان (۳) تیسری الجھہ (۴) رابغ (۵) الابواء یہاں حضور اکرم ﷺ کے والد کا مزار ہے (۶) العرج (۷) الاشابہ (۸) ردیفہ (۹) الروحا (۱۰) بیر علی ہے۔

پھر فرمایا کہ دوسرے واسطے کی منزلیں (۱) مقام شہداء (۲) وادئ فاطمہ (۳) عسفان (۴) قضیمہ (۵) رابغ (۶) مستورہ (۷) بیر شیخ (۸) ربیار بن حصان (۹) بیر درویش (۱۰) بیر الماس (۱۱) بیر علی یا ذوالحلیفہ

انتباہ

راستہ پُرکٹھن اور رہزنوں کی مذکورہ بالا شکایت نہ صرف اہل ہند کو تھی بلکہ تمام مالک کے حجاج ایسی خرابیوں سے نالاں تھے بقدر نمونہ مصر کے اعلیٰ ذمہ دار شخصیت کی عبارت ملاحظہ ہو۔

تعدی علی الحجاج

فی یوم ۷اذی القعدہ قبل ان نصل الی مکة علی قافلة کانت بجرة بین جدة ومکة فقتلوا من رجال هون کثیرین وسلوهم المتاع والفقود واکلی وکان فیهم من المصریین واسودانین (الحج الحرمین جلد۲صفحہ ۷۰)

۷اذیقعدہ میں قبل اس کے کہ ہم مکہ شریف پہونچتے بجرہ میں ڈاکوؤں نے قافلہ پر حملہ کردیا بہت سے مردوں عورتوں کو شہید کردیا، بہتوں کو زخمی کیا اور ان کا مال اسباب وزیورات ونقود لوٹ لئے انہیں مصری بھی اور سوڈانی وغیرہ وغیرہ۔

نیک نامی

فقیر ۱۳۹۹ھ تا ۱۴۱۱ھ مسلسل ہر سال حرمین طیبین کی حاضری سے بہرہ ور ہو رہا ہے اب سفر کی سہولتوں کا تو ناظرین پڑھ چکے ہیں لیکن امن وسلامتی کا یہ حال ہے کہ مال ومتاع گلی کوچے میں برسوں پڑا رہیگا لیکن اسے اُٹھا کر لیجانا تو بڑی بات ہے میں سمجھتا ہوں کہ اسے خالی ہاتھ لگانا بھی ثابت نہ ہو سکے گا حرمین طیبین میں ایک راستوں، جنگلوں اور ویرانوں تک یہی حال ہے۔

وہ دیکھو جگمگاتی ہے شب اور قمر ابھی
پہروں نہیں کہ بست وچہارم صفر کی ہے

حل لغات

جگمگاتی ہے، روشن ہوتی ہے۔ پہروں، پہر کی جمع، تین گھنٹے کا وقفہ، بست وچہارم صفر، ماہ صفر کی چوبیسویں شب۔

شرح

رات کو سفر کرنے والے مسافروں مدینہ پاک کے راہیو دیکھو رات کیسی روشن محسوس ہو رہی ہے حالانکہ چاند چمکیلی راتوں کا نہیں بلکہ ہم جس شب کو سفر کر رہے ہیں ماہ صفر کی چوبیسویں ہے۔

امام احمد رضا قدس سرہ مدینے کا راھی

شرح حدائق کے اسی حصہ کے ابتدا میں فقیر نے تفصیل سے امام احمد رضا قدس سرہ کا سفر نامہ لکھا ہے کہ آپ مکہ معظّمہ سے مدینہ طیبہ ۲۴ صفر ۱۳۲۴ھ کو روانہ ہوئے خود فرمایا کہ اسی تاریخ کو کعبہ تن سے کعبہ جان کی طرف روانہ ہوا پہلی رات جنگل میں آئی صبح کی مثل روشن ہوتی تھی جس کا اشارہ میں نے قصیدہ حضور جان میں کیا جو حاضر دربارِ معلیٰ میں لکھا گیا اس کے بعد یہ شعر پڑھا جس کی شرح ناظرین ملاحظہ فرما رہے ہیں۔

ماہ مدینہ اپنی تجلی عطا کرے

یہ ڈھلتی چاندنی تو پہر دو پہر کی ہے

حل لغات

ماہ مدینہ، حضور اکرم ﷺ ۔ چاندنی، روشنی چاند کی۔

شرح

حضور اکرم ﷺ ہی اپنی تجلی خاص سے روشنی بخشیں ورنہ چاند کی روشنی تو پہر دو پہر کی ہے چونکہ اب مدینہ طیبہ قریب سے قریب تر ہے ادھر چاند کی چاندنی بھی شب کے آخری حصہ میں ہوتی ہے اسی لئے آرزو فرمائی کہ چاند کی روشنی لمحات کی مہمان ہے ہمیں مدینہ طیبہ ہی اپنی تجلی سے نوازے جو دائمی ہے اس کی روشنی میں ہماری دارین کی فلاح و بہبودی ہے۔

من زار تربتی وجبت لہ شفاعتی

ان پر درود جن سے نویداں بشر کی ہے

شرح

یہ حدیث شریف کی اشارہ ہے اس کا ترجمہ ہے جس نے میری قبر انور کی زیارت کی اسے میری شفاعت واجب ہے نوید بشر میں بشارت کی جمع ہے ایک اعتراض منکرین پیش کرتے ہیں وہ یہ کہ قبر انور کو تو دیکھنے کا امکان ہی نہیں تو پھر حدیث پر تو عمل نہ ہوا پھر شفاعت کا حصول کیسے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ عرف میں جو شے کسی کو حاوی ہو تو اس کے اندر والی شے کے بجائے باہر والی شے کا ذکر ہوتا ہے اور احکامِ شرعیہ کا دارو مدار عرف پر ہوتا ہے۔ مزید سوالات و جوابات کے کتاب محبوب مدینہ میں مذکور ہیں اور شرح حدائق میں بھی عرض کر دیئے ہیں۔

مخالفین کا عقیدہ

ہمارے دور کے وہابیوں نجدیوں اور اکثر دیوبندیوں کا زیارتِ گنبدِ خضراء یعنی مزارِ رسول اللہ ﷺ پر براہِ راست حاضری کے انکار کا مقتدا و ماویٰ ملجا ابن تیمیہ ہے وہ اپنے دور میں فتنہ انگیز اور ضال و مضل مشہور تھا اس دور کے علماء مشائخ سے مناظروں سے شکست در شکست کھا کر جیل میں ڈال دیا جاتا معافی ملنے پر باہر آتا تو اسے شرارت کی عادت مجبور کرتی یہاں تک کہ اسی سزا کی وجہ سے جیل میں مرا۔

ابن تیمیہ کے خیالاتِ فاسدہ

(۱) حضور اکرم ﷺ کے مزار کا سفر حرام ہاں بالواسطہ یعنی مسجد نبوی کی حاضری مزار پر جایا جا سکتا ہے۔

(۲) حضور اکرم ﷺ کے مزار کی زیارت کے بارے میں جتنی احادیث وارد ہیں وہ موضوع یا کم از کم ضعیف ضرور ہیں۔

(۳) جب حضور اکرم ﷺ یہاں مزار میں زندہ ہی نہیں بلکہ ان کی روح اعلیٰ علیین میں ہے اسی لئے اس کے نزدیک حضور اکرم ﷺ کو وسیلہ بنانا حرام ہے وغیرہ وغیرہ۔

اہل سنت کا عقیدہ

(۱) حضور اکرم ﷺ زندہ بحیات حقیقی ہیں (۲) ہم زندہ سمجھ کر ہی حاضری دیتے ہیں اسی لئے ہماری حاضری کی اصلی غرض وغایت سرورِ عالم ﷺ ہیں اور حج آپ کے طفیل نصیب ہوتا ہے جیسا کہ اگلے شعر میں امام احمد رضا قدس سرہ نے تصریح فرمائی ہے اور الملفوظ جلد۲ میں بھی (۳) زیارتِ مزارِ رسول ﷺ کی احادیث صحیحہ مرفوعہ ہیں بعض روایات کی سندات ضعیف ہیں تو وہ بھی حسن ہیں اس کی تحقیق عالمانہ امام سبکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تصنیف ''شفاء السقام'' میں خوب ہے۔

مختصر رد

فقیر اُویسی غفرلہ نے محبوبِ مدینہ میں ابن تیمیہ کی پارٹی کے تمام غلط اوہام کا قلع قمع کیا ہے یہاں مختصر عرض ہے۔

(۱) عام قبور کی زیارت کا عام حکم ہے

كنت نهيتكم عن زيارة القبور الا فزوروها. (مشکوٰۃ)

میں تمہیں قبور کی زیارت سے روکتا تھا اب اجازت دیتا ہوں ان کی زیارت کیا کرو۔

فائدہ

جب عام قبور کی زیارت کا حکم مطلق (عام) ہے جس میں سفر و حضرت اور اصلی و طفیلی کا کوئی ذکر نہیں جس کے سفر کو

ابن تیمیہ وغیرہ جائز سمجھتے ہیں تو پھر امام الانبیا ﷺ کے مزار کی زیارت کے سفر کا حرام ہونا کیسا یہ انوکھی منطق ابن تیمیہ اور نجدیوں وہابیوں نے کہاں سے حاصل کی ہے۔

(۲) عام سفر میں جیسی نیت یا سفر کو تعلق ہو گا اس طرح کا سفر واجب، سنت، مستحب، مباح ہو گا۔ جب ایسے سفروں کے لئے اجازت ہے تو پھر روضۂ اقدس کے لئے رکاوٹ کیوں۔

(۳) "لاتشد والرحال" والی حدیث میں مساجد ثلاثہ کی قید ہے اور وہ بھی صرف فضیلت واہمیت کے اظہار کے لئے ورنہ مسجد قبا شریف کے لئے سفر نہ صرف مباح بلکہ عمرہ کا ثواب نصیب ہوتا ہے۔

حیاۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم

حضور اکرم ﷺ بحیاتِ حقیقی حسی گنبد خضراء میں رونق افروز ہیں اسی طرح عالم کائنات کو فیض پہونچا رہے ہیں جیسے ظاہری حیات مبارکہ میں اس سے بڑھ کر

وَ لَلْاٰخِرَۃُ خَیْرٌ لَّکَ مِنَ الْاُوْلٰی (پارہ ۳۰، سورۃ الضحیٰ، آیت ۴)

اور بے شک پچھلی تمہارے لئے پہلی سے بہتر ہے۔

اس معنی پر حاجی کا حج طفیلی ہوا کہ وہ تو اس کے در کی بھیک ہے۔

ایک اعرابی مسلمان جس کا سینہ توحید الٰہی کا خزینہ اور جس کا دل محبت رسول کا مدینہ تھا یہ روضۂ اقدس کے پاس جب حاضر ہوا تو پہلے انتہائی والہانہ عقیدت اور جوشِ محبت کے ساتھ روضۂ انور کے اردگرد کی خاکِ پاک کو اپنے سر پر ڈالنے لگا پھر انتہائی سوز وگداز میں رو رو کر عرض کرنے لگا کہ یارسول اللہ آپ جو کچھ خدا کا پیغام لائے ہم نے اس کو پڑھا اور اس پر ایمان لائے یارسول اللہ آپ پر خداوند قدوس نے جو کتاب نازل فرمائی ہے اس میں یہ آیت بھی ہے کہ "وَ لَوْ اَنَّھُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَھُمْ جَآءُوْكَ" یارسول اللہ! میں نے گناہ کر کے بیشک اپنی جان پر ظلم کیا ہے لہٰذا میں اللہ کے فرمان "جَآءُوْكَ" پر عمل کرتے ہوئے آپ کے دربار میں اپنے گناہوں کی مغفرت کے لئے حاضر ہوا ہوں اس لئے یارسول اللہ آپ میرے گناہوں کی بخشش کرادیجئے۔

اے وہ مقدس ذات کہ جب زمین میں آپ کا جسم اطہر دفن کیا گیا تو اس کی پاکیزگی سے زمین اور ٹیلے بھی طیب وطاہر ہو گئے

نفسی الفداء لقبر انت ساکنہ　　فیه العفاف وفیه الجود والکرم

یارسول اللہ میری جان اس قبر پر قربان جس میں آپ سکونت فرما رہے ہیں اس قبر میں پاک دامنی ہے سخاوت ہے کرم ہے۔

منقول ہے کہ یہ اعرابی جب اپنی عرضی دربارِ نبوت میں پیش کر چکا تو قبرانور سے ندا آئی کہ اے اعرابی تو بخش دیا گیا۔

فائدہ

اعرابی کی حاضری اور نقد جواب پانا دلیل ہے کہ نبی رحمت ﷺ قبرانور میں زندہ ہیں اسی طرح احادیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ حضور اکرم ﷺ ہر شخص کے صلوٰۃ وسلام کا جواب ارشاد فرماتے ہیں خواہ وہ زائر ہو یا نہ ہو۔

تمام اہل قبر

حدیث میں ہے

مامن احد یمر بقبر اخیه المومن کان یعرفه فیسلم علیه الا عرفه ورد علیه السلام

جو شخص کسی ایسے مومن بھائی کی قبر کے پاس سے گزرا جسے وہ پہچانتا تھا تو وہ گزرنے والے کے سلام کا جواب دیتا ہے اور اسے پہچانتا ہے۔

فائدہ

حدیث مبارکہ سے واضح ہے کہ یہ مقام تو ہر صاحب قبر مومن کو حاصل ہے اور رسول مقبول ﷺ کا مرتبہ تو لاکھ درجے افضل ہے۔امام ابوالیمن بن عساکر فرماتے ہیں

اذا جازرده ﷺ جازرده علی جمیع من یسلم علیه من جمیع الآفاق من امة

جب زائر کا جواب دینا آپ ﷺ سے ثابت ہے تو پھر ہر امتی کے سلام کا جواب بھی ممکن ہے خواہ وہ دنیا کے کسی گوشے میں رہتا ہو۔

نتیجہ

جس مسلمان پر یہ حقیقت آشکارا ہوگئی کہ حضور اکرم ﷺ زائر کا سلام خود سنتے ہیں وہ کیسے یہ گوارا کر سکتا ہے کہ وہ نبی پاک، صاحب لولاک ﷺ کے دربار میں حاضر ہونے میں سستی اختیار کرے بلکہ اس کا جی تو یہی چاہتا ہے کہ حج طفیلی ہے۔

علماء فرماتے ہیں کہ جو شخص زیارتِ نبوی ﷺ کے لئے حاضری دے اس کے لئے یہ عمل مستحب ہے کہ وہ دعا کے لئے قبر انور کی طرف منہ کرکے کھڑا ہو، دربارِ رسالت میں حاضری کے وقت قبلہ رُخ کھڑا ہونا ضروری نہیں یہاں تک کہ دعا کے وقت بھی چہرہ اقدس کی طرف منہ اور قبلہ کو پشت ہو اور یہی تمام ائمہ اسلام کا مذہب ہے سوائے نجدیوں بدعقیوں کے کہ آج کل دعا کے وقت جبراً حضور اکرم ﷺ کی طرف پشت اور قبلہ کی طرف منہ کراتے ہیں یہ ان کی ایجاد کردہ بدعت ہے اسلاف صالحین رحمہم اللہ دعا کے وقت بھی رُخ مصطفیٰ ﷺ کی طرف منہ کرکے دعا مانگتے تھے پھر ایک دوسرے کو اس پر سختی سے عمل کراتے۔

مکالمہ امام مالک اور ابو منصور عباسی خلیفہ

ابو جعفر منصور سے امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا اے امیر المومنین اس مسجد میں آواز بلند نہ کر اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم ﷺ کے ادب کی تعلیم دیتے ہوئے فرمایا

لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ . (پارہ ۲۶، سورۃ الحجرات، آیت ۲)

اپنی آوازیں اونچی نہ کرو اس غیب بتانے والے (نبی) کی آواز سے۔

اور آواز کو پست رکھنے والوں کے بارے میں فرمایا

اِنَّ الَّذِيْنَ يَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ . (پارہ ۲۶، سورۃ الحجرات، آیت ۳)

بیشک جو اپنی آوازیں پست کرتے ہیں رسول اللہ کے پاس۔

حجروں کے باہر سے پکارنے والوں کے بارے میں فرمایا

اِنَّ الَّذِيْنَ يُنَادُوْنَكَ (پارہ ۲۶، سورۃ الحجرات، آیت ۴)

بیشک وہ جو تمہیں حجروں کے باہر سے پکارتے ہیں۔

اور آپ کی عزت و حرمت بعد از وصال بھی وہی ہے جو قبل از وصال تھی۔ ابو جعفر نے آپ سے پوچھا

"یا اباعبداللہ استقبل القبلة وادعوام استقبل رسول الله ﷺ

کیا قبلہ کی طرف منہ کروں یا رسول رسول اللہ کی طرف کروں

حضرت امام مالک نے فرمایا

ولم تصرف وجهک عنه وهو وسیلتک ووسیلة ابیک آدم علیه السلام الی الله تعالیٰ یو م القیامة بل

استقبلة واستشفع به فیشفعه الله وَ لَوْ اَنَّھُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَھُمْ جَآءُ وْکَ

تو اپنا منہ اس شخصیت سے کیوں پھیرتا ہے جو تیرا اور تیرے جدامجد آدم علیہ السلام کا اللہ کی بارگاہ میں قیامت کے دن وسیلہ ہیں آپ کی طرف رُخ کر کے آپ سے شفاعت کا سوال کر اللہ ان کی شفاعت قبول فرماتا ہے پھر یہ آیت پڑھی "وَ لَوْ اَنَّھُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَھُمْ جَآءُ وْکَ"

فائدہ

اس واقعہ کو قاضی عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی سند کے ساتھ شفاء میں ذکر کیا ہے اور بہت سے دیگر علماء نے بھی تصریح کی ہے علماء ہند سے کسی نے اس کا انکار نہیں کیا۔

تصریحات احناف ودیگر ائمہ کرام رحمھم اللہ

اس بارے میں امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تنہا نہیں تمام ائمہ آپ کے ساتھ ہیں۔

حنفی فتویٰ

ملا علی قاری نے "المسک والمنقسط" میں لکھا ہے کہ اس بارے میں فقہا ء کا اختلاف ہے بعض علماء نے احناف مثلاً ابواللیث اور ان کے متبعین کرمانی سروجی کی رائے ہے کہ زائر چہرہ قبلہ کی طرف کرے اسی طرح حسن بن زیاد نے امام اعظم ابوحنیفہ سے بھی روایت کیا پھر امام ابن الہمام سے نقل کیا ہے کہ ابواللیث سے جو قول منقول ہے (چہرہ قبلہ کی طرف کیا جائے) مردود ہے کیونکہ امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خود حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا

من السنة ان تاتی قبر رسول الله فیستقبل القبر بوجهک تقول السلام علیک النبی ورحمة الله برکاته

سنت یہ ہے کہ آپ کی خدمت میں آپ کی طرف رُخ کر کے حاضری دی جائے اور سلام عرض کیا جائے "السلام علیک ایها النبی ورحمة الله وبرکاته" پھر اس کی تائید اس روایت سے کی ہے۔

علامہ مجدالدین فیروز آبادی نے عبداللہ بن المبارک کے حوالے سے نقل کیا کہ میں نے امام اعظم ابوحنیفہ کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا

امام سختیانی

قدم ایو ب السختیانی و انا بالمدینة فقلت لا نظر ن مایصنع فجعل ظهره ممایلی القبلة ووجهه ممایلی وجه رسول اللهﷺ وبکی متباک فقام فقیه

میں مدینہ منورہ میں تھا کہ حضرت ایوب سختیانی حاضری کے لئے آئے میں نے دل میں سوچا دیکھو یہ کس طرح حاضری دیتے ہیں انہوں نے پشت قبلہ کی طرف اور چہرہ آپ کی طرف کر کے سلام عرض کیا اور تکلف خوب روئے اس کی بین دلیل پیش خدمت ہے۔

دلیل وسیلہ از صاحب وسیلہ ﷺ

حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک نابینا شخص نے رحمت عالم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنی بینائی ختم ہونے کا ذکر کیا اور کہا میں بڑا ہی پریشان ہوں میری رہنمائی کرنے والا کوئی نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا وضو کر دو رکعت نماز ادا کر اور اس کے بعد اللہ کے حضور یہ دعا کر۔

اَللّٰھُم اِنِّیْ اَسْأَلُکَ وَ اَتَوَجَّهُ اِلَیْکَ بِنَبِیِّکَ مُحَمَّدٍ نَبِیِّ الرَّحْمَةِ یَا مُحَمَّدُ اِنِّیْ اَتَوَجَّهُ بِکَ اِلٰی رَبِّیْ فِیْ حَاجَتِیْ هٰذِهٖ لِتُقْضٰی لِیْ، اَللّٰهُمَّ فَشَفِّعْهُ فِیَّ

الٰہی میں تجھ سے مانگتا اور تیری طرف توجہ کرتا ہوں تیرے نبی محمد ﷺ کے وسیلہ سے جو مہربانی کے نبی ہیں یارسول اللہ میں حضور ﷺ کے وسیلہ سے اپنے ربّ کی طرف اپنی اس حاجت میں توجہ کرتا ہوں تاکہ میری حاجت روا ہو، الٰہی انہیں میرا شفیع کر ان کی شفاعت میرے حق میں قبول فرما۔

حضرت عثمان بیان کرتے ہیں

فو اللہ ماتفرقنا ولا طال بنا الحدیث حتی دخل الرجل وکان لم یکن بہ ضر

اللہ کی قسم ابھی مجلس برخاست نہیں ہوئی تھی بلکہ طویل گفتگو ہی نہیں ہوئی تھی کہ وہ شخص داخل ہوا اور اس کی آنکھوں میں کوئی تکلیف نہ تھی۔

فائدہ

امام حاکم اور امام ذہبی دونوں نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے حضور اکرم ﷺ کے وسیلہ سے بارگاہ ایزدی میں درخواست گذار ہونا صرف آپ کی حیاتِ ظاہری سے مخصوص نہیں بلکہ بعد از وصال بھی جائز ہے کیونکہ انہی الفاظ کو بعض صحابہ نے حاجتوں کی برآوری کے لئے بعد از وصال بھی استعمال فرمایا۔

عمل صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم

امام طبرانی نے درج ذیل حدیث اور یہ واقعہ ذکر کیا ہے کہ ایک شخص کو حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں آپ کی خلافت کے دور میں اپنے کسی معاملے کے بارے میں کئی دفعہ آیا مگر آپ نے اس کے کام اور ضرورت کی طرف توجہ نہ دی وہ شخص حضرت عثمان بن حنیف سے ملا اور اپنا واقعہ بیان کیا اور کہا حضرت عثمان توجہ نہیں دے رہے تو حضرت ابن حنیف نے فرمایا تم ایسا کرو کہ وضو کر کے مسجد جا کر دو رکعت نماز پڑھو اس کے بعد یہ کلمات ادا کر

اَللّٰهُم إِنِّیْ أَسْأَلُکَ وَ أَتَوَجَّهُ إِلَیْکَ بِنَبِیِّکَ مُحَمَّدٍ نَبِیِّ الرَّحْمَةِ یَا مُحَمَّدُ إِنِّیْ أَتَوَجَّهُ بِکَ إِلٰی رَبِّیْ فِیْ حَاجَتِیْ هٰذِهٖ لِتُقْضٰی لِیْ، اَللّٰهُمَّ فَشَفِّعْهُ فِیَّ

الٰہی میں تجھ سے مانگتا اور تیری طرف توجہ کرتا ہوں تیرے نبی محمد ﷺ کے وسیلہ سے جو مہربانی کے نبی ہیں یا رسول اللہ میں حضور ﷺ کے وسیلہ سے اپنے ربّ کی طرف اپنی اس حاجت میں توجہ کرتا ہوں تا کہ میری حاجت روا ہو، الٰہی انہیں میرا شفیع کر ان کی شفاعت میرے حق میں قبول فرما۔

اس شخص نے یہ وظیفہ کیا اور پھر حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا ابھی پہنچا ہی تھا کہ دربان آ گیا اس کا ہاتھ پکڑ کر حضرت عثمان کے پاس لے گیا آپ نے اسے چٹائی پر اپنے ساتھ بٹھا دیا اور فرمایا تیری کیا حاجت ہے؟ اس نے بیان کی آپ نے اس کو حل فرما دیا اور فرمایا تو نے اپنی حاجت ذکر کرنے میں اتنی تاخیر کیوں کی آئندہ جو بھی ضرورت ہو فی الفور میرے پاس چلے آیا کرو وہاں سے فارغ ہو کر وہ شخص حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ کے پاس چلا گیا اور یہ کہتے ہوئے شکریہ ادا کرنے لگا کہ آپ نے بڑی شفقت فرمائی حضرت عثمان کے پاس میری حاجت کے بارے میں آپ نے سفارش کی حضرت عثمان بن حنیف نے فرمایا بخدا میں نے اس معاملے میں ان سے کوئی گفتگو نہیں کی میں آپ کو اصل بات بتلا دیتا ہوں پھر نابینا شخص والا سارا واقعہ سنایا کہ کس طرح اس کی مراد اس دعا کے صدقے بر آئی۔

فائدہ

امام منذری فرماتے ہیں کہ اسے طبرانی نے روایت کیا اور کہا کہ حدیث صحیح ہے اس حدیث کے بارے میں ابن تیمیہ نے ابو عبداللہ مقدس کے حوالے سے لکھا کہ یہ حدیث صحیح ہے۔

فائدہ

اس سے واضح ہوا کہ عثمان بن حنیف نے حاجت مند کو ایسی تعلیم دی جس میں حضور سے توسل اور بعد از وصال آپ سے طلب مدد کے لئے ندا موجود ہے اور جب اس شخص کو شک گزرا کہ عثمان بن حنیف نے خلیفہ وقت کے سامنے اس کی سفارش کی ہے تو عثمان بن حنیف نے قسم کھا کر بتایا کہ انہوں نے خلیفہ وقت سے اس کی حاجت کا ذکر نہیں کیا بلکہ تیرا کام توسل بالنبی اور استغاثہ بالنبی کے سبب ہوا ہے۔

مناسک حج کے بارے میں لکھی جانے والی تمام کتابوں میں یہ موجود ہے کہ حج کو جانے والا شخص آپ کی حاضری ترک نہ کرے اس میں کوئی قید نہیں کہ وہ حج یا عمرہ سے پہلے مدینہ منورہ میں حاضری دے یا بعد میں۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ "جذب القلوب" میں لکھتے ہیں اچھی طرح سمجھ لینا چاہیے کہ رسول اللہ ﷺ کی زیارت کا قصد کرنا اور آپ کی مسجد شریف کی زیارت سے مشرف ہونا حج مقبول کے برابر ہے بلکہ جو حج ادا کرکے آیا ہے اس کی بھی قبولیت کا ذریعہ اور سبب ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ زیارتِ مدینہ منورہ و مسجد نبوی شریف و دربارِ رسالت ﷺ کس قدر افضل عبادت اور بخشش و شفاعت کا ذریعہ ہے کیونکہ "من زار قبری وجبت له شفاعتی" نے مومنین کو حضور اکرم ﷺ کی شفاعت سے فیض یاب ہونے کا ایک ایسا موقع فراہم کردیا ہے کہ دنیا جہاں کی نعمتیں مال و دولت اس نعمت کے سامنے ہیچ ہیں۔

اس کے طفیل حج بھی خدا نے کرادیئے
اصل مراد حاضری اس پاک در کی ہے

شرح

یہ مسلک حق کی طرف اشارہ ہے کہ اہل حق رسول اللہ ﷺ کو زندہ مانتے ہیں اور مخالفین نبی کریم ﷺ پر موتِ حقیقی کا عقیدہ رکھتے ہوئے آپ کو مردہ (معاذاللہ) تصور کرتے ہیں اس لئے ان کے نزدیک مدینہ طیبہ کی حاضری کے وقت مسجد نبوی کی نیت چاہیے اگر کسی نے یہ نیت کی کہ میں حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوں گا پھر مسجد نبوی کی حاضری بھی ہوجائیگی اور مخالفین کے نزدیک مسجد نبوی کی حاضری مقصودِ اصلی پھر مزارِ نبوی کی حاضری بھی ہو تو حرج نہیں اسی لئے امام اہل سنت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ہمارا ارادہ بالا صالۃ تو حضور اکرم ﷺ کی بارگاہ کی حاضری ہے ان کے طفیل حج بھی نصیب ہوگیا۔ فللہ الحمد علی ذالک

فائدہ

حج فرض ہو یا نفل ہر دونوں میں اصل ارادہ بارگاہ حبیب ﷺ کی حاضری کا ہو۔ امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ نے دو حج کئے پہلا فرض دوسرا نفل۔ ہر دونوں میں حضور ﷺ کی خدمت میں حاضری اصلی مقصود تھی اور حج طفیلاً چنانچہ خود فرماتے ہیں اگر سچ پوچھئے تو حاضری کا اصل مقصود تو زیارت طیبہ ہے دونوں بار اسی نیت سے چلا (معاذاللہ) اگر یہ نہ ہو تو حج کا کوئی لطف نہیں (الملفوظ) یعنی اگر چہ فرض ادا ہو جائیگا جسم بے روح کی طرح۔

کعبہ کا نام تک نہ لیا طیبہ ہی کہا
پوچھا تھا ہم سے جس نے کہ نہضت کدھر کی ہے

حل لغات

نہضت، کہیں جانے کے ارادے سے کھڑا ہونا۔

شرح

وہی پہلے شعر والی بات ہے کہ مقصودِ اصلی مدینہ طیبہ کی حاضری تھی اس لئے جب بھی کسی نے سفر کا مقصد پوچھا تو ہم نے کہا ہم مدینہ طیبہ جارہے ہیں اس سے بعض جاہلوں نے مراد لی کہ اعلیٰ حضرت مکہ معظّمہ کے قائل نہیں (معاذاللہ) اس لئے کہ دوسرے شعر میں منکرین کے اعتراض کا جواب دے دیا۔

کعبہ بھی ہے انہیں کی تجلّی کا ظلّ
روشن انہیں کے عکس سے پتلی حجر کی ہے

حل لغات

پتلی سے مراد سنگ اسود ہے وہ سیاہ پتھر جو کعبہ معظّمہ میں نصب ہے اور وہ آنکھ کی پتلی کے مشابہ ہے۔

شرح

ہم کعبہ مکرمہ کی حاضری کے منکر نہیں کیونکہ کعبہ بھی ہمارے حضور نبی پاک ﷺ کی تجلیات میں سے ایک تجلی ہے اسی لئے کعبہ معظّمہ کی حاضری بھی ہمارے مقصد عظیم کے خلاف نہیں۔

فائدہ

کعبہ بھی حضور اکرم ﷺ کے تجلیات کا ایک ظل ہے اس کی مفصل تحقیق کے لئے فقیر کی تصنیف ''کعبہ کا کعبہ'' پڑھئے مختصر تحقیق اگلی نعت میں آئیگی۔

ہوتے کہاں خلیل و بنا کعبہ ومنٰی
لولاک والے صاحبی سب تیرے گھر کی ہے

شرح

اس شعر میں گویا سوال کا جواب دیا ہے سوال وہی کہ مدینہ طیبہ کی حاضری اصل اور کعبہ معظّمہ کی حاضری طفیلی کیوں تو فرمایا اس لئے کہ بحکم حدیث صحیح کہ نہ خلیل ہوتا نہ کعبہ تیار ہوتا اور نہ ہی منٰی کو عزت نصیب ہوتی اگر حضور اکرم ﷺ نہ ہوتے۔ تفصیل فقیر کے رسالہ ''شرح حدیث لولاک'' میں ہے۔

فائدہ

کعبہ معظّمہ خلیل علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بنایا اور منٰی مکہ معظّمہ سے تین میل پر وہ جگہ ہے جہاں قربانی ہوتی ہے اور تین جگہ شیطان کو سنگریزے مارے جاتے ہیں یہ دونوں باتیں بھی اس مقام میں سنت خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔

بنائے کعبہ

اگر کعبہ کی بنا بہت پرانی ہے یوں سمجھئے کہ زمین کے بچھنے سے بھی پہلے اس کے نشانات وعلامات موجود تھے پھر زمین بچھانے کا آغاز بھی یہاں سے ہوا بلکہ یہ ایک حقیقت ہے کہ زمین پر سب سے پہلی عمارت کعبہ معظّمہ یہی ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

اِنَّ اَوَّلَ بَیْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیْ بِبَکَّةَ مُبٰرَکًا وَّ هُدًی لِّلْعٰلَمِیْنَ ۝ (پارہ۴،سورۃ آل عمران، آیت ۹۶)

بیشک سب میں پہلا گھر جو لوگوں کی عبادت کو مقرر ہوا وہ ہے جو مکہ میں ہے برکت والا اور سارے جہان کا راہنما۔

اللہ رب العزت کی طرف سے یکے بعد دیگرے منفرد قسم کے امتحانات اور آزمائشوں سے سرخرو ہو کر جب حضرت ابراہیم علیہ السلام خلت کے عظیم اور ارفع مقام پر فائز ہو گئے تو رب تعالیٰ نے فرمایا

قَالَ اِنِّیْ جَاعِلُکَ لِلنَّاسِ اِمَامًا (پارہ۱،سورۃ البقرۃ، آیت ۱۲۴)

فرمایا میں تمہیں لوگوں کا پیشوا بنانے والا ہوں۔

امامت اور پیشوائی کی تکمیل کے لئے عبادت گاہ کی ضرورت تھی ایسے عظیم المرتبت امام کے لئے کعبہ مقدسہ سے بہتر کوئی عبادت گاہ نہ تھی لیکن اس کی پہلی تعمیر جو جد انسانیت حضرت آدم علیہ السلام نے کی تھی وہ طوفانِ نوح علیہ السلام کے موقع پر آسمان پر اُٹھالی گئی تھی اور اس وقت چونکہ اس کا کوئی نشان باقی نہ تھا اس لئے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور

حضرت اسماعیل علیہ السلام کو تعمیر کعبہ مقدسہ کا حکم ہوا۔

وَ عَهِدْنَآ اِلٰٓى اِبْرٰهٖمَ وَ اِسْمٰعِيْلَ اَنْ طَهِّرَا بَيْتِىَ لِلطَّآئِفِيْنَ وَ الْعٰكِفِيْنَ وَ الرُّكَّعِ السُّجُوْدِ۝

(پارہ ۱، سورۃ البقرہ، آیت ۱۲۵)

اور ہم نے تاکید فرمائی ابراہیم و اسماعیل کو کہ میرا گھر خوب ستھرا کرو طواف والوں اور اعتکاف والوں اور رکوع و سجود والوں کے لئے۔

جیسا کہ اوپر ذکر ہوا ہے کہ طوفانِ نوح علیہ السلام سے پہلے بحکم ربِ ذوالجلال عمارت کعبہ مقدسہ ملائکہ کرام اُٹھا کر آسمان پر لے گئے تھے مگر باوجود صحیح جگہ معلوم نہ ہونے کے لوگ اپنے اندازہ سے یہاں برکت کے لئے آتے تھے اور اُن کی دعائیں شرفِ قبولیت پاتی تھیں۔

کعبہ مقدسہ کی نشاندہی کے طور پر اللہ رب العزت نے بادل کا ایک ٹکڑا بھیجا کہ اس کے سایہ سے کعبہ مقدسہ کی حد مقرر کی جائے چنانچہ حضرت جبرائیل علیہ السلام کی رہنمائی میں آپ نے کعبہ مقدسہ کی بنیاد یہاں تک کھودی کہ بنیادِ حضرت آدم علیہ السلام ظاہر ہوگئی اور اسی بنیاد پر آپ نے عمارت کی تعمیر شروع کی۔ کعبہ مقدسہ کی دیوار بنانے والے سیدنا خلیل علیہ السلام اور گارا دینے والا سیدنا اسماعیل علیہ السلام تھے۔ عمارت کا نقشہ اس طرح تھا

طول	رکن اسود سے رکن شامی تک	۳۲ ہاتھ
	رکن غربی سے رکن یمانی تک	۳۱ ہاتھ
عرض	رکن شامی سے رکن غربی تک	۲۱ ہاتھ
	رکن یمانی سے حجر اسود تک	۲۰ ہاتھ

اس وقت کعبہ مقدسہ مستطیل شکل ہی تھا بلکہ طول و عرض کی مقابل دیواروں میں بھی معمولی تھا۔

کعبہ کے اندر تحفے اور نذرانے وغیرہ کے لئے ایک خزانہ بھی بنایا گیا اور دروازہ زمین کے برابر رکھا گیا جب کعبہ کی دیواریں اونچی ہوگئیں تو آپ نے اپنے فرزند ارجمند حضرت اسماعیل علیہ السلام سے فرمایا ہمارے لئے کوئی پتھر لاؤ جس پر کھڑے ہو کر دیوار بنائی جائے۔

زہرۃ الریاض میں ہے کہ جب اسماعیل علیہ السلام اپنے والد ماجد کے فرمان کے مطابق مناسب پتھر کی تلاش میں نکلے تو جبل ابو قبیس (جو امر الٰہی کے تحت خراسان سے وہاں لایا گیا تھا) سے آواز آئی میرے اندر آپ کی ایک امانت ہے آپ

پہاڑ کے قریب تشریف لے گئے تو حجر اسود (جو کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے طوفانِ نوح کے وقت اس پہاڑ میں بطور امانت رکھا تھا) اور پتھر مقامِ ابراہیم علیہ السلام دونوں کو حضرت اسماعیل علیہ السلام کے سپرد کر دیا آپ دونوں پتھر لے کر جب والد گرامی قدر کے پاس آئے تو سیدنا خلیل علیہ السلام نے حجر اسود کو تو دروازہ کے قریب دیوار میں لگا دیا اور بڑے پتھر پر کھڑے ہو کر دیواروں کی تعمیر شروع کی۔

مقامِ ابراهیم

یہ وہ عظیم المرتبت پتھر ہے جو مقامِ ابراہیم کے مقدس نام سے مشہور ہے سبحان اللہ! جد الانبیاء حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قدوم میمنت لزوم کی کیا منفرد شان ہے کہ دیوار کی تعمیر ہو رہی ہے دیوار جتنی اونچی ہوتی جا رہی ہے امر الٰہی کے تحت وہ پتھر یعنی مقام ابراہیم علیہ السلام بھی اتنا ہی اونچا ہوتا جا رہا ہے اور اس پتھر پر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قدموں کے نشانات ثبت ہو گئے اسی پتھر کے متعلق رب تعالیٰ نے قرآن حکیم میں فرمایا

وَ اتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰھٖمَ مُصَلًّی ؕ (پارہ ۱، سورۃ البقرہ، آیت ۱۲۵)

اور ابراہیم کے کھڑے ہونے کی جگہ کو نماز کا مقام بناؤ۔

مقامِ ابراہیم آج بھی مطافِ کعبہ میں موجود ہے جس کے ارد گرد شیشے کا حلقہ اور اس کے باہر سنگ مرمر کی جالیاں ہیں۔

فائده

جد الانبیاء حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قدوم میمنت لزوم کی یہ شان ہے کہ وہ پتھر قیامت تک امت مسلمہ کے لئے جائے نماز بنا دیا گیا تو حضور خاتم النبیین حبیب خدا ﷺ کے پائے مقدس (جو عرشِ معلیٰ سے اوپر مع پاپوش تشریف لے گئے) جہاں جہاں ثبت ہوئے ان مقامات کی کیا عظمت و رفعت ہو گی کسی نے کیا خوب کہا ہے

آرزو دارم کہ خاکِ آں قدم — طوطیائے چشم سازم دم بدم

پانچ پہاڑوں کے پتھر

ایک مشہور روایت کے مطابق حضرت خلیل اللہ علیہ السلام نے حکم الٰہی کے تحت کعبہ مقدسہ کی تعمیر کے دوران پانچ پہاڑوں کے پتھر استعمال کئے۔ ”طور، سینا، لبنا، جودی، حرا“ ان پہاڑوں کے پتھر ملائکہ کرام کے ذریعہ مکہ مکرمہ میں لائے گئے۔

اہل بصیرت فرماتے ہیں ظاہری کعبہ پانچ پہاڑوں سے تعمیر ہوا اسی طرح باطنی کعبہ (قلب مومن) کی تعمیر بھی اسلام کے عظیم پانچ ارکان (کلمہ، نماز، روزہ، زکوۃ، حج) سے مکمل ہوتی ہے اور اگر بندگانِ خدا اس عمارتِ کعبہ مقدسہ کی طرف متوجہ ہو کر دن میں پانچ نمازیں ادا کریں گے تو ان کو ان پانچ پہاڑوں کے برابر ثواب عطا ہو گا۔

وَ اِذْ یَرْفَعُ اِبْرٰھٖمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَیْتِ وَ اِسْمٰعِیْلُ ؕ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا ؕ اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ

(پارہ ۱، سورۃ البقرہ، آیت ۱۲۷)

اور جب اٹھاتا تھا ابراہیم اس گھر کی نیویں اور اسمٰعیل یہ کہتے ہوئے کہ اے رب ہمارے ہم سے قبول فرما بیشک تو ہی ہے سنتا جانتا۔

چنانچہ ۹ ہاتھ کی بلندی پر خانہ کعبہ کی چھت مکمل ہو گئی اور عالی مرتبت باپ بیٹے نے بارگاہِ ایزدی میں اپنی مناجات پیش کی

رَبَّنَا وَ اجْعَلْنَا مُسْلِمَیْنِ لَکَ وَ مِنْ ذُرِّیَّتِنَاۤ اُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّکَ ۪ وَ اَرِنَا مَنَاسِکَنَا وَ تُبْ عَلَیْنَا ۚ اِنَّکَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ ○ (پارہ ا سورۃ البقرہ، آیت ۱۲۸)

اے رب ہمارے اور کر ہمیں تیرے حضور گردن رکھنے والے اور ہماری اولاد میں سے ایک امت تیری فرمانبردار اور ہمیں ہماری عبادت کے قاعدے بتا اور ہم پر اپنی رحمت کے ساتھ رجوع فرما بیشک تو ہی ہے بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان۔

کعبہ مقدسہ کی تولیت

کعبہ مقدسہ کی تعمیر کی تکمیل کے بعد دونوں (باپ بیٹا) نے طوافِ کعبہ ادا کیا اور مناسک حج ادا کئے پھر باپ نے اس مبارک مکان کی تولیت اپنے سعادت مند فرزند کے زرع علاقہ کو دیکھ کر سرزمین شام کا تصور کیا اور بے اختیاری میں اولاد اسمٰعیل علیہ السلام کے لئے بارگاہِ احدیث میں نہایت رقت قلب کے ساتھ دست بدعا ہوئے۔

دعوتِ ابراھیمی

اسی وقت وحی نازل ہوئی کہ اے ابراہیم تمام دنیا کو کعبہ مقدسہ کی زیارت اور حج کی دعوت دو

وَ اَذِّنْ فِی النَّاسِ بِالْحَجِّ یَاْتُوْکَ رِجَالًا وَّ عَلٰی کُلِّ ضَامِرٍ یَّاْتِیْنَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ

(پارہ ۱۷، سورۃ الحج، آیت ۲۷)

اور لوگوں میں حج کی عام ندا کر دے وہ تیرے پاس حاضر ہوں گے پیادہ اور ہر دبلی اونٹنی پر کہ ہر دور کی راہ سے آتی ہیں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بارگاہ احدیث میں عرض پیش کی کہ اس جنگل بیابان کوہستان میں میری آواز کہاں تک پہنچے گی۔ خطاب باری تعالیٰ ہوا کہ تمہارا کام آواز دینا ہے اور تمام نسل انسانی کو آواز پہنچانا میری قدرت کا کام ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کوہ ابوقبیس پر چڑھ کر بحکم احکم الحاکمین نسل انسانی کو زیارتِ کعبہ مقدسہ اور حج کی دعوت دی تو جن کے مقدر میں حج ہے انہوں نے باپوں کی پشتوں اور ماؤں کے بطنوں سے جواب دیا

لبیک اللھم لبیک

برہان المفسرین حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت فرمائی کہ تمام عالم انسانیت کے بسنے والوں نے اور جو لوگ رحم مادر یا صلب پدر میں تھے نے آپ کی دعوت پر لبیک کہا اور کہا گیا ہے کہ جس نے جتنی بار لبیک کہا وہ اتنی بار حج کی سعادت حاصل کرے گا۔

دعائے خلیل علیہ السلام

تعمیر کعبہ کی تکمیل کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جب بحکم احکم الحاکمین "وَ اَذِّنْ فِی النَّاسِ بِالْحَجِّ" کی تعمیل میں نسلِ انسانی کو حج بیت اللہ شریف کی دعوت دی اور نسل انسانی "لبیک اللھم لبیک" کے ساتھ حج کی سعادت حاصل کرنے کا اقرار کیا تو آپ کے دل میں خیال گزرا کہ جب لوگ حج کرنے آئیں گے تو کوئی مناسک حج سکھانے والا بھی ضرور چاہیے تو نہایت عاجزی کے ساتھ بارگاہ ارحم الرحمین میں عرض پیش کی

رَبَّنَا وَ ابْعَثْ فِیْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِكَ وَ یُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ وَ یُزَكِّیْهِمْ ؕ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ۠ (پارہ ۱، سورۃ البقرہ، آیت ۱۲۹)

اے رب ہمارے اور بھیج ان میں ایک رسول انہیں میں سے کہ ان پر تیری آیتیں تلاوت فرمائے اور انہیں تیری کتاب اور پختہ علم سکھائے اور انہیں خوب ستھرا فرمادے بیشک تو ہی غالب حکمت والا۔

مقامِ غور ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا کس قدر بسیط اور جامع ہے کہ اے مولائے کائنات ان لوگوں میں ایک جلیل القدر باعظمت اور ارفع واعلیٰ رسول بھیج حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اس دعا کی بسط و جامعیت کا اندازہ کرنا نہایت مشکل امر ہے مثلاً لوگ حافظ سے قرآن پڑھتے ہیں، قاری سے قرأت سیکھتے ہیں، عالم سے معانی معلوم کرتے ہیں اور مرشد سے اس کے اسرار تک پہنچتے ہیں لیکن آپ نے ایسی جامع و بسیط دعا فرمائی کہ یہ تمام فیوض بلکہ مزید بیشمار فیوض ایک ہی آخرالزمان میں ہوں۔

چنانچہ آپ کی مقبول کے نتیجہ میں عزیز الحکیم خالق نے امت مسلمہ کو وہ سب کچھ رحمۃ للعالمین ﷺ کی صورت میں عطا فرما دیا

لَقَدۡ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الۡمُؤۡمِنِيۡنَ اِذۡ بَعَثَ فِيۡهِمۡ رَسُوۡلًا مِّنۡ اَنۡفُسِهِمۡ يَتۡلُوۡا عَلَيۡهِمۡ اٰيٰتِهٖ وَ يُزَكِّيۡهِمۡ وَ يُعَلِّمُهُمُ الۡكِتٰبَ وَ الۡحِكۡمَةَ ۚ وَ اِنۡ كَانُوۡا مِنۡ قَبۡلُ لَفِىۡ ضَلٰلٍ مُّبِيۡنٍ (پارہ ۴، سورۃ آل عمران، آیت ۱۶۴)

بے شک اللہ کا بڑا احسان ہوا مسلمانوں پر کہ ان میں انہیں میں سے ایک رسول بھیجا جو ان پر اس کی آیتیں پڑھتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب وحکمت سکھا تا ہے اور وہ ضرور اس سے پہلے کھلے گمراہی میں تھے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ندا اور دعا سے فراغت پانے کے بعد اپنے لخت جگر حضرت اسماعیل علیہ السلام کو کعبہ مقدسہ کا متولی مقرر کیا اور خود ملک شام میں تشریف لے گئے دوسرے سال حضرت اسحاق علیہ السلام اور حضرت سارہ کی معیت میں مکہ معظّمہ یا کعبہ مقدسہ تشریف لائے اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کی پُرخلوص مہمانداری میں رہے اس کے بعد حضرت اسحاق علیہ السلام ہر سال مکہ مشرفہ تشریف لاتے رہے اور حج کی سعادت سے مشرف ہوتے رہے۔

تاریخ کعبہ مقدسہ

سیدنا حضرت آدم علیہ السلام کے بعد کعبہ مقدسہ کی پہلی تعمیر انسانی ہاتھوں سے حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے اپنے فرزند ارجمند حضرت اسماعیل علیہ السلام کے ساتھ مل کر کی۔

تعمیر بنو جرھم

حضرت اسماعیل علیہ السلام کے بعد خانہ کعبہ کی تولیت قبیلہ بنو جرہم کے پاس آ گئی تو تعمیر پرانی ہونے کی وجہ سے بنو جرہم نے کعبہ مقدسہ کی تعمیر کی۔

تعمیر قصیٰ ابن کلاب

اس جنگ کے نتیجہ میں کعبہ مقدسہ کی تولیت پھر بنو اسماعیل کے پاس آ گئی تو تیسری دفعہ قصیٰ ابن کلاب (حضور ﷺ کے پانچویں دادا) نے کعبہ مقدسہ کی تعمیر کی۔

غلافِ کعبہ

حضور اکرم ﷺ کے زمانہ سے تقریباً ایک ہزار سال قبل شاہ یمن تبع حمیری نے کعبہ مقدسہ کے چاروں طرف سیاہ رنگ کا ریشمی غلاف چڑھایا یہ رسم اس کے بعد بھی جاری رہی حتیٰ کہ اسلام کے بعد بھی نبی کریم ﷺ نے قباطی کا پردہ

چڑھایا اس کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی غلاف چڑھایا اس کے بعد تمام حکمران غلاف چڑھاتے رہے۔ ۱۰۴۰ میں سلطان مراد نے ایک نفیس غلاف مصر سے تیار کرایا جس میں سنہری پٹکا لگایا اور کلمہ "لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ" لکھوایا اور ایک طرف سلطان کا نام لکھا گیا۔ اس کے بعد ہمیشہ حج کے موقع پر غلاف مصر سے بنا کر آتا رہا۔ ۱۳۸۲ھ میں غلافِ کعبہ لاہور سے تیار کیا گیا اور اب مکہ معظّمہ میں ہی تیار ہے غلافِ کعبہ کی پٹی سولہ ٹکڑوں میں ہے جس کی کُل لمبائی ۶۱ میٹر اور چوڑائی ۹۴ سینٹی میٹر ہے۔

چوتھی تعمیر قریش مکہ نے اُس وقت کی جب حضور اکرم ﷺ کی عمر مبارک ۳۵ سال تھی۔

۱۷ھ میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ نے مطاف کو وسیع کیا روشنی کا انتظام کیا دروازے تعمیر کرائے اور ڈیم بنایا تاکہ سیلاب کا پانی اندر داخل نہ ہو۔

۲۶ھ میں حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی مطاف کو مزید وسیع کیا اور کچھ دوسری تعمیرات بھی کرائیں۔

تعمیر عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

پانچویں تعمیر حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کعبہ کو تعمیر ابراہیمی پر مکمل کیا اور حطیم کو بھی شامل عمارت کرلیا یمن سے خوشبودار مٹی منگوا کر گارے میں استعمال کی دیواروں کو مزید وسیع کیا دیواروں کے باہر مشک وعنبر سے کھگل کی اور نہایت قیمتی ریشمی غلاف چڑھایا اور قریبی مکانات خرید کر مطاف کو مزید وسیع کیا۔

۷۴ھ میں حجاج بن یوسف کی سنگ باری کے نتیجہ میں کعبہ مقدسہ کی عمارت کو سخت نقصان پہنچا تو عبدالملک اموی نے کعبہ کی ازسرِنو تعمیر کی اور بنیاد پھر سے تعمیر قریش کے مطابق کردی اور دروازہ زمین سے کافی اونچا کردیا اور اس کے کواڑوں کو چاندی کے پتروں سے مزین کیا پرنالہ (میزاب رحمت) بھی پیتل کا لگوایا یہ چھٹی تعمیر تھی۔

خلیفہ ہارون الرشید نے پرانے پتروں کو اتروا کر سونے کے پتروں سے سجایا، کنڈے اور کیلیں بھی لگوائیں اس کا خیال تھا کہ خانہ کعبہ شہید کر کے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تعمیر کے مطابق کردیا جائے لیکن علماء کے منع کرنے پر رک گیا کیونکہ باربار گرانا اور بنانا کھیل بن جائے گا۔

خلفیہ متوکل علی اللہ کے زمانہ میں چوکھٹ کی لکڑی کرم خوردہ ہوگئی تو اس پر چاندی کے پترے چڑھائے۔

۱۶۱ھ میں خلیفہ مہدی بن منصور نے مسجد کو وسیع کردیا اور برآمدہ بھی تعمیر کرایا۔

۱۶۱ھ میں خلیفہ مہدی بن منصور نے کعبہ کے شمالی اور مشرقی حصہ کو تعمیر کرایا پھر جنوب کی طرف بھی توسیع کی اس

طرح کعبہ شریف عین وسط میں آ گیا۔

۳۰۶ھ میں خلیفہ مقتدر باللہ نے باب ابراہیم کی طرف وسیع کرایا۔

۸۰۳ھ میں کعبہ مقدسہ میں آگ لگنے کی وجہ سے چھتیں اور کچھ عمارت شہید ہو گئیں تو سلطان ناصر نے عمارت کو ازسرنو تعمیر کرایا۔

۹۵۹ھ میں خلیفہ سلیمان اعظم ثانی نے میزاب رحمت کا پرنالہ چاندی کا بنوا کر لگوایا۔

۹۷۹ھ میں سلطان سلیم عثمانی نے عمارت میں چھتوں کو ازسرنو تعمیر کرایا گنبدوں کا اضافہ کرایا جو آج بھی موجود ہیں۔

۱۰۴۰ھ میں سلطان مراد عثمانی کے زمانہ میں عمارت بہت کہنہ ہو گئی تھی اس لئے اس نے عمارت شہید کر کے تعمیر قریش کے مطابق بہترین تعمیر کرائی اور سنگ مرمر کا فرش لگوایا چھت کے اندر نفیس مخملی چھت گیری لگوائی اور نفیس ریشمی سیاہ پردہ تمام عمارت کے باہر لگوایا کلمہ "لاالہ الا اللہ محمد رسول اللہ ﷺ" لکھا اور دوسری طرف سنہری پٹکا پر سلطان کا نام لکھایا موجودہ عمارت وہی ہے۔

۱۰۶۰ھ میں سلطان عبدالمجید عثمانی نے (میزاب رحمت) سونے کا پرنالہ لگوایا جس نتیجے میں سبز رنگ کا سنگ مرمر لگوایا آج تک وہی پرنالہ ہے۔ مشہور ہے کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی قبر یہیں پر ہے اور رکن عراقی کی طرف حضرت ہاجرہ کی قبر ہے یہاں سبز رنگ کا سنگ مرمر لگا ہوا ہے۔

۱۳۷۳ھ میں سعودی حکومت نے چھت ہٹا کر نئی چھت بنوائی اور سونے چاندی کا استعمال ممنوع قرار دیا یہ کعبہ مقدسہ کی تیرہویں تعمیر ہے جو آج موجود ہے۔ ۱۳۷۵ھ میں صفا و مروہ کی سڑک بنوائی تا کہ سعی آسان ہو جائے اور زیادہ رش نہ ہو۔ دوسری منزل پر جانے کے لئے سیڑھیاں بنائی گئیں نیچے سڑک میں سولہ دروازے بنائے گئے اور آب زم زم کے انتظام کو بہتر بنایا گیا۔

مولا علی نے واری تیری نیند پر نماز
اور وہ بھی عصر جو سب سے اعلیٰ خطر کی ہے

حل لغات

خطر، ڈر، آفت، مشکل، یہاں بھی شرف۔

شرح

سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہاں بھی صرف آپ (ﷺ) کی نیند پر نماز قربان کردی اور وہ بھی عصر جو تمام نمازوں میں اعلیٰ شان والی ہے کہ جس کی قضا پر بانسبت دوسری نمازوں کے زیادہ وعید سنائی گئی ہے۔

فائدہ

یہ اس واقعہ کی طرف اشارہ ہے کہ خیبر سے واپسی میں منزل صہبا پر نبی کریم ﷺ نے نمازِ عصر پڑھ کر مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے نواز پر سر اقدس رکھ کر آرام فرمایا مولیٰ علی نے نماز نہ پڑھی تھی آنکھ سے دیکھتے رہے کہ وقت جاتا ہے مگر صرف اس خیال سے کہ زانو سر کاؤں تو شاید حضور اکرم ﷺ کے خواب مبارک میں خلل آئے جنبش نہ کی یہاں تک کہ آفتاب غروب ہوگیا اور خطر بمعنی شرف نمازِ عصر صلوٰۃ واسطے ہے کہ سب نمازوں سے افضل واعلیٰ ہے۔

حضور اکرم ﷺ آرام سے اُٹھے مولیٰ نے اپنی نماز کا حال عرض کیا حضور اکرم ﷺ نے حکم دیا فوراً ڈوبا ہوا آفتاب پلٹ آیا۔ عصر کا وقت ہوگیا مولا علی نے نماز ادا کی آفتاب ڈوب گیا۔ مزید تفصیل کے لئے فقیر کی تصنیف ''معجزہ رد الشمس'' کا مطالعہ کیجئے۔

دلیل دوم حج میں حضور اکرم ﷺ کی حاضری اصل اور حج اس کے طفیل ہے اس کی پہلی دلیل تو وہی ہے کہ اگر حضور اکرم ﷺ تشریف نہ لاتے تو نہ کعبہ ہوتا نہ حج تو یہ قاعدہ ہے کہ حج کا سبب ہی حضور اکرم ﷺ ہی ہیں یوں سمجھئے کہ جیسے بیٹے کے وجود کا سبب باپ ہے باپ نہ ہوتا تو بیٹے کا وجود بھی نہ ہوتا اسی لئے ماننا پڑیگا کہ حضور اکرم ﷺ سبب کائنات ہیں اس میں کعبہ بھی اور اس کا حج بھی پہلی دلیل عمومی تھی اب دوسری دلیل قائم فرمائی وہ یہی کہ سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور اکرم ﷺ کی نیند کی وجہ سے نماز قضا کردی اور وہ بھی عصر کی نماز جو پانچوں نمازوں میں سے اکثر ائمہ کے نزدیک سب سے اہم ہے۔

صدیق بلکہ غار میں جان اس پہ دے چکے
اور حفظ جاں تو جان فروضِ غرر کی ہے

حل لغات

غرر بالضم جمع اغر بمعنی روشن تر یعنی جاں کا رکھنا سب فرضوں سے اہم ہے لیکن صدیق اکبر نے حضور اکرم ﷺ کی تکلیف کے مقابل اس کا بھی خیال نہ کیا۔

شرح

صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے غارِ ثور شریف میں حضور اکرم ﷺ کی نیند پر اپنی جان قربان کر دی کہ غار ثور میں اپنے کپڑے پھاڑ پھاڑ کر تمام سوراخ بند کر دیئے ایک سوراخ باقی رہا اس میں پاؤں کا انگوٹھا رکھ دیا اور حضور اکرم ﷺ کو باہر سے بلایا۔ آپ نے ان کے زانو پر سر اقدس رکھ کر آرام فرمایا اسی غار میں ایک سانپ مشتاق زیارتِ اقدس رہتا تھا اپنا سر صدیق کے پاؤں پر ملا انہوں نے اس خیال سے کہ جان جائے لیکن محبوب کی نیند میں خلل نہ آئے پاؤں نہ ہٹایا آخر اس سانپ نے آپ کا پاؤں کاٹ لیا ہر سال وہ زہر عود کرتا آخر اسی سے صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شہادت پائی۔

فائدہ

حضور اکرم ﷺ کے آرام میں صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خلل نہ ڈالا لیکن سانپ کے زہر کی شدت سے جب صدیق اکبر کے آنسو چہرۂ اقدس پر گرے چشم مبارک کھلی صدیق نے حال عرض کیا لعابِ دہن اقدس لگا دیا فوراً آرام ہوگیا بارہ برس بعد اسی سے شہادت پائی۔

ہاں تو نے ان کو جاں انہیں پھیر دی نماز
پروہ تو کر چکے تھے جو کرنی بشر کی ہے

شرح

مذکورہ دونوں دلیلوں پر اعتراض وارد ہوتا ہے کہ سیدنا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نماز تو قضا نہیں ہوئی بلکہ ان کے لئے سورج لوٹا کر نماز ادا کرادی گئی ایسے ہی سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ زندہ رہے ان کا جان قربان کر دینا تو تب ثابت ہوتا جب وہ وفات پا جاتے اس کے جواب میں شعر مذکور میں فرمایا کہ یہ بھی حضور اکرم ﷺ کا عظیم احسان ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جان بخش دی لیکن اصل مقصد تو یہ ہے کہ وہ اپنی طرف سے جو کچھ کرنا تھا کر چکے اور اسی عقیدہ کو مضبوط تر بنا دیا کہ حضور اکرم ﷺ اصل ہیں اور ادائیگی عباداتِ الٰہیہ فرع۔

امورِ تشریعیہ کا اختیار

اس شعر میں امام اہل سنت نے اس عقیدہ کا اظہار اور ساتھ ہی سابق مضمون کے دلائل شامل فرما کر کمال کر دیا کہ عقیدوں کو ایک قسم کے دلائل سے ثابت فرما دیا۔

ثابت ہوا کہ جملہ فرائض فروع ہیں
اصل الاصول بندگی اُس تاجور کی ہے

شرح

ان دلائل سے ثابت ہوا کہ جملہ عبادات وفرائض (وغیرہ) فروع ہیں اصل تمام اصول حضور اکرم ﷺ کی غلامی اور نیازمندی ہے۔

فائدہ

نبی کریم ﷺ کی بندگی یعنی خدمت وغلامی بھی خدا ہی کا فرض ہے مگر یہ فرض سب فرائض سے اعظم واہم ہے جیسا کہ صدیق اکبرو مولیٰ علی نے عمل کر کے جتا دیا اور اللہ و رسول نے اسے مقبول رکھا۔ (حاشیہ حدائق)

مزید دلائل

امام اہل سنت رحمہ اللہ تعالیٰ نے اختصار کے پیش نظر دو دلیلوں پر اکتفا فرمایا ہے احادیث کے مطالعہ سے اس قسم کے بے شمار دلائل پیش کئے جا سکتے ہیں۔ فقیر چند مزید دلائل کا اضافہ کرتا ہے تاکہ عقیدہ مذکورہ مضبوط تر ہو۔

طوافِ کعبہ

صلح حدیبیہ کے موقع پر سیدنا عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کفار نے کہا کہ آپ طواف کریں لیکن عثمان غنی نے طواف نہ کیا بلکہ کہا کہ حضور اکرم ﷺ کے بغیر میں طواف نہ کروں گا۔

تحویل قبلہ

رسول اللہ ﷺ پہلے مکہ میں کعبہ کی طرف نماز پڑھا کرتے تھے۔ ہجرت کے بعد بحکم الٰہی بنا بر حکمت و مصلحت وقت بیت المقدس آپ کا قبلہ مقرر ہوا چنانچہ آپ نے سولہ یا سترہ ماہ بیت المقدس کی طرف نماز پڑھی یہود آپ پر طعن کیا کرتے تھے کہ محمد (ﷺ) ہماری مخالفت کرتے ہیں مگر قبلہ میں ہمارے تابع ہیں اس لئے آپ کی یہ آرزو رہی کہ ملت ابراہیمی کی طرح میرا قبلہ بھی ابراہیمی ہی ہو اللہ تعالیٰ نے آپ کی یہ آرزو پوری کر دی۔

قَدْ نَرٰی تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَآءِ ۚ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰهَا ۚ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۚ وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ شَطْرَهٗ ۚ (پارہ ۲، سورۃ البقرہ، آیت ۱۴۴)

ہم دیکھ رہے ہیں بار بار تمہارا آسمان کی طرف منہ کرنا تو ضرور ہم تمہیں پھیر دیں گے اس قبلہ کی طرف جس میں تمہاری

خوشی ہے ابھی اپنا منہ پھیر دو مسجد حرام کی طرف اور اے مسلما نو تم جہاں کہیں ہو اپنا منہ اسی کی طرف کرو۔

اس تحویل کی کیفیت یہ ہے کہ نصف رجب یوم دوشنبہ یا نصف شعبان یوم سہ شنبہ کو حضور اکرم ﷺ مسجد بنی سلمہ میں نمازِ ظہر پڑھا رہے تھے تیسری رکعت کے رکوع میں تھے کہ وحی الٰہی سے آپ نے نماز ہی میں کعبہ کی طرف رُخ کرلیا اور مقتدیوں نے بھی آپ کا اتباع کیا۔

تبصرہ اُویسی غفرلہ

نماز ایک اہم عبادت ہے اور قبلہ رُخ اس کا رکن اعظم لیکن صحابہ کرام نے قبلہ کو چھوڑ کر آپ کے ساتھ ادھر منہ کرلیا جدھر حضور اکرم ﷺ نے رُخ مبارک پھیرا تو اللہ تعالیٰ نے انہیں زندگی میں ہی بہشت کا ٹکٹ عطا فرمادیا اسی لئے وہ عشرہ مبشرہ کے نام سے مشہور ہیں۔

شر خیر شور سور شرر دور نار نور
بشریٰ کہ بارگاہ یہ خیرالبشر کی ہے

حل لغات

بشریٰ،خوشخبری

شرح

یہاں حاضر ہو کر شر خیر سے بدل جاتا ہے اور غم والم کا شور سور یعنی خوشی وشادی ہو جاتا ہے اور غم وگناہ کے شر دور ہو جاتے ہیں خلاصہ یہ کہ یہاں کی حاضری نور علیٰ نور ہو جاتی ہے۔

یُبَدِّلُ اللّٰهُ سَیِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ ا (پارہ ۱۹،سورۃ الفرقان،آیت ۷۰)

تو ایسوں کی برائیوں کو اللہ بھلائیوں سے بدل دے گا۔

مجرم بلائے آئے ہیں جاؤک ہے گواہ
پھر رد ہو کب یہ شان کریموں کے در کی ہے

شرح

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا

وَ لَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَ اسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ

تَوَّابًا رَّحِيمًا ٥ (پارہ ۵،سورۃ النساء،آیت ٦٤)

اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب تمہارے حضور حاضر ہوں اور پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول ان کی شفاعت فرمائے تو ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں۔

تو قرآن عظیم خود گنہگاروں کو اپنے حبیب کے دربار میں بلا رہا ہے اور کریموں کی یہ شان نہیں کہ اپنے در پر بلا کر رد کریں۔

بد ہیں مگر انہیں کے ہیں باغی نہیں ہیں ہم
نجدی نہ آئے اس کو یہ منزل خطر کی ہے

شرح

اس شعر میں اپنے اور مخالف کے درمیان فرق ظاہر فرماتے ہیں کہ ہم کون ہیں مخالف کون۔ اس فرق کو دو لفظوں میں واضح فرمایا کہ وہ یہ کہ ہم اہل سنت الحمدللہ اپنے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے نمک حلال اور وفادار غلام ہیں اور مخالفین کے متعلق جملہ اہل اسلام اقراری ہیں کہ وہ اپنے نبی کریم ﷺ کی غلامی کو شرک سے تعبیر کرتے ہیں اسی لئے وہ اپنے آقا کے نمک حرام باغی ہیں اگر کوئی ان کی طرف داری کرتا ہے اس پر سوال ہے کہ یہ لوگ بالاصالۃ مدینہ پاک کی حاضری سے کیوں گھبراتے ہیں بلکہ براہ راست حاضری کو شرک کا فتویٰ کیوں صادر کرتے ہیں اس سے واضح ہوتا ہے کہ وہ باغی ہیں۔

تف نجدیت نہ کفر نہ اسلام سب پہ حرف
کافر ادھر کی ہے نہ ادھر کی ہے

حل لغات

تف (عربی، مؤنث) تھوک، منہ کی رات، نفرت کا کلمہ، لعنت، یہاں یہی مراد موزوں ہے۔ حرف، یہاں بمعنی عیب ہے۔

شرح

اس شعر میں نجدی کو باغی ہونے پر اسے لعن طعن کرتے ہیں افسوس ہے کہ اے نجدی وہابی اور دیوبندی تیری بغاوت پر تو اس وفادار نبی کریم ﷺ سے بغاوت کرتا ہے جو اپنی امت کے لئے دنیا و آخرت میں غمخوار و غمگسار ہیں۔ اب

تمہارا حال یہ ہے کہ تم ایسے غمخوار نبی کریم ﷺ کے کمالات کے منکر ہو کر ان کی ہر کمال بات میں لب کشائی کرتے ہو۔

حاکم حکیم داد و دوا دیں یہ کچھ نہ دیں
مردود یہ مراد کس آیت خبر کی ہے

شرح

اس شعر میں مخالف کا دو طریقوں سے رد فرمایا حکام مسعبہ کو داد دیتے ہیں، حکیم مریضوں کو دوا دیتے ہیں، وہابی بھی ان باتوں کو مانتے ہیں مگر حضور اکرم ﷺ کی نسبت اعتقاد رکھتے ہیں کہ حضور کچھ نہیں دیتے اگر غیر خدا سے کچھ مانگنا شرک ہے تو حاکم و حکیم سے داد یا دوا کا مانگنا کیوں نہ شرک ہوا اور اگر واسطہ عطائے خدا جان کر ان سے مانگنا شرک نہیں تو نبی ﷺ سے مانگنا کیوں شرک ہوا یہ ناپاک فرق کون سی آیت و حدیث میں ہے۔

شکل بشر میں نورالٰہی اگر نہ ہو
کیا اس قدر خمیرہ ماؤ مدر کی ہے

حل لغات

ماء، پانی، مدر، آب و گل (کلوخ) مٹی۔

شرح

یہ بھی سوال کا جواب ہے سوال یہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ اگر نورِ خدا ہیں تو بھی بشر کیوں اس کے جواب میں فرمایا کہ اگر نورِ خدا (محمد مصطفی ﷺ) اس صورت کو اختیار نہ فرماتا تو بشریت کو فضیلت کب نصیب ہوتی یہ صرف اور صرف بشریت کو آپ سے نسبت کی وجہ سے ملکوت وقدس سے بھی آپ کی بشریت کا مرتبہ بلند و بالا ہے بلکہ وہ ملکوت وقدس الٹا گویا شرما کر کہتے ہیں ''نور بشکل بشر''

چه نسبت عالم خاك را بعالم پاك

نورِ الٰہ کیا ہے محبت حبیب کی
جس دل میں یہ نہ ہو وہ جگہ خوک وخر کی ہے

حل لغات

خوک، بھیڑیا۔خر، گدھا۔

شرح

حضور نبی پاک ﷺ کی محبت ایمان کی جان ہے اور یہی نورِ خدا ہے اور ظاہر ہے کہ جس میں ایمان کا نور نہیں وہ قلب ویرانہ ہے اور ویرانہ میں ہی بھیڑیوں اور وحشی گدھوں کا بسیرا ہوتا ہے۔

ذکر خدا جو ان سے جدا چاہو نجدیو
واللہ ذکر حق نہیں کنجی سقر کی ہے

نجدیوں وہابیوں کا عقیدہ ہے کہ ذکر خدا میں ذکر رسول ﷺ کا اتصال شرک ہے یہاں تک کہ فتاویٰ نذیریہ میں لکھ دیا کہ ذکر کے وقت ''لا الٰہ الا اللہ'' کے ساتھ ''محمد رسول اللہ'' نہیں ملانا چاہیے اس کارد فرمایا کہ وہ ذکر جس میں رسول اللہ ﷺ کا ذکر نہ ہو وہ ذکر تو جہنم میں لے جائے گا اس لئے کہ ہنود و یہود اور جوگی اور نصاریٰ وغیرہم بھی اپنے زعم میں یادِ خدا کرتے ہیں مگر حضور اکرم ﷺ سے الگ ہو کر لہٰذا جہنمی ہوئے۔

بے ان کے واسطے کے خدا کچھ عطا کرے
حاشا غلط غلط یہ ہوس بے بصر کی ہے

حل لغات

حاشا (عربی) حرفِ تردید، پناہ، ہرگز نہیں، استثنا، مگر۔ بے بصر، اندھا۔

شرح

اس شعر میں بھی مخالفین کے اس عقیدہ کا رد ہے جو کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے وسیلہ کی ضرورت نہیں۔ اہل سنت کا مسلم عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم ﷺ کو جملہ اشیاء کا مالک ومختار بنایا ہے۔

فائدہ

ائمہ دین تصریح فرماتے ہیں کہ دنیا میں اور آخرت میں اور باطن میں جسم میں اور روح میں جو نعمت جو برکت جو خوبی روزِ ازل سے ابدالآباد تک جسے ملی اور ملتی ہے اور ملے گی اس سب میں واسطہ وقاسم محمد رسول اللہ ﷺ ہیں حضور ﷺ کے ہاتھ سے ملیں اور ملتی ہیں اور ملیں گی خود حضور اکرم ﷺ فرماتے ہیں

قاسم واللہ المعطی — دینے والا خدا ہے اور بانٹنے والا میں

اس کی مفصل شرح ''سلطنۃ المصطفیٰ فی ملکوت کل الوریٰ'' میں ہے۔ (حاشیہ حدائق)

شعر کا مطلب

حضور اکرم ﷺ کے وسیلہ واسطہ کے بغیر اللہ کسی کو کچھ عطا کرے ہرگز نہیں جس کا یہ عقیدہ ہو کہ آپ کے وسیلہ کی ضرورت نہیں یہ عقیدہ بالکل غلط ہے اور کسی دل کے اندھے کا اپنا نفسانی خیال ہے جو قرآن و احادیث اور اسلاف صالحین کے عقیدہ کے بالکل خلاف ہے۔

مقصود یہ ہیں کہ آدم و نوح و خلیل سے
تخم کرم ہیں ساری کرامت ثمر کی ہے

حل لغات

تخم کرم، کرم انگوم کا درخت۔ ثمر، پھل۔

شرح

مقصود کائنات تو آپ ہیں آدم و خلیل و نوح علیہم السلام کے وسیلہ حضور اکرم ﷺ ہیں اس لئے کہ انگور کے درخت کے بیج میں جو بزرگی ہے وہ پھل کی وجہ ہے اس معنی پر جتنی جسے کوئی بزرگی نصیب ہے تو وہ حضور اکرم ﷺ کا صدقہ ہے خواہ وہ آدم علیہ السلام ہوں یا ابراہیم علیہ السلام

اگر نہ نام محمد نیاوردے شفیع آدم　　نہ آدم یافتے توبہ نہ نوح از غرق نجینا

اسی لئے دوسرے مصرعہ میں فرمایا کہ جوام البشر یعنی بی بی حوا آپ کے روحانی پسر آدم (علیہ السلام) کی زوجہ ہیں۔

فائدہ

جیسے آدم علیہ السلام ابوالا جساد ہیں حضور اکرم ﷺ ابوالارواح ہیں۔ حضرت ابی بن کعب اور ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے مصاحف میں "وازواجه امهاتهم وهواب لهم" (روح البیان اردو، پارہ۲، صفحہ۴۴۰)

لطیفہ

آج کل دیوبندی خصوصیت سے امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خال المومنین کی اصطلاح گھڑی ہے جو بدعت بھی ہے اور غلط بھی۔ روح البیان میں اسی آیۃ کے تحت ہے جب ثابت ہوا کہ یہ امومت خاص ہے تو اس اعتبار سے ان کا قبیلہ بھی محرم نہیں مثلاً ان کی بنات کو اخوت المومنین نہ کہا جائے گا اور نہ ہی ان کی بہنوں کو خالات المومنین اور ان کے

بھائیوں کواخوان المومنین کہا جا سکتا ہے۔اسی لئے امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نکاح بی بی اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے ساتھ ہوا۔اگر یہ اصطلاح صحیح ہوتی تو ان کا بی بی اسماء کے ساتھ نکاح ناجائز ہوتا کیونکہ حضرت بی بی عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ماں ہیں تو بی بی اسماء حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی خالہ ہوئیں اور خالہ سے نکاح حرام ہے نہ ہی انہیں کسی نے خالۃ المومنین کہا۔اس سے خال المومنین کی اصطلاح غلط ٹھہری۔

ظاہر میں میرے پھول حقیقت میں میرے نخل
اس گل کی یاد میں یہ صدا ابوالبشر کی ہے

شرح

یہ شعراس حدیث شریف کی طرف اشارہ ہے جس میں مذکور ہے کہ آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام جب حضورﷺ کو یاد کرتے تو یوں کہتے

یا ابنی صورۃ و ابامی معنی. (مواہب لدنیہ)

اے ظاہر میں میرے بیٹے اور حقیقت میں میرے باپ

پہلے ہو ان کی یاد کہ پائے جلا نماز
یہ کہتی ہے اذان جو پچھلے پہر کی ہے

حل لغات

جلا(بالکسر) مصدر ہے جلاء تھا،اردو میں ہمزہ کے بغیر پڑھا لکھا جاتا ہے یہاں حاصل مصدر بمعنی روشنی وصفائی۔

شرح

اعلیٰ حضرت،امام اہل سنت محدث بریلوی قدس سرہ کے دور میں دونوں حرم شریف میں تہجد کے وقت سے مؤذن مناروں پر جاکر حضور اکرمﷺ پر صلوٰۃ وسلام بآواز بلند عرض کرتے رہتے ہیں تو نمازِ صبح سے پہلے حضور کی یاد ہوتی ہے جس سے نماز جلاوضیاء پاتی ہے جیسے فرض سے پہلے سنتیں۔

اذان سے قبل صلوۃ وسلام

حرمین طیبین میں ایسے ہی تمام اسلامی ممالک میں بہیئت کذائیہ صلوٰۃ وسلام کا سلسلہ سلطان صلاح الدین ایوبی

کے دور سے شروع ہوا اور اسی طریقہ دینقہ کو علمائے حرمین طیبین کے ائمہ اعلام نے سراہا چنانچہ صرف استاذ علماء الحرمین امام ابن حجر مکی رحمہ اللہ تعالیٰ کے فتویٰ کا صرف ایک حوالہ پیش کرتا ہوں مزید تفصیل و تحقیق فقیر کے رسالہ ''رجم الشیطان فی الصلوٰۃ والسلام'' اور ''اذان اور صلوٰۃ وسلام'' کا مطالعہ فرمائیے۔

استاذ الحرمین حضرت علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا

نعم ما فعل جزاه الله خير الجزاء . (فتاویٰ کبریٰ جلد اصفحہ ۱۲۱) خوب کیا انہیں اللہ تعالیٰ بہتر جزا دے۔

یہ ایسے ہے جیسے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیس تراویح پڑھنے اور پھر حفاظ کے پیچھے قرآن سننے کا طریقہ جاری کیا تو خود فرمایا

نعمت البدعة کیسی اچھی بدعت ہے

ان کے اس طریقہ سے مساجد میں رمضان المبارک میں حفاظ کا پڑھنا اور عوام کا قرآن سننا سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دیکھ کر فرمایا اللہ تعالیٰ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جزا دے کیا خوب اسلامی رونقیں ہیں۔

صلاح الدین ایوبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے اس کارنامے کو تمام فقہائے احناف شوافع وغیرہم رحمہم اللہ نے سراہا ملاحظہ شامی، طحطاوی، مراقی الفلاح، تاریخ الخلفاء وغیرہ وغیرہ لیکن تعصب کا بیڑا غرق ہو مسلمان نما پارٹیاں دشمنانِ اسلام کو خوش کرنے کے لئے اس طریقۂ خیر کو مٹانے میں ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے ہیں کیونکہ تاریخ شاہد ہے کہ صلاح الدین ایوبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا یہ طریقہ تمام ممالک اسلامیہ میں رائج ہوا اور اب بھی تمام ممالک اسلامیہ میں رائج ہے۔ سیاح حضرات سے پوچھئے کہ مصر، شام، اردن، بغداد و دیگر اکثر ممالک میں یہ طریقہ تا حال رائج ہے یہاں تک کہ ترک سلاطین کے دور تک یہ سلسلہ زوروں پر رہا۔

اسلام کا پرانا دشمن انگریز کیا جا چاہتا تھا وہی جو تاریخ کہتی ہے کہ دنیائے اسلام پر دو بڑے کٹھن وقت آئے ایک وہ جب تاتاریوں نے مسلم ممالک کو ایک سرے سے دوسرے سرے کو روند ڈالا دوسرا جب پہلی عالمی جنگ کے بعد یورپی اقوام نے سارے مسلم ممالک پر تسلط جما لیا تھا اس جنگ میں جرمن اور ترک شکست کھا گئے تھے۔ ان دنوں برطانیہ بہت طاقتور تھا آج امریکہ کو بھی وہ اقتدار حاصل نہیں برطانوی وزیر اعظم اس بات پر تلا ہوا تھا کہ ترکی نام کا کوئی ملک روئے زمین پر باقی نہ رہے بظاہر اس کی خواہش کے رستہ میں کوئی رکاوٹ نہ تھی مگر اللہ تعالیٰ کی مدد سے اتاترک نے موجودہ ترکی بچالیا۔ (نوائے وقت ۲۴ جولائی ۱۹۸۹ء)

درود وسلام کا پہلا دشمن

یہ بھی تاریخ گواہ ہے کہ برطانیہ کی شہ پر نجدیوں نے حرمین طیبین پر قبضہ جمایا اور یہ بھی سب کو یقین ہے کہ نجدی نے ترکوں کے تمام جاری کردہ پروگرام مٹائے تاکہ آقائے برطانیہ کو تسلی ہو کہ واقعی نجدی حکومت وفادار ہے مثلاً قبے ڈھائے، حرم کے چار مصلے بند کرائے، تبرکات کو ایک ایک کر کے مٹایا۔ من جملہ ان کے درود وسلام پڑھنے کو نہ صرف روکا بلکہ مؤذن کو شہید کرادیا چنانچہ الدرر السنیہ صفحہ ۴۵ میں ہے

وکان ینهی عن الصلوٰة علی النبی ﷺ وینادی من سماعها وینهی عن الجهر بها علی المنائر ویوذی من یفعل ذلک ویعا قبه اشد العقاب حتی انه قتل رجلا اعمی کان موذنا صالحا ذا صوت حسن نهاه عن الصلوٰة علی النبی ﷺ فی المنارة بعد الاذان فلم بینة واتی بالصلوٰة علی النبی ﷺ فامر بقبلة فقتل ثم قال ان الربابة فی بیت الخاطئة یعنی الزانیة اقل اثما مما ینادی بالصلوٰة علی النبی ﷺ فی المنائر

محمد بن عبدالوہاب نجدی نبی پاک ﷺ پر درود پڑھنے سے روکتا بلکہ جہاں سے درود کی آواز سن پاتا دکھی ہوتا۔ مناروں پر درود وسلام پڑھنے سے روکتا تھا اور اس آواز اذان صلوٰۃ وسلام پر مؤذن کو سخت سزا دیتا یہاں تک کہ اس نے ایک نابینا خوش آواز بہتر اذان پڑھنے والے کو شہید کردیا۔ جب اسے روکا کہ منارہ پر اذان کے وقت صلوٰۃ وسلام نہ پڑھا کر وہ موذن اس سے باز نہ آیا تو اسے شہید کرادیا اور کہتا کنجری کے گھر کی ڈھولک کی آواز میناروں پر درود وسلام کی آواز سے بہتر ہے۔

فائدہ

یہ کتاب مفتی مکہ محدث احمد دحلان شافعی مکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی لکھی ہوئی ہے۔

اہل اسلام خود فیصلہ فرمائیں کہ سلطان صلاح الدین ایوبی کا اجرائے درود وسلام اور محمد بن عبدالوہاب نجدی کی درود وسلام دشمنی میں آپ حضرات کو کون سی ادا پسند ہے اور ساتھ ہی فیصلہ کرنا بھی لازمی ہے کہ ان میں گمراہ کون ہے اور ہدایت پر کون؟

فیصلہ از اہل سنت

ہم اہل سنت حضرت سلطان صلاح الدین ایوبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو علاوہ دیگر کارناموں کے اس کارنامہ پر نہ

صرف مجاہد کبیر بلکہ نازشِ اسلام مانتے ہیں اور محمد بن عبدالوہاب کو گمراہ اور شیطان کا سینگ کہتے ہیں۔عوام اہل اسلام درود وسلام کے منکرین سے مذکورہ بالا دوٹوک فیصلہ کا مطالبہ کریں اگر وہ اس فیصلہ سے ہچکچائیں تو سمجھ لیں کہ ان کے دل میں کھوٹ اور دال میں کالا کالا ہے۔

سوال

وہی بات تو آ گئی کہ یہ درود وسلام بدعت ہے اور ایک بادشاہ کا جاری کردہ ہے ہمیں تو حدیث وقرآن کا فیصلہ چاہیے۔

جواب

فقیر پہلے قاعدہ عرض کر چکا ہے کہ اسلام نے ہمیں اصول دیئے ہیں انہیں اپنانے کے لئے طریقے مختلف ہوں تو اس اسلام کا عین مدعا ہے چنانچہ اسی درود وسلام کے لئے امام ابن حجر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فتاویٰ کبریٰ جلد ا صفحہ ۱۳۱ میں حضرت سلطان صلاح الدین ایوبی قدس سرہ کو دعائیں دینے اور ان کے اس عمل کو سراہنے کے بعد اسی سوال کا جواب لکھا کہ

ان الاصل سنة والكيفية بدعة وهو ظاهر كما علم مماقراته الاحاديث

اصل سنت ہے اور طریقہ (کیفیت) بدعت ہے اور یہ ظاہر ہے جیسا کہ احادیث کی روشنی سے میں نے ثابت کیا۔

اور یہی قاعدہ اسلام کے اکثر احکام و مسائل میں جاری وساری ہے۔ میں حیران ہوں کہ سلطان صلاح الدین ایوبی جیسے مجاہد کبیر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے اس کارنامہ سے تو ضد ہے مگر حجاج بن یوسف جیسے خونخوار ظالم کے بدعاتِ قرآن مثلاً نقطے، اعراب (زبر، زیر، پیش، مد، شد) اور تیس پاروں کی تقسیم اور تیس پاروں کے علیحدہ علیحدہ نام مقرر کرنے پر تسلیم خم کیوں صرف اس لئے کہ صلاح الدین ایوبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے درود وسلام کا اجراء کیا تو معلوم ہوا کہ انہیں صلاح الدین سے ضد نہیں درود وسلام سے ضد ہے۔

مکرر سن لیں

دین واسلام کا قاعدہ مذکورہ تا قیامت جاری رہے گا۔مخالفین کا یہ حربہ غلط ہے کہ یہ درود وسلام صدیوں بعد رائج ہوا اگر اس پر مخالفین بضد ہیں تو ہمارا سوال ہے کہ مسجد کی محرابیں، مینار اور قرآن مجید کے اعراب صدیوں بعد اور نماز میں نیت لسانی تو چھٹی صدی کی پیداوار ہے۔اسی طرح بکثرت دینی امور صدیوں بعد رائج ہوئے ہیں ان سب کو چھوڑ دو اور

"صدق اللہ العلی العظیم" کے بعد پڑھنے کا تو سرے سے کوئی وجود ہی نہیں تو صرف تمہیں درود وسلام سے ضد ہے؟

دنیا مزار حشر جہاں ہیں غفور ہیں
ہر منزل اپنے چاند کی منزل غفر کی ہے

حل لغات

غفور، بروزن رسول (مفعول) غفور بھی حضور اکرم ﷺ کا اسم گرامی ہے جس کی طرف تورات میں اشارہ ہے۔
غفر، چاند کی ۲۸ منزلوں سے پندرہویں منزل کا نام ہے۔

شرح

حضور اکرم ﷺ دنیا اور مزار اور حشر میں ہر جگہ رحیم کریم ہیں۔ ہمارے چاند حبیب خدا ﷺ کی ہر منزل روشن وتاباں ونمایاں ہے۔

اس شعر میں علم نجوم کی اصطلاحات استعمال فرمائی ہیں جیسا کہ اہل علم کو معلوم ہے کہ امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ ہر فن کے امام ہیں آپ کی تصانیف مبارکہ اس پر شاہد ہیں۔

امریکی ہیئت داں البرٹ ایف پورٹا کی سائنسی پیشن گوئی اور اس کے نظریات کے رد میں امام احمد رضا نے معین مبین بہر دور شمس وسکون زمین نامی رسالہ کی تصنیف کی اور ان کے مقابلہ میں ایف پورٹا کے سارے اندازے اور اس کے مزعومات غلط ثابت ہوئے۔

الکلمۃ لملھمہ اور فوز مبین در رد حرکت زمین ان کی دو مشہور کتابیں۔ فوز مبین میں انہوں نے گردشِ زمین کے نظریہ کا ابطال کیا ہے۔ سائنس اور ریاضی ہی کے اصولوں اور نیوٹن و آئن سٹائن کے نظریات کو بھی کنڈم کیا ہے۔

امام احمد رضا کی ریاضی اور سائنس میں مہارت وقابلیت کا لوہا ڈاکٹر سر ضیاء الدین اور پروفیسر حاکم علی لاہوری جیسے ماہرین سائنس وریاضی نے بھی مانا ہے۔ امریکی فاضلہ ڈاکٹر باربرا مٹکاف نے علی گڑھ کے پرانے وائس چانسلر ڈاکٹر سر ضیاء الدین کی امام احمد رضا کی خدمت میں آکر ریاضی کے لاینحل مسئلہ کے حل کرانے کے واقعہ کو اپنی کتاب میں تحریر کیا ہے کہ جس مسئلہ کے حل ڈاکٹر صاحب جرمنی کا سفر کرنے والے تھے۔

پروفیسر مسعود احمد، پروفیسر ابرار حسین، ایم حسن بہاری وغیرہ نے امام احمد رضا کی سائنس اور ریاضی میں حیرت

انگیز مہارت پر مقالے بھی لکھے ہیں جو مختلف جرائد ورسائل میں شائع ہو چکے ہیں۔

اسی آپ نے حدائق بخشش شریف میں گاہے گاہے سائنسی اصطلاحات کواپناتے ہیں۔منجملہ ان کا ایک شعر یہ بھی ہے چند اشعار اور ملالیں تاکہ مزید تسلی ہو۔

سراغ این ومتیٰ کہاں تھا نشان کیف والی کہاں تھا
نہ کوئی راہی نہ کوئی ساتھی نہ سنگ منزل نہ مرحلے تھے

(مابعدالطبعیات)

تم سے خدا کا ظہور اس سے تمہارا ظہور
لم ہے یہ وہ ان ہوا تم پہ کروڑوں درود

(منطق)

ذرے مہر قدس تک تیرے توسط سے گئے
حداوسط نے کیا صغریٰ کو کبریٰ نور کا

(منطق)

سعدین کا قرآن ہے پہلوئے ماہ میں
جھرمٹ کئے ہیں تارے تجلی قمر کی ہے

ان پر درود جن کو حجر تک کریں سلام
ان پر سلام جن کو تحیت شجر کی ہے

حل لغات

حجر، ہر پتھر اور اس میں حجر اسود بھی داخل ہے۔تحیت (عربی) سلام کرنا۔

شرح

اس ذاتِ گرامی (ﷺ) پر درود وسلام جن کو ہر شے سلام عرض کرتی ہے یہاں تک بے جان ڈھیلے اور پتھر بھی اور ان پر سلام جنہیں درخت بھی سلام عرض کرتے ہیں۔

حجر (پتھر) سلام عرض کرتے ہیں

متعدد روایات میں ہے کہ حضور اکرم ﷺ کے حضور میں پتھروں نے صلوٰۃ وسلام بزبانِ قال عرض کئے۔متعدد مقامات میں شرح ہذا میں فقیر نے حجر وشجر کے سلام عرض کردیئے۔

ان پر درود جن کو کس بیکساں کہیں
ان پر سلام جن کو خبر بے خبر کی ہے

حل لغات

کس (ہندی) زور، طاقت۔ بیکساں، بے زور اور بے طاقت لوگ یعنی عاجز وغریب لوگ۔ کس بیکساں کی طرف مضاف ہے۔

شرح

اس محبوبِ خدا ﷺ پر درود جن کو عاجز وغریب لوگوں کا سہارا کہا جاتا ہے اور ان پر سلام جنہیں تمام بے خبر لوگوں کی خبر ہے۔

اس شعر میں دو مسئلے بیان فرمائے ہیں

(۱) بیکسوں کے کس (۲) ہر ایک سے باخبر

مسئلہ اولیٰ

بے شمار واقعات میں سے ایک حوالہ پر اکتفا کرتا ہوں۔

سبب تالیف قصیدہ بردہ

مؤلف قصیدہ بردہ شریف پہلے مصر کے شہر بلبیس میں عامل ومیر منشی تھے پھر اس عہدے کو چھوڑ دیا اور قطب وقت شیخ ابوالعباس مرسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صحبت اختیار کی۔ جن کے فیض سے آپ یگانہ روزگار بن گئے اور وہ شہرت حاصل کی کہ ہمعصروں میں کسی کو نصیب نہ ہوئی۔ منجملہ آپ کے قصائد کے یہ قصیدہ بردہ ہے جس کا سبب تصنیف آپ یوں بیان فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کی مدح میں بہت سے قصیدے لکھے جن میں سے بعض وزیر زین الدین یعقوب بن زبیر کی درخواست پر تصنیف ہوئے بعد ازاں ایسا اتفاق ہوا کہ میں مرضِ فالج میں مبتلا ہو گیا اور اس سے میرا نصف بدن بیکار ہو گیا۔ اطباء نے معالجہ میں بہتیری تدبیریں کیں مگر کوئی کارگر نہ ہوئی آخر کار جی میں آیا کہ حضور اکرم ﷺ کی مدح میں ایک اور قصیدہ لکھوں چنانچہ بیماری ہی میں یہ قصیدہ تیار کیا۔ اسے رات کو کئی بار پڑھا اور بتوسل حضور اکرم ﷺ باری تعالیٰ میں دعا کی اور سو گیا (اب دیکھئے احمد مختار کی مسیحائی اور محمد عربی کی چارہ فرمائی) خواب میں زیارت ہوئی حضور اکرم ﷺ نے اپنا دست شفا میرے بدن کے مفلوج حصہ پر رکھا اور مجھے اپنی بردہ مبارک (چادر) اُڑھائی۔ آنکھ کھلی تو کیا دیکھتا ہوں کہ میں بالکل صحیح وتندرست ورچاق و چست ہوں میں نے اس قصیدے کا ذکر کسی سے نہ کیا تھا مگر جب صبح کو اُٹھ کر گھر سے نکلا تو راستے میں ایک درویش نے مجھ سے کہا کہ وہ قصیدہ مجھے عنایت فرمایئے جو تم نے رسول اللہ ﷺ کی مدح میں لکھا ہے۔

میں نے جواب دیا حضور اکرم ﷺ کی مدح میں میں نے بہت سے قصیدے لکھے ہیں آپ کون سا قصیدہ طلب فرماتے ہیں وہ بولے کہ جو تم نے بحالت مرض لکھا ہے اور جس کا مطلع یہ ہے ''اَمِنْ تَذَكُّرِ جِيْرَانٍ بِذِي سَلَمٖ'' اور یہ بھی فرمای کہ خدا کی قسم رات کو یہی قصیدہ میں نے دربارِ نبوی میں سنا ہے۔ جب یہ پڑھا جارہا تھا تو نبی کریم ﷺ اس کو سن سن کر یوں جھوم رہے تھے جیسا کہ بادِ نسیم کے جھونکے سے میوہ دار درخت کی شاخیں جھوما کرتی ہیں۔ امام بوصیری نے اُس درویش کو یہ قصیدہ دے دیا اس نے لوگوں سے ذکر کردیا یہاں تک کہ ملک ظاہر شاہ مصر کے وزیر بہاؤالدین علی معروف بہ ابن حنا مصری (متوفی ۷۷۶ھ) کو اس کی خبر لگی۔ اس نے میری طرف پیغام بھیجا اور اس قصیدے کو منگوایا اور قسم کھائی کہ میں اس قصیدے کو کھڑے ہو کر سر برہنہ سنا کروں گا چنانچہ وزیر موصوف اور اُس کے گھر والے اسے بڑی رغبت و محبت سے سنا کرتے تھے اس کے بعد جب سعد الدین فاروقی (متوفی ۶۹۱ھ) جو فصیح و بلیغ شاعر تھا عارضہ رمد سے قریباً اندھا ہو گیا تو اُس نے خواب میں دیکھا کہ کوئی اُسے کہہ رہا ہے کہ تم وزیر بہاؤالدین کے پاس جاؤ اُس سے بردہ لے کر اپنی آنکھوں پر رکھو باذن الٰہی تم کو آرام ہو جائے گا۔ اس لئے وہ موصوف کی خدمت میں آیا اور اس سے اپنا خواب بیان کیا وزیر نے جواب دیا کہ میرے پاس حضور اکرم ﷺ کی بردہ مبارک نہیں پھر کچھ دیر کے بعد سوچ کر کہا کہ شاید اس سے مراد امام بوصیری کا قصیدہ بردہ ہے اور صندوق میں سے قصیدہ نکال کر اس کے حوالہ کر دیا۔ سعد الدین نے اُسے اپنی آنکھوں پر رکھا تو فوراً آرام ہو گیا۔ (فوات الوفیات للعلامۃ محمد بن شاکر بن احمد)

ہر بے خبر سے خبر

یہ اس آیت کی طرف اشارہ ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا

وَ يُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ ۗ وَ اِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۙ

وَّ اٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ ۗ (پارہ ۲۸، سورہ الجمعۃ، آیت ۲، ۳)

اور انہیں کتاب و حکمت کا علم عطا فرماتے ہیں اور بیشک وہ اس سے پہلے ضرور کھلی گمراہی میں تھے اور ان میں سے اوروں کو پاک کرتے اور علم عطا فرماتے ہیں جو ان اگلوں سے نہ ملے۔

فائدہ

اس آیۃ شریفہ سے معلوم ہوا کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان اور صحابہ کرام کے بعد والے لوگوں کو بھی حضور اکرم ﷺ کتاب و حکمت کی تعلیم دیتے ہیں ان ہر ایک کو جانتے ہیں تو تعلیم دیتے ہیں۔

حوالہ جات تفاسیر

تفسیر قرطبی میں اسی آیۃ شریفہ کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ

ویعلم آخرین من المؤمنین؛ لأن التعليم إذا تناسق إلى آخر الزمان كان كله مسندا إلى أوله فكأنه هو الذی تولى كل ما وجد منه(لَمَّا يَلْحَقُوا بِهِمْ) أی لم يكونوا فی زمانهم وسيجيؤون بعدهم قال ابن عمرو سعيد بن جبيرهم العجم وقال مجاهد هم الناس كلهم يعنی من بعد العرب الذين بعث فيهم محمد صلى الله عليه وسلم وقال ابن زيد ومقاتل بن حيان قال هم من دخل فی الإسلام بعد النبی صلى الله عليه وسلم إلى يوم القيامة. (تفسیر قرطبی جلد اول صفحہ ۹۳ مطبوعہ بیروت)

نبی پاک ﷺ مومنوں کو بھی جو بعد میں آئیں گے کیونکہ جب آپ کی تعلیم آخری زمانہ تک قائم رہے گی تو وہ آپ ہی طرف منسوب ہوں "لَمَّا يَلْحَقُوا بِهِمْ" مراد وہ لوگ ہیں جو آپ کے زمانہ میں نہ تھے اور آپ کے بعد آئیں گے جب حضرت عبداللہ بن عمر اور سعید بن جبیر نے کہا کہ وہ عجمی لوگ ہیں اور مجاہد نے کہا اس سے مراد عرب کے بعد وہ تمام لوگ جو حضور اکرم ﷺ پر ایمان لائے اور ابن زید اور مقاتل نے کہا یہ وہ لوگ ہیں جو حضور اکرم ﷺ کے بعد قیامت تک اسلام میں داخل ہوتے رہیں گے۔

تفسیر روح المعانی میں فرماتے ہیں کہ

ای لم يلحقوا بهم بعد وسيلحقون وهم الذی جآؤ ا بعد الصحابة الی يوم القيامة.

(تفسیر روح المعانی جلد ۱ صفحہ ۹۳،۹۴ مطبوعہ بیروت)

یعنی جو لوگ ابھی تک صحابہ کرام کے ساتھ لاحق نہیں ہوئے اور عنقریب لاحق ہوں گے یہ لوگ صحابہ کرام کے بعد سے لے کر قیامت تک کے مسلمان ہیں۔

تفسیر مدارک التنزیل میں فرماتے ہیں

ای لم يلحقوا بعد و هم الذين بعد الصحابة رضی الله تعالىٰ عنهم اوهم الذين ياتون من بعدهم الی يوم الدين

یہ وہ لوگ ہیں جو ابھی تک صحابہ کرام سے لاحق نہیں ہوئے اور صحابہ کرام کے بعد آئیں گے یا وہ لوگ ہیں جو یومِ قیامت تک اسلام میں داخل ہوں گے۔

تفسیر ابن جریر میں اسی آیۃ کریمہ کے تحت فرمایا ہے

وقال اخرون انما عنی بذالک جمیع من دخل فی الاسلام کائنا من کان الی یوم القیامۃ

اور بعض مفسرین نے کہا ہے کہ "وآخرین منھم" سے قیامت تک اسلام لانے والے لوگ مراد ہیں خواہ وہ کوئی بھی ہوں۔

فائدہ

علامہ ابن جریر علیہ الرحمۃ نے حدیث نبوی بھی درج فرمائی ہے

قال ابن زید فی قول اللہ عزوجل "وَّ اٰخَرِیْنَ مِنْھُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِھِمْ ا "بھم قال ھؤلآء کل من کان بعدالنبی ﷺ الیٰ یوم القیامۃ کل من دخل فی الاسلام من العرب والعجم.

ابن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اللہ تعالیٰ کے قول "وَّ اٰخَرِیْنَ مِنْھُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِھِمْ ا" کی تفسیر میں فرمایا یہ وہ قیامت تک کے لوگ ہیں جو حضور ﷺ کے بعد ایمان لائے خواہ عربی یا عجمی۔

علامہ شعرانی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ شیخ ابن عربی علیہ الرحمۃ نے فرمایا ہے کہ

لیس احد ینال علما فی الدنیا الا وھو من باطنیۃ محمد ﷺ سواء الانبیاء والا ولیاء المتقدمون علی بعثہ والمتاخرون عنہ

دنیا میں کوئی ایسا شخص نہیں ہے مگر وہ حضرت محمد ﷺ سے مستفید ہے خواہ انبیاء کرام ہوں اور اولیاء خواہ پچھلی شریعتوں کے ہوں یا اس شریعت کے۔

فائدہ

یہی علامہ شعرانی علیہ الرحمۃ نے ایک دوسرے مقام پر فرمایا ہے

اما القطب الواحد المھد الجمیع الانبیاء والرسل والاقطاب من حین النش ء الانسانی الی یوم القیامۃ فھوروح محمد ﷺ. (الیواقیت والجواہر جلد ۲ صفحہ ۸۲ مطبوعہ مصر)

بہر حال قطب واحد او ور تمام انبیاء اور مرسلین اور تمام اقطاب کی ابتداء انسانیت سے لے کر قیامت تک مددگار روحِ محمد ﷺ ہیں۔

جن و بشر سلام کو حاضر ہیں السلام
یہ بارگاہ مالک جن و بشر کی ہے

شرح

اے حبیب کریم، رؤف رحیم ﷺ تمام جن وبشر آپ کی بارگاہ میں درودوسلام پیش کرنے کے لئے حاضر ہیں۔ اس لئے کہ یہ بارگاہ وہ ہے جو جن وبشر کی مالک ہے کیونکہ آپ رسول الثقلین ہیں (ﷺ) تو جس طرح بعض انسان باوفاء اور آپ کی غلامی کا دم بھرتے ہیں ایسے ہی جنات بھی ایسے ہی جیسے بعض انسان آپ کی غلامی اور نیازمندی سے محروم ہیں ایسے ہی بعض جنات کے بے شمار واقعات ہیں اور بارہا فقیر نے اسی شرح حدائق میں لکھے بھی ذیل میں واقعہ ملاحظہ ہو۔

جن پکڑا گیا

علامہ قسطلانی اپنا واقعہ یوں بیان کرتے ہیں کہ ۵۸۵ھ میں زیارت شریف کے بعد میں مصر کو آرہا تھا کہ مکہ کے راستے میں ہماری خادمہ غزال حبشہ پر کئی روز آسیب کا اثر رہا۔ اس بارے میں میں نے نبی کریم ﷺ سے استغاثہ کیا خواب میں ایک شخص نظر آیا جس کے ساتھ وہ جن تھا اس نے کہا کہ اس جن کو رسول اللہ ﷺ نے آپ کے پاس بھیجا ہے میں نے اس جن کو ملامت کی اور اس سے حلف لیا کہ آئندہ اس خادمہ کے پاس نہ آئے گا۔ میری آنکھ کھلی تو خادمہ پر آسیب کا کچھ اثر نہ تھا گویا اس کو قید سے رہا کر دیا گیا ہے وہ عافیت میں رہی یہاں تک کہ میں نے ۸۹۴ھ میں اس کو علیحدہ کر دیا۔

شمس و قمر سلام کہ حاضر ہیں السلام
خوبی انہیں کی جوت سے شمس و قمر کی ہے

حل لغات

جوت (ہندی، مونث) روشنی، اجالا، شعلہ، آنکھ کی روشنی، چمک، دیوا، دولت، رُخ۔

شرح

سورج اور چاند بھی سلام کو حاضر ہیں اس لئے سورج اور چاند کو جو رونق نصیب ہے وہ بھی آپ کے نور مبارک سے ہے۔

سب بحرو بر سلام کہ حاضر ہیں السلام
تملیک انہیں کے نام تو ہر بحرو بر کی ہے

حل لغات

تملیک، مالک کرنا کسی شخص کو مال یا کسی چیز کا۔

شرح

تمام دریا اور جنگلات حضور اکرم ﷺ کو سلام عرض کرتے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ آپ کے نام تمام بحرو بر تملیک کردیئے گئے ہیں۔اللہ تعالیٰ نے کیوں تمام چیزوں کا آپ کو مالک بنایا ہے۔

اِنَّآ اَعۡطَیۡنٰکَ الۡکَوۡثَرَ (پارہ ۳۰،سورۃالکوثر،آیت ۱)

اے محبوب بیشک ہم نے تمہیں بے شمار خوبیاں عطا فرمائیں۔

مفسرین نے فرمایا

الکو ثر الشئی الکثیر کثرۃ مفرطۃ شئی کثیر

اور کثرت بیحد اس معنی پر آیۃ کریمہ کا معنی ہوگا اے محبوب ﷺ ہم نے آپ کو خیر کثیر عطا فرمایا ہے۔ یہ معنی مفسر امت صحابہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے منقول ہے انہوں نے ارشاد فرمایا

الکوثر ھو الخیر الکثیر کلہ

ہر قسم کی بھلائی اور بہتری کوثر کے عموم میں داخل ہے۔ دنیا و آخرت کی کوئی نعمت ایسی نہیں جو اس عموم سے خارج ہو یہ اسی لئے بحرو بر ہوں یا عالم علوی کی اشیاء یا سفلی کی سب آپ کے ملک میں ہیں۔

حوالہ جات

صاحب روح البیان علامہ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ''اِنَّآ اَعۡطَیۡنٰکَ الۡکَوۡثَرَ'' کے تحت فرماتے ہیں

والا ظھر ان جمیع نعم اللہ داخلۃ فی الکوثر ظاھرۃ و باطنۃ فمن الظاھرۃ خیرات الدنیا و الاخرۃ ومن الباطنۃ العلوم اللدنیۃ الحاصلۃ بالفیض الا لھی بغیر اکتساب بواسطۃ القوی الظاھرۃ و الباطنۃ

زیادہ ظاہر اور رائج یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی تمام نعمتیں ظاہرہ ہوں یا باطنہ الکوثر میں داخل ہیں نعم ظاہرہ میں دنیا و آخرت کے انعامات داخل ہیں اور نعم باطنہ میں وہ علوم و معارف لدنیہ داخل ہیں جو محض فیض خداوندی سے حاصل ہوئے اور ظاہری و

باطنی قوتوں اور حواس کو ان کے حاصل کرنے میں کوئی دخل نہیں ہے۔

امام رازی علیہ الرحمۃ نے تفسیر کبیر میں ارشاد فرمایا

المراد من الکوثر جمیع نعم اللہ تعالیٰ علیٰ محمد ﷺ وھو المنقول عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنھما لان لفظ الکوثر یتناول النعم الکثیرۃ فلیس حمل الایۃ علیٰ بعض ھذہ النعم اولیٰ من حملھا علی الباقی فوجب حملھا علی الکل

الکوثر سے مراد وہ نعمتیں ہیں جو اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کریم ﷺ کو عطا فرمائی ہیں یہی معنی مفسرامت حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے اور عقلی طور پر یہی معنی متعین ہے کیونکہ لفظ کوثر بے شمار نعمتوں کو شمار ہے اور بہت سارے معانی کا محتمل ہے لہذا ان نعمتوں سے بعض نعمتیں اور ان بے شمار معانی میں سے بعض معانی مراد لینا او دوسرے معانی کو ترک کردینا ''ترجیح بلا مرجح'' اور تخصیص بلا مخصص ملانے کی وجہ سے موزوں اور مناسب نہیں لہذا ایسا معنی مراد ہونا چاہیے اور اس آیت کریمہ کو ایسے معنی پر محمول کرنا چاہیے جو تمام نعمتوں اور سب معانی محتملہ کو شامل ہو لہذا الکوثر سے ''الخیر الکثیر کلہ'' اور ''جمیع نعم اللہ علی محمد'' مراد ہے۔

علامہ محمود آلوسی صاحب روح المعانی نے فرمایا

قال جماعۃ الکوثر الخیر الکثیر والنعم الدنیویۃ والاخرویۃ من الفضائل والفواضل ورواہ ابن جریر وابن عساکر عن مجاھد و ھو المشھور من الخبر ابن عباس وقد اخرج البخاری وابن جریر والحاکم من طریق ابی بشرعن سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ انہ الخیر الکثیر الذی اعطاہ اللہ ایاہ علیہ الصلوٰۃ والسلام

مفسرین کی ایک جماعت کہتی ہے کہ الکوثر بمعنی خیر کثیر اور نعم دینویہ و اخرویہ ہے خواہ وہ رسول اکرم ﷺ کی ذاتی خصوصیات واوصاف ہوں یا ان کے طفیل ساری مخلوق تک پہنچنے والے انعامات وعطیات ابن جریر اور ابن عساکر نے حضرت مجاہد سے یہی معنی نقل کیا ہے اور یہی حضرت ابن عباس سے بھی مشہور ہے۔امام بخاری، ابن جریر اور حاکم نے ابی بشر سے اور انہوں نے حضرت سعید بن جبیر سے اور انہوں نے حضرت عبداللہ بن عباس سے نقل فرمایا ہے الکوثر سے مراد وہ خیر کثیر ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب پاک ﷺ کو عطا فرمائی ہے۔

سنگ و شجر سلام کو حاضر ہیں السلام
کلمے سے تر زبان درخت و حجر کی ہے

شرح

حجر وشجر حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں سلام عرض کرنے کو حاضر ہیں اور یہ حال کیفیت سے نہیں بلکہ قال ہے کہ ''الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ'' کے کلمات سے درختوں اور پتھروں کی زبان تر ہے جن کے کلمات صاف طور پر سنے گئے۔

پتھروں کا سلام

ابو داؤد نے حارث بن ابی اسامہ سے اور ابو نعیم نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا شق صدر کے بعد شجر و حجر (درخت اور پتھر) کے پاس سے میں گزرتا تو وہ مجھے کہتے

السلام علیک یارسول اللہ ﷺ

اس قسم کے بے شمار واقعات شرح حدائق جلد اول، دوم میں بیان کئے گئے ہیں۔

حجر وشجر سلام

دارمی، بیہقی، ابو نعیم نے جابر بن عبداللہ سے روایت کی حضور اکرم ﷺ کے خواص سے ایک خصلت یہ تھی کہ آپ جس راستہ سے تشریف لے جاتے وہ راستہ آپ کی خوشبو سے مہک جاتا آپ تک پہنچنے میں رہبری کرتا آپ کے تلاش کرنے والے کو معلوم کرنے کی ضرورت نہ ہوتی صرف خوشبو سے آپ تک پہنچ جاتا آپ جس راستہ سے گزرتے شجر و حجر آپ کو سجدہ و سلام عرض کرتے۔ (حجۃ اللہ علی العالمین)

عرض و اثر سلام کو حاضر ہیں السلام
ملجا یہ بارگاہ دعا و اثر کی ہے

حل لغات

عرض (عربی) گزارش، بیان وغیرہ۔ اثر (عربی) تاثیر وغیرہ۔

شرح

خود گزارشات اور ان کی تاثیر بارگاہ رسول ﷺ میں سلام کے لئے حاضر ہیں کیوں نہ ہو یہ بارگاہ دعا و تاثیر کی

ماویٰ وملجاء ہے۔

شوریدہ سر سلام کو حاضر ہیں السلام
راحت انہیں کے قدموں میں شوریدہ سر کی ہے

حل لغات

شوریدہ سر، دیوانہ، سودائی۔

شرح

دیوانے سودائی آپ کی بارگاہ میں بہر سلام حاضر ہیں حقیقت یہ ہے کہ آپ کے قدموں میں ہی ہر دیوانے اور سودائی کو راحت اور قرار نصیب ہوتا ہے۔

شوریدہ سروں کے واقعات

بے شمار واقعات میں سے چند عرض کر دوں شاید ان کے طفیل ہمیں بھی اس درگاہ شوریدہ سری نصیب ہو۔

علامہ قسطلانی شارح بخاری رحمہما اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ کئی سال مجھے ایک بیماری لاحق رہی جس کے علاج سے اطباء عاجز آ گئے میں نے ۲۸ جمادی الاولیٰ ۸۹۳ھ کی رات مکہ مشرفہ میں نبی کریم ﷺ سے استغاثہ کیا خواب میں میں نے ایک شخص کو دیکھا جس کے پاس ایک کاغذ ہے اس میں لکھا ہے کہ یہ احمد بن عسقلانی کی دوا ہے جب میری آنکھ کھلی تو واللہ میں نے اس بیماری کا کوئی نشان نہ پایا اور نبی کریم ﷺ کی برکت سے شفاء حاصل ہوگئی۔

فائدہ

یہ استغاثہ مزار کے قریب نہیں بلکہ امام قسطلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے اپنے شہر ملک مصر سے تھا اور بحمدہ تعالیٰ اب بھی کوئی تہہ دل سے اس طرح کا استغاثہ کرے تو سودا نقد ہے ادھار کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

علامہ یوسف نبہانی نقل فرماتے ہیں کہ کثیر بن محمد بن رفاعہ نے بیان کیا کہ ایک شخص عبدالملک بن سعید بن خیار بن جبر کے پاس آیا اُس نے اُس شخص کا پیٹ ٹٹولا اور کہا کہ تجھے لاعلاج بیماری ہے اس نے پوچھا کہ کیا بیماری ہے؟ ابن جبر نے کہا کہ دبیلا یہ سن کر وہ لوٹ آیا اور اس نے تین باریوں دعا مانگی

اللہ اللہ ربی لا اشرک بہ   اللہ اللہ میرا پروردگار ہے

یہ دعا پڑھی تو اس کے بعد بیمار شفایاب ہوگیا۔

فائدہ

مکمل دعا فقیر کی تصنیف "ندائے یارسول اللہ ﷺ" میں پڑھئے۔

دریا میں ڈوبنے سے بچالیا

سیدی ابوالعباس مرسی کا بیان ہے کہ میں جہاز پر سوار ہو گیا طلاطم کے سبب ہم ڈوبنے لگے میں نے ہاتھ اُٹھا کر یوں دعا کی

اللھم بحرمۃ نبیک الا ما انقذتنی وسلامتنی

یااللہ تو اپنے نبی مصطفیٰ ﷺ کے طفیل مجھے بچا لے اور سلامت رکھ۔

میں اس دعا سے فارغ نہ ہوا تھا کہ مجھے جہاز کے گرد فرشتے نظر آئے جنہوں نے مجھے سلامتی کی بشارت دی میں نے اپنے ساتھیوں کو خوشخبری دی کہ ان شاء اللہ تعالیٰ تم کل صحیح سالم موضع مریہ میں پہنچ جاؤ گے۔ (جامع الکرامات مصباح الظلام جزءاول صفحہ ۲۷۷)

خستہ جگر سلام کو حاضر ہیں السلام
مرہم یہیں کی خاک تو خستہ جگر کی ہے

حل لغات

خستہ، زخمی، گھائل، رنجیدہ، بھربھرا، پریشان، مفلس۔ مرہم، چکنی دوائی جو پھاہے پر لگا کر زخم پر چپکائی جاتی ہے۔

شرح

پریشان حال اور زخمی برائے سلام حاضر ہیں اس لئے کہ زخمی جگروں کی مرہم یہاں کی خاک مبارک ہے۔

سب خشک و تر سلام کو حاضر ہیں السلام
یہ جلوہ گاہ مالک ہر خشک و تر کی ہے

شرح

تمام خشک وتر سلام کو حاضر ہیں یہ خشک وتر کے مالک کی جلوہ گاہ ہے۔

سب کروفر سلام کو حاضر ہیں السلام
ٹوپی یہیں تو خاک پہ ہر کروفر کی ہے

حل لغات

کروفر، رعب، شان، دھوم، ٹھاٹ۔

شرح

تمام کروفر یعنی ہر شان وشوکت سلام کے لئے حاضر ہے کیوں نہ ہو جب کہ ہر کروفر کی عجز و نیاز کی جگہ یہی آستانِ پاک ہے۔

اہل نظر سلام کو حاضر ہیں السلام
یہ گرد ہی تو سرمہ سب اہل نظر کی ہے

شرح

تمام اہل نظر سلام کے لئے حاضر ہیں اس آستانِ پاک کی گرد وغبار اہل نظر کے لئے سرمہ ہے۔

آنسو بہا ک بہ گئے کالے گنہ کے ڈھیر
ہاتھی ڈوباؤ جھیل یہاں چشم تر کی ہے

شرح

کالے گناہوں کے ڈھیر آنسو بہاتے ہو روکر بہہ گئے اس لئے کہ یہاں ہمارے کریم ﷺ امت کی بخشش کے لئے آنسو بہائے ہیں وہ ایسی جھیل ہے جس میں ہاتھی بھی ڈوب جائیں یعنی آپ کے گریہ کی برکت سے گنہگاروں کے گناہ دھل جائیں گے خواہ وہ کتنے ہی ان گنت ہوں۔

تیری قضا خلیفۂ احکام ذی الجلال
تیری رضا حلیف قضا و قدر کی ہے

حل لغات

قضا، حکم۔ خلیفہ، نائب۔ حلیف، وہ دوست جن میں ہمیشہ دوستی رکھنے کا حلف ہو گیا ہو۔

شرح

اے حبیب کریم ﷺ آپ کا حکم تو ذوالجلال والاکرام جل مجدہ الکریم کے احکام کا نائب اور خلیفہ ہے اور آپ کی رضا قضائے الٰہی اور تقدیر ربانی ہے کیونکہ آپ (ﷺ) نے جو چاہا وہ ہی ہوا۔

حضور اکرم ﷺ نے طفیل بن عمرو دوسی کو تبلیغ اسلام کے لئے بھیجنے کا ارادہ فرمایا تو انہوں نے عرض کیا کہ میرے پاس کوئی ایسی مخصوص علامت اور کرامت ہونی چاہیے جس سے لوگ مجھے حضور اکرم ﷺ کا بھیجا ہوا مبلغ سمجھ سکیں اور میری بات کو تسلیم کرلیں تو رسول اللہ ﷺ نے اپنی انگلی مبارک اس کے ماتھے پر دو آنکھوں کے درمیان رکھ دی وہ جگہ نورانی ہوگئی اور چمکنے لگی۔ پھر انہوں نے عرض کیا حضور لوگ برص کا داغ خیال نہ کریں اسے کسی دوسری جگہ منتقل کردیں آپ نے ان کی چھڑی کو اس جگہ پر رکھا تو وہ نور اس چھڑی میں منتقل ہوگیا اور وہ چمکنے لگی۔ (مدارج)

فائدہ

بعض لوگ حضور اکرم ﷺ کی نورانیت کے متعلق پس و پیش کرتے ہیں لیکن یہاں تو آپ کا نور ہونا ثابت ہورہا ہے اور اختیار کا حال یہ ہے کہ جہاں چاہا نور رکھا اور جہاں سے چاہا اُٹھالیا۔ حضرت طفیل دوسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حال کہ اس کے ماتھے میں نور رکھا پھر ان کے عرض کرنے پر ماتھے سے نور نکال کر چھڑی سے چمٹا دیا۔

یہ پیاری پیاری کیاری ترے خانہ باغ کی
سرد اس کی آب و تاب سے آتش سقر کی ہے

حل لغات

کیاری، کھیت کا ہر ایک چھوٹا حصہ جو پانی دینے کے لئے بنائیں۔

شرح

اے حبیب کبریا، شہ ہر دوسرا ﷺ آپ کے گھر کے باغ کی یہ جو پیاری پیاری کیاری ہے آتش سقر اس کی آب وتاب کو دیکھ کر سرد پڑگئی ہے۔

جنت میں آکے نار میں جاتا نہیں کوئی
شکر خدا نوید نجات و ظفر کی ہے

حل لغات

نوید (فارسی) خوشخبری، بشارت۔

شرح

جو ایک بار بہشت میں داخل ہو پھر اسے دوزخ میں جانا نہیں ہوگا۔ الحمدللہ یہ نجات و فتح مندی کی خوش خبری ہے

چونکہ امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ دوسرے خوش قسمت مسلمانوں کی طرح ریاض الجنۃ شریف میں حاضر ہوئے نوافل دوگانے پڑھے اس پر آپ نے فرمایا ''جنت میں آ کے الخ''

فائدہ

حضور اکرم ﷺ کے مزار انور و مزار اطہر کے بیچ میں جو زمین ہے اس کی نسبت ارشاد فرمایا کہ

روضہ من ریاض الجنۃ جنت کی کیاریوں میں سے ایک کیاری

مصرعۂ ثانی رسول کے کرم پر بھروسہ کر کے ایک مدلل تمنا ہے یعنی صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ یہ مقام جنت کی کیاری ہے اور اللہ و رسول نے محض اپنے کرم سے محتاجوں کو یہاں جگہ دی، یہاں نمازیں پڑھنی نصیب کیں تو بحمد للہ تعالیٰ جنت میں داخل ہوئے اور جنت میں جا کر پھر کوئی نار میں نہیں جاتا تو امید ہے کہ اب ہم نار کا منہ نہ دیکھیں گے۔ (ان شاءاللہ تعالیٰ)

ریاض الجنۃ

مقصورہ شریف کے دائیں جانب سوائے مغرب منبر مبارک سے مقصورہ شریف کی حد تک جگہ کو روضۃ الجنۃ کہا جاتا ہے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے

مابین بیتی ومنبری روضۃ من ریاض الجنۃ . (طبقات ابن سعد جلد ا صفحہ ۲۵۳)

میرے منبر اور میرے حجرے کے درمیان کا حصہ جنت کے باغیچوں میں سے ایک باغیچہ ہے۔

یہ حصہ تقریباً پانچ ذراع (عربی) ہے۔

مومن ہوں مومنوں پہ رؤف و رحیم ہو
سائل ہوں سائلوں کی خوشی لانھر کی ہے

شرح

پہلے مصرعہ میں ''بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ'' کی طرف تلمیح تھی یہاں آیۂ کریمہ ''وَ اَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنْهَرْ'' کی طرف اشارہ ہے یعنی ''اور منگتا کو نہ جھڑکو'' ''لاتنھر کے'' یہ معنی کہ جھڑکنا نہیں ہے ہر کلمہ ثلاثی حلقی العین مثل شعر ونھر وبعر وز ہر میں تسکین وتحریک عین دونوں مطرد ہیں۔ (حاشیہ حدائق)

شعر میں دو آیتیں پیش کر کے آقا کریم ﷺ سے استحقاق لطف وکرم کا اظہار کیا۔ آیت اولیٰ پارہ ۱۱ سورۂ توبہ آیت

۱۲۸ کا مضمون یوں ہے

"بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ" مسلمانوں پر کمال مہربان مہربان

فائدہ

اور لوگ تو اپنی اور اپنی اولاد کی خیر کے حریص ہوتے ہیں مگر یہ رسول رحمت اپنی امت کی خیر پر حریص ہیں اسی لئے راتوں کو سب سوتے ہیں مگر رحمت والے اپنی امت کے لئے مہربان ہیں، مومنین پر کتنے ہیں مہربان ہیں اس کا اندازہ ذیل کے واقعات سے لگایئے

تفاسیر میں ہے کہ جبریل علیہ السلام آیت ذیل لائے

وَ اِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا ۚ كَانَ عَلٰی رَبِّكَ حَتْمًا مَّقْضِيًّا

ثُمَّ نُنَجِّی الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَّ نَذَرُ الظّٰلِمِيْنَ فِيْهَا جِثِيًّا ۝ (پارہ ۱۳، سورۃ الحجر، آیت ۷۱، ۷۲)

اور تم میں کوئی ایسا نہیں جس کا گزر دوزخ پر نہ ہو تمہارے رب کے ذمہ پر یہ ضرور ٹھہری ہوئی بات ہے۔ پھر ہم ڈر والوں کو بچا لیں گے اور ظالموں کو اس میں چھوڑ دیں گے گھٹنوں کے بل گرے۔

تو یہ سن کر نبی رحمت کو اپنی امت کا خیال آ گیا۔ چشمانِ مبارک سے آنسو جاری ہو گئے اور پھر اسی غم امت میں روتے ہوئے جبلِ سلاح کے دامن میں تنگ و تاریک غار میں تشریف لے گئے اور وہاں سربسجود ہو کر بارگاہ رب العزت میں اپنی امت کی بخشش کے لئے دعا مانگنے لگے سرکار تو غار میں دعا فرما رہے تھے جب کہ صحابہ کرام آپ کے فراق میں اشکبار تھے۔ اسی عالم حزن و ملال میں ایک صحابی سرکار ﷺ کو تلاش کرتے کرتے ایک جنگل میں پہنچ گئے جہاں ایک چرواہا بکریاں چرا رہا تھا چنانچہ اس صحابی نے چرواہے سے پوچھا کہ تو نے میرے آقا حضرت محمد ﷺ کو یہاں سے گزرتے تو نہیں دیکھا چرواہے نے جواب دیا (بزبانِ شاعر)

من نمی دانم محمد نام کیست — میں نہیں جانتا کہ محمد کون ہیں لیکن

ایک نئی بات میرے علم میں آئی ہے

ایں قدر دانم کہ اندر تیرہ غار — زار می نالد کسے لیل و نہار

کہ اندھیری غار میں کوئی دن رات روتا ہے۔

مے کند با گریۂ ہر ساعتی نالہ ھائے امتی امتی

اور گریہ وزاری کے ساتھ امتی امتی کہہ رہا ہے

جانور از نالۂ او خستہ اند　　　از چرا کردن دھن پابستہ اند

اور جانوروں نے اس کی پریشانی سے کھانا پینا چھوڑ رکھا ہے۔

فائدہ

اس واقعہ کی مزید تفصیل وتشریح فقیر کی شرح مثنوی یعنی صدائے نوی میں پڑھئے۔

مسلم شریف میں ہے کہ حضرت اکرم ﷺ نے جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کے اس قول کی تلاوت فرمائی

رَبِّ اِنَّهُنَّ اَضْلَلْنَ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ ۚ فَمَنْ تَبِعَنِىْ فَاِنَّهٗ مِنِّىْ ۚ وَ مَنْ عَصَانِىْ فَاِنَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ

(پارہ ۱۳، سورۂ ابراہیم، آیت ۳۶)

اے میرے رب بیشک بتوں نے بہت لوگ بہکا دیئے تو جس نے میرا ساتھ دیا وہ تو میرا ہے اور جس نے کہنا نہ مانا تو بیشک تو بخشنے والا مہربان ہے۔

اور وہ آیت پڑھی جس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا یہ قول ہے کہ

اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ ۚ وَ اِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ (پارہ ۷، سورۂ المائدہ، آیت ۱۱۸)

اگر تو انہیں عذاب کرے تو وہ تیرے بندے ہیں اور اگر تو انہیں بخش دے تو بے شک تو ہی ہے غالب حکمت والا۔

پس آپ نے ہاتھ اُٹھائے اور بارگاہ الٰہی میں عرض کی ”اللھم امتی امتی“ اے اللہ میری امت کو بخش دے، میری امت کو بخش دے۔ پھر آپ پر گریہ طاری ہوگیا پس اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے جبریل محمد ﷺ کے پاس جاؤ اور ان سے معلوم کرو (حالانکہ اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے) کہ ان پر اس قدر گریہ کیوں طاری ہے پس حضرت جبریل آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ سے معلوم کر کے اللہ تعالیٰ نے جبریل علیہ السلام سے فرمایا اے جبریل محمد ﷺ کے پاس جاؤ اور ان سے کہو کہ آپ کی امت کی بخشش کے معاملہ میں ہم آپ کو راضی کر دیں گے اور آپ کو رنجیدہ نہیں کریں گے۔

سرکار ﷺ اپنی امت پر اس قدر شفیق ومہربان ہیں کہ حضرت فضل بن عباس فرماتے ہیں کہ جب سرکار ﷺ کو قبر انور میں رکھا گیا تو میں نے آخری دیدار کی غرض سے آپ کے چہرۂ انور کی زیارت کی تو میں نے دیکھا کہ آپ کے لب ہائے مبارک حرکت کر رہے تھے میں نے اپنے کانوں کو نزدیک کر کے سنا تو آپ فرما رہے تھے ”اللھم اغفر لامتی“ اے اللہ میری امت کو بخش دے۔ میں نے یہ بات سب حاضرین کو سنائی تو اس شفقت امت پر سب دنگ رہ گئے۔ شب

معراج وبروزِ محشر بھی آپ کی غمخواری و یادگاریٔ امت کے واقعات کسی باخبر پر مخفی نہیں۔ سچ ہے

جس کے لب پر رہا امتی امتی یاد اس کی نہ بھولو نیازی کبھی

وہ کہیں امتی تو بھی کہہ یا نبی میں ہوں حاضر تیری چاکری کے لئے

صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وبارک وسلم

دامن کا واسطہ مجھے اس دھوپ سے بچا

مجھ کو تو شاق جاڑوں میں اس دوپہر کی ہے

حل لغات

شاق، سخت، اجیرن، کٹھن، ناگوار۔ جاڑوں، جاڑا کی جمع، سردی کا موسم، ٹھر، سردی۔

شرح

اے حبیب کریم ﷺ اپنے کریم دامن کا واسطہ مجھے میدانِ حشر کی دھوپ سے بچا میں تو یہاں دنیا میں اتنا نازک مزاج ہوں کہ موسم سرما میں بھی دوپہر کی گرمی مجھے ناگوار ہے تو قیامت کی گرمی میں میرا کیا بنے گا۔

ماں دونوں بھائی بیٹے بھتیجے عزیز دوست

سب تجھ کو سونپے مِلک ہی سب تیرے گھر کی ہے

شرح

والدہ کریمہ دونوں بھائی بیٹے اور بھتیجے تمام عزیز دوست سب آپ کے سپرد کرکے آیا ہوں اس میں میرا تو ذاتی کوئی دخل نہیں وہ تمام آپ کے گھر کی ملک ہیں۔ ملفوظات میں اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے حج ثانی کی تفصیل خود بیان فرمائی کہ روانگی پر مذکورہ بالا حضرات کو گھر پر چھوڑا تھا اب بارگاہِ حبیب ﷺ میں ان کی خیر وسلامتی کی دعا فرما رہے ہیں۔

جن جن مرادوں کے لئے احباب نے کہا

پیش خبیر کیا مجھے حاجت خبر کی ہے

شرح

جو مرادیں دعائیں احباب نے آپ کی بارگاہ میں عرض کرنے کا کہا تھا آپ کے پیش ہیں آپ خود ہی باخبر ہیں مجھے ان کے اظہار اور خبر دینے کی کوئی ضرورت ہی نہیں۔

امام محمد ابن حاج مکی مدخل جلد اصفحہ ۳۱۵ اور امام احمد قسطلانی مواہب لدنیہ مع شرح زرقانی صفحہ ۳۴۸ اور ائمہ دین رحمہم اللہ تعالیٰ اجمعین فرماتے ہیں

لا فرق بين موته وحياته ﷺ في مشاهدته لا امته ومعرفته يا حرالهم ونياتهم وعزائهم وخواطوهم وذالک عنده جلي لا خفاء به

حضور اکرم ﷺ کی حیات ووفات میں اس بات میں کچھ فرق نہیں کہ وہ اپنی امت کو دیکھ رہے ہیں اور ان کی حالتوں، ان کی نیتوں، ان کے ارادوں، ان کے دلوں کے خیالوں کو پہچانتے ہیں اور یہ سب حضور پر ایسا روشن ہے جس میں اصلاً پوشیدگی نہیں۔

امام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تلمیذ امام محقق ابن الہمام منسک متوسط علی قاری مکی کی شرح مسلک متقسط میں فرماتے ہیں

انه ﷺ عالم بحضورک وقيامک وسلامک اى بجميع احوالک و افعالک و ارتحالک ومقامک

بے شک رسول اللہ ﷺ تیری حاضری اور تیرے کھڑے ہونے اور تیرے سلام بلکہ تیرے تمام افعال واحوال وکوچ ومقام سے آگاہ ہیں۔

فضلِ خدا سے غیب شہادت ہوا انہیں
اس پر شہادت آیت و وحی واثر کی ہے

حل لغات

وحی سے مراد بدلیل مقابلہ وحی غیر متلو یعنی احادیث نبی ﷺ اور اثر اقوال صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

شرح

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے حضور اکرم ﷺ کے لئے تمام غیوب بمنزلہ شہادت (سامنے) کے ہوگئے اس دعویٰ کی دلیل قرآنی آیات اور احادیث مبارکہ اور اقوال صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہیں اور علمائے امت اور اولیائے امت کا بھی عقیدہ ہے۔

آیات مبارکہ

متعدد آیات سے صراحۃً وکنایۃً واشارۃً ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب پاک ﷺ کو غیوب کے علوم سے نوازا ہے۔

وَ يَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا ا (پارہ۲،سورۃ البقرہ، آیت۱۴۳)

اور یہ رسول تمہارے نگہبان و گواہ۔

رسول الله مطلع است بنور نبوت بردین هر متدین هدین خود که در کدام درجه از دین من رسیده وحقیقت ایمان اوست وحجابی که بدان از ترقی محجوب مانده است کدام است پس ادمی شناسد گناهان شمارا ودرجات ایمان شمارا واعمال بلونیك شمارااواخلاق ونفاق شمارا لهٰذا شهادت رادردنیا بحکم شرع در حق امت مقبول وواجب العمل است

یعنی حضور اکرم ﷺ اپنے نور نبوت کی وجہ سے ہر دیندار کے دین کو جانتے ہیں کہ دین کے کس درجہ تک پہنچا ہے اور اس کے ایمان کی کیا حقیقت ہے اور کون سا حجاب اس کی ترقی سے مانع ہے۔ پس حضور اکرم ﷺ تمہارے گناہوں کو اور تمہارے ایمانی درجات کو اور تمہارے نیک و بد اعمال کو اور تمہارے نفاق و اخلاص کو پہنچانتے ہیں لہٰذا ان کی گواہی دنیا میں بحکم شرع امت کے حق میں قبول اور واجب العمل ہے۔

احادیث مبارکہ

بے شمار احادیث مبارکہ اس دعویٰ پر دلیل ہیں۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا

ان الله رفع لی الدنیا الخ

مشہور حدیث ہے اس کی شرح علامہ زرقانی شرح مواہب جلد ۷ صفحہ ۲۳۴ میں لکھتے ہیں کہ

إن الله قد رفع أی أظهر وكشف لی الدنيا بحيث أحطت بجميع ما فيها فأنا أنظر إليها وإلى ما هو كائن فيها إلى يوم القيامة، كأنما أنظر إلى كفی هذه إشارة إلى أنه نظر حقيقة دفع به احتمال أنه أريد النظر العلم

یعنی ہمارے سامنے دنیا ظاہر کی گئی اور کھولی گئی کہ ہم نے اس کی تمام چیزوں کا احاطہ کرلیا پس ہم اس دنیا کو اور جو کچھ اس میں قیامت تک ہونے والا ہے اس طرح دیکھ رہے ہیں جیسے اپنے اس ہاتھ کو اس میں اشارہ ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے حقیقۃً ملاحظہ فرمایا کہ یہ احتمال دفع ہوگیا کہ نظر سے مراد علم ہے۔

امام احمد قسطلانی مواہب شریف میں فرماتے ہیں

ولا شک أن الله تعالى قد أطلعه على أزيد من ذلک، وألقى عليه علم الأولين والآخرين

اس میں شک نہیں کہ اللہ نے حضور ﷺ کو اس سے بھی زیادہ پر مطلع فرمایا اور آپ کو سارے اگلے پچھلے حضرات کا علم دیا۔

سیدنا فاروق اعظم کا بیان

عن عمر قال قام فینا رسول اللہ ﷺ مقاما فاخبر نا عن بدء الخلق حتی دخل اھل الجنۃ منازلھم واھل النار منازلھم حفظ ذالک من حفظہ ونسیہ من نسیہ (رواہ البخاری، مشکوٰۃ شریف صفحہ ۵۰۶)

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے ہماری مجلس میں قیام فرما کر ابتدائے آفرینش سے لے کر جنتیوں اور دوزخیوں کے اپنی اپنی منزل میں داخل ہونے تک کی خبر دی اور کہا اس کو جس نے یاد رکھا اور بھلا دیا اُس کو۔

کہنا نہ کہنے والے تھے جب سے تو اطلاع
مولیٰ کو قول و قائل و ہر خشک و تر کی ہے

شرح

جو کہنے والے تھے آج کہنا چاہتے تھے جب وہ کہنے والے ہی نہ تھے تب سے آپ کو ان کے حالات کی خبر ہے کیونکہ ہمارا عقیدہ ہے کہ ہمارے مالک و مولیٰ کو قائل اور اس کے قول کی بلکہ ہر خشک و تر کی خبر ہے۔

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا

ان اللہ قدرفع لی الدنیا وانا انظر الیھا والی ماھو لائن فیھا الیٰ یوم القیمۃ کانما انظر الی کفی ھذہ۔ (رواہ الطبرانی، مواہب لدنیہ، زرقانی)

بے شک اللہ تعالیٰ نے میرے سامنے دنیا اُٹھائی تو میں تمام دنیا کو اور جو کچھ اس میں قیامت تک ہونے والا ہے سب کو دیکھتا ہوں جیسا کہ اپنی ہتھیلی کو۔

وَ لَا حَبَّةٍ فِیْ ظُلُمٰتِ الْاَرْضِ وَ لَا رَطْبٍ وَّ لَا یَابِسٍ اِلَّا فِیْ کِتٰبٍ مُّبِیْنٍ ○ (پارہ ۷، سورۃ الانعام، آیت ۵۹)

اور کوئی دانہ نہیں زمین کی اندھیریوں میں اور نہ کوئی تر اور نہ خشک جو ایک روشن کتاب میں لکھا نہ ہو۔

عقیدہ علمائے امت و اولیائے ملت

امام شعرانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ولی اللہ کے بارے میں لکھتے ہیں

العارف من جعل اللہ تعالیٰ فی قلبہ لوحا منقوشاً باسرار الموجودات فلا تتحرک حرکۃ ظاھرۃ

ولاباطنة فی الملک والملکوت الا ویشهد ھا علما وکشفا

عارف وہ ہے جس کے قلب میں اللہ تعالیٰ نے ایک لوح رکھی ہے جس میں جملہ موجودات کے تمام اسرار منقوش، ملک وملکوت میں ظاہری و باطنی کوئی حرکت نہیں ہوتی جسے وہ اپنے علم وکشف سے نہ دیکھتا ہو۔

یہی امام شعرانی قدس سرہ الجواہر والدار میں فرماتے ہیں

الکامل قلبه مراۃ الوجود العلوی والسفلی کله علی التفصیل

کامل کا دل تمام عالم علوی وسفلی کا بروجہ اتم تفصیل ہے۔

حضرت شیخ علامہ عبدالعزیز دباغ قدس سرہ نے فرمایا کہ

واقوی الارواح فی ذالک روحه ﷺ فانها لم یحجب عنها شئی من العالم فهی مطلعة علیٰ عرشه و علوہ وسفله ودنیا ہ واخرته وناره و جنته لان جمیع ذالک خلق لاجله ﷺ فتمییزہ علیه السلام خارق لهذہ العوالم باسرها فعندہ تمیز فی اجرام السموات من این خلقت ومتی خلقت ولم خلقت والی این تصیر فی جرم کل سماء ونعدہ تمیز فی ملئکته کل سماء واین خلقوا ومتی خلقوا والیٰ این یصیرون وتمیز اختلاف مراتبهم ومنتهی درجاتهم وعندہ علیه السلام تمیز فی الحجب السبعین وملئکته کل حجاب علی الصفة السابقة وعندہ علیه السلام تمیز فی اجرام النیرة التی فی العام العلوم مثل النجوم والشمس والقمرواللوح والقلم والبرزخ والارواح التی فیه علی الوصف السابق وکذا عندہ علیه الصلوٰۃ والسلام تمیز فی الجنان ودرجاتها وعدد سکا نها و مقاما تهم فیها وکذا مابقی من العوالم ولیس فی هذہ مزاحمة للعلم القدیم الاذلی الذی لانهایة لمعلوماته وذالک لان مافی العلم القدیم ینحصر فی هذہ العوالم فان اسرار لربوبیة واوصاف الالوهیة التی لانهایة لها لیست من هذا العالم فی شیئ

یعنی اس امتیاز میں سب سے زیادہ قوی روح ہمارے نبی ﷺ کی ہے کہ اس روح پاک سے عالم کی کوئی شے پردہ میں نہیں ہے یہ روح پاک عرش اور اس کی بلندی پستی دنیا وآخرت جنت ودوزخ سب پر مطلع ہے کیونکہ یہ سب اسی ذات مجمع کمالات کے لئے پیدا کی گئی ہیں ﷺ۔ آپ کی تمیز ان جملہ عالموں کی خارق ہے آپ کے پاس اجرام سماوات کی تمیز ہے کہ کہاں سے پیدا کئے گئے کیونکہ پیدا کئے گئے کیا ہو جائیں گے؟ اور آپ کے پاس ہر ہر آسمان کے فرشتوں کی تمیز ہے

اور اس کی بھی کہ وہ کہاں سے اور کب سے پیدا کیئے گئے اور کہاں جائیں گے اور ان کے اختلاف مراتب اور منتہائے درجات کی بھی تمیز ہے۔ عالم علوی کے اجرام نیرہ سیاروں سورج، چاند، لوح وقلم، برزخ اور اس کی ارواح کا بھی ہر طرح امتیاز ہے اسی طرح ساتوں زمینوں اور ہر زمین کی مخلوقات خشکی اور تری جملہ موجودات کا بھی ہر ہر حال معلوم ہے۔ اسی طرح تمام جنتیں اور ان کے رہنے والوں کی گنتی اور مقامات سب معلوم ہیں، ایسے ہی باقی تمام جہانوں کا علم ہے اور اس علم میں ذاتِ باری تعالیٰ کے علم قدیم کی معلومات اس عالم میں منحصر نہیں۔ ظاہر ہے کہ اسرارِ ربوبیت اوصاف الوہیت جو غیر متناہی ہیں اس عالم ہی سے نہیں۔

دیکھئے صاف کتاب الابریز میں کیسی صاف تصریح فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ کی روح اقدس سے عالم کی کوئی چیز عرشی ہو یا فرشی دنیا کی ہو یا آخرت کی پردہ اور حجاب میں نہیں حضور سب کے عالم ہیں اور ذرہ ذرہ حضور پر ظاہر وروشن ہے۔ بایں ہمہ حضور کے علم کو علم الٰہی سے کوئی نسبت نہیں کیونکہ علم الٰہی غیر متناہی ہے اور حضور کا علم خواہ کتنا ہی وسیع ہو متناہی اور متناہی کو غیر متناہی سے نسبت ہی کیا۔

یہی صاحب ابریز اپنی کتاب ابریز شریف میں لکھتے ہیں

ماالسموت السبع والارضوان السبع فی نظر العبد المومن الا الحلقة تلقاة فی حلاة من الارض

ساتوں آسمان ساتوں زمینیں مومن کامل کی وسعت نگاہ میں ایسے ہے جیسے کئی میدان لق ودق میں ایک چھلا پڑا ہو۔

فائدہ

مخالفین جو حضور اکرم ﷺ کی وسعت علم سے واقف نہیں اللہ تعالیٰ کے علم کی عظمت کیا جانیں جب حضور کے علم کی وسعت سنتے ہیں تو گھبرا جاتے ہیں اور یہ خیال کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا علم اس سے کیا زیادہ ہوگا بس خدا اور رسول کو برابر کردیا یہ ان کی سخت نادانی ہے کہ وہ علم الٰہی کو عالم میں منحصر خیال کریں یا علم متناہی کے برابر ٹھہرائیں۔ مسلمان ان دونوں میں فرق کرتے ہیں حضور اکرم ﷺ کے علم کو اس کی وسعت کے ساتھ تسلیم کرتے اور عطائے الٰہی کا اقرار کرتے ہیں اور علم الٰہی کو اس کی بے مثال عظمت کے ساتھ مخصوص بحق مانتے ہیں درحقیقت علم نبی کریم ﷺ کا انکار کرنے والے جو اہل سنت پر مساوات ثابت کرنے کا الزام لگاتے ہیں علم الٰہی کو متناہی سمجھنے میں مبتلا ہیں اور اللہ تعالیٰ کے علم کی بھی تنقیص کرتے ہیں۔ سچ یہ ہے کہ اگر یہ ناسمجھ لوگ اللہ تعالیٰ کے علم وقدرت سے واقف ہوتے تو حضور اکرم ﷺ کے وسعت علم کا کبھی بھی انکار نہ کرتے حضور اکرم ﷺ کے کمالات کا انکار وہی کرے گا جو اللہ تعالیٰ کی قدرت وعظمت سے بے خبر ہے۔

ان پرکتاب اتری بیاناً لکل شیٔ
تفصیل جس میں ما عبر وما غبر کی ہے

حل لغات

بیاناً الخ آیۃ

نَزَّلْنَا عَلَیْکَ الْکِتٰبَ تِبْیَانًا لِّکُلِّ شَیْءٍ (پارہ۱۴،سورۃ النحل،آیت ۸۹)

ہم نے تم پر قرآن اتارا کہ ہر چیز کا روشن بیان ہے۔

ماعبر، جوگزر گیا اور ماغبر جو باقی رہا۔ اشارہ بحدیث

مافیه بناء من قبلتم و خبر من بعدکم.

قرآن میں تم سے اگلوں اور تم سے پچھلوں سب کے احوال کی خبر ہے۔ (حاشیہ حدائق)

شرح

حضور اکرم ﷺ پر وہ کتاب نازل ہوئی جس میں ہر شے کا واضح بیان ہے اور گذشتہ اور آنے والے تمام حالات کی اس میں تفصیل ہے۔ اس موضوع پر فقیر کی دو تصنیفیں ہیں

(۱) نور الایمان فی ان جمیع العلم فی القرآن (۲) جامع البیان

شعر مذکورہ میں آیت "نَزَّلْنَا عَلَیْکَ الْکِتٰبَ تِبْیَانًا لِّکُلِّ شَیْءٍ" کی طرف اشارہ ہے

اسی لئے کسی نے کیا خوب فرمایا ہے

جمیع العلم فی القرآن لکن تقاصر عن افهام الرجال

یعنی تمام علوم تو قرآن مجید میں ہیں لیکن لوگوں کی سمجھ سیوراء الوراء ہیں جتنا کسی کو عطیہ نبویہ علی صاحبہا التحیۃ ہوتا ہے اتنی وسعت بلند ہوتی ہے یہاں تک کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا

لو ضاع لی عقال بعیری لوجدته فی القرآن. (اتقان،صاوی)

اگر میرے اونٹ کی نکیل گم ہو جائے تو میں قرآن کی گہرائیوں سے مطلع ہو کر حاصل کرلوں گا۔

یہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہ ہیں جن کو نبی کریم ﷺ سے حافظہ نصیب ہوا۔

فائدہ

آیت مذکورہ بالا کے تحت امام رازی علیہ الرحمۃ نے بیان فرمایا

ان هذا القران مشتمل علی تفصيل جميع العلوم الشريفة عقليها و نقليها اشتمالا يمتنع حصوله فی سائر الكتب فكان ذالک معجزا

تحقیق یہ قرآن علوم عقلیہ ونقلیہ کی تفصیلات پر مشتمل ہے اور ایسی تفصیل کسی دوسری آسمانی کتاب میں ملنی محال ہے لہٰذا یہ نبی اُمی فداہ ابی و امی کا معجزہ ہے۔

آگے رہی عطا وہ بقدرِ طلب تو کیا
عادت یہاں امید سے بھی بیشتر کی ہے

شرح

انسان کی طلب تو اس کے اپنے اندازہ پر ہے لیکن ہمارے نبی کریم ﷺ کی عطاء سائل کے طلب کے سوا دوقدم آگے ہے کیونکہ یہاں عادت کچھ ایسی ہے کہ انسان کی امید سے بھی بہت زیادہ نصیب ہوتا ہے۔

بن مانگے اور امید سے بڑھ کر دادودهش

آپ کسی شخص سے ایک چیز خریدتے قیمت چکا دینے کے بعد وہ اسی کو یا کسی دوسرے کو عطا فرماتے چنانچہ آپ نے حضرت جابر بن عبداللہ سے ایک اونٹ خریدا پھر وہی اونٹ ان کو بطورِ عطیہ عنایت فرمایا۔ اسی طرح ایک روز آپ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک شتر بچہ خریدا پھر حضرت عبداللہ بن عمر کو عطا فرمایا۔ (بخاری)

بے مانگے دینے کی نعمت میں غرق ہیں
مانگے سے جو ملے کسے فہم اس قدر کی ہے

شرح

مانگے بغیر مانگنے والے ہمارے کریم ﷺ کی نعمتوں میں ڈوبے ہوئے ہیں پھر ان نعمتوں کا کیا کہنا جو مانگنے سے ملیں اس کا معلوم کرنا بس سے باہر ہے۔

جملہ نعمتیں حضور اکرم ﷺ کے صدقے عطا ہو رہی ہیں اس عطا کی تو کوئی حد نہیں اور جو مانگے سے نعمتیں عطا ہوتی ہیں ان کی بھی مثال نہیں۔

سرق ایک صحابی تھے ان سے اس نام کی وجہ تسمیہ دریافت کی گئی تو کہنے لگے کہ ایک بدوی دو اونٹ لے کر آیا میں

نے خرید لئے پھر میں (قیمت لانے کے بہانہ سے) اپنے گھر میں داخل ہوا اور عقب خانہ سے نکل گیا اور ان اونٹوں کو بیچ کر اپنی حاجت پوری کی ۔ میں نے خیال کیا کہ بدوی چلا گیا ہو گا میں واپس آیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ وہ کھڑا ہے ۔ وہ مجھے پکڑ کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لے گیا اور واقعہ عرض کیا آپ نے مجھ سے پوچھا کہ تو نے ایسا کیوں کیا؟ میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ میں نے اونٹوں کو بیچ کر اپنی حاجت پوری کی ہے آپ نے فرمایا کہ بدوی کو قیمت ادا کر دو ۔ میں نے عرض کیا کہ میرے پاس کچھ نہیں ہے آپ نے فرمایا کہ تو سرق ہے پھر بدوی سے فرمایا کہ تم اس کو بیچ کر اپنی قمت وصول کرلو چنانچہ لوگ اس سے میری قیمت پوچھنے لگے وہ ان سے کہتا تھا کہ تم کیا چاہتے ہو؟ وہ کہتے تھے کہ ہم خرید کر اس کو آزاد کرنا چاہتے ہیں یہ سن کر بدوی نے کہا کہ میں تمہاری نسبت ثواب کا زیادہ مستحق و خواہاں ہوں اور مجھ سے کہا کہ جاؤ میں نے تم کو آزاد کر دیا ۔ (مستدرک للحاکم قصہ سرق)

احباب اس سے بڑھ کے تو شاید نہ پائیں عرض
ناکردہ عرض عرض یہ طرزِ دگر کی ہے

شرح

احباب اس سے بڑھ کر شاید اپنے مقصد میں کامیاب نہ ہوں کہ یہاں عرض نہ بھی کرو تب بھی عرض بغیر بہت کچھ ہوتا ہے غور کیجئے تو یہ عجیب طرز ہے کہ عرض کئے بغیر آرزو سے بڑھ کر نعمتیں عطا ہوتی ہیں ۔

دندان کا نعت خواں ہوں نہ پایاب ہوگی آب
ندی گلے گلے مرے آب گہر کی ہے

حل لغات

پایاب ، دریا کا وہ حصہ جو کم گہرا ہو اور آدمی اپنے پیروں پار اُتر سکے ۔ آب ، صفائی ، چمک ، رونق ، روپ ، جلا ، تازگی ، دھار ، تیزی ، لوہے کی سختی ، کاٹ ، تلوار کا جوہر ، بجھاؤ ، نیر پتلا ، رقیق شیر ، رس ، شراب ، پسینہ ، عرق ، آنسو ، پانی ، مینہ ۔

شرح

دندانِ مبارک کا وصف بیان کرنے والا ہوں اب صرف کنارے کنارے نہ رکھا جائے گا بلکہ اب گہر کی ندی کے بھرپور پانی جو گلے تک پہنچتا ہے میں جگہ ملے گی یعنی بہت بڑا انعام واکرام نصیب ہوگا ۔

دندانِ مبارک

احادیث مبارکہ میں ہے۔سیدہ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں

ان النبی ﷺ اذا ضحک یتلالا فی الجدالم مثلہ قبلہ ولا بعدہ

جب نبی پاک ﷺ ہنستے تو آپ کے دندانِ مبارک کی شعاعیں دیواروں پر پڑتی تھیں آپ کے دانتوں مبارک جیسا میں نے نہ پہلے کوئی دیکھا نہ آپ کے بعد

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں

کان رسول اللہ ﷺ افلج الثنیتیں اذا تکلم ای کالنور یخرج من ثنایاہ . (شمائل ترمذی)

نبی پاک ﷺ کے دانتوں کے درمیان میں کشادی والے تھے یعنی دانتوں کے درمیاں جھریاں تھیں

جب آپ گفتگو فرماتے تو دندانِ مبارک کے درمیان سے نور کی مانند کوئی چمکدار شے نکلتی تھی۔

فائدہ

مواہب لدنیہ میں ہے کہ کاف کالنور میں زائد ہے آپ کے دندان کے درمیان سے نور نکلتا تھا یہ آپ کا معجزہ ہے۔

وست حرم میں رہنے دے صیاد اگر تجھے
مٹی عزیز بلبل بے بال وپر کی ہے

شرح

اے صیاد مجھے دشت حرم میں رہنے کی اجازت دے دے تجھے اگر بے بال وپر بلبل کی مٹی عزیز ہے تو میرا مدفن یہاں ہوجائے تو پھر تو جو چاہے کر لینا لیکن میری آرزو تو پوری ہوجائے گی کہ دشت حرم میں مدفن نصیب ہوگا۔

یا رب رضؔا نہ احمد پارینہ ہو کے جائے
یہ بارگاہ تیرے حبیب ابر کی ہے

حل لغات

پارینہ، پرانا قدیم۔ ابر، نصیحتیں، ورائے مشددہ سب سے زیادہ محسن، یہاں راء کو مخفف پڑھا جائے۔

شرح

اے پروردگارِ عالم احمد رضا (محدث بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) پرانا ہوکر نہ جائے کیونکہ یہ بارگاہ تیرے اس حبیب

کریم ﷺ کی ہے جو تمام مخلوق سے سب سے زیادہ محسن ہے اس میں اشارہ ہے اس مصرعہ کی طرف

من همارا احمد پارینه که بودم هستم

توفیق دے کہ آگے نہ پیدا ہو خوئے بد
تبدیل کر جو خصلت بد پیشتر کی ہے

شرح

اے اللہ تعالیٰ ایسی توفیق عطا فرما کہ آئندہ کوئی بُری عادت پیدا نہ ہو جائے اگر اس سے قبل کوئی بُری خصلت ہے تو اسے بھی نیک عادت سے تبدیل فرما دے۔

آ کچھ سنا دے عشق کے بولوں میں اے رضاؔ
مشتاق طبع لذتِ سوزِ جگر کی ہے

شرح

اے رضا (حضرت بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) آیئے کوئی عشق کے بول سنا دو اس لئے کہ میری طبع سوز و جگر کے لذت کی مشتاق ہے۔

علمی رنگ ختم شد

نعت ۷۰

حاضری درگاہ ابدی پناہ وصل دوم رنگ عشقی

حل لغات

درگاہ (فارسی) چوکھٹ، شاہی دربار۔ ابدی (عربی) وہ زمانہ جس کی انتہا نہ ہو، کی نسبت کی ہے۔

شرح

اس شاہی دربار کی حاضری کا بیان ہے جو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے مخلوق کی پناہ گاہ یعنی رسول اکرم ﷺ کی بارگاہ کی حاضری کا بیان جبکہ امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہٗ ۱۳۲۴ھ مدینہ پاک حاضر ہوئے۔

ربط

اس سے قبل حاضری بارگاہ کو علمی رنگ میں بیان فرمایا اس نعت میں عشقی رنگ ہوگا۔

حاضری کا منظر

امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ جب حجاز اقدس حاضر ہوئے تو آپ کی علمی شان کا مظاہرہ فقیر نے اسی نعت میں عرض کیا۔ اسی نعت میں عشقی رنگ کی مناسبت سے آپ کی عاشقانہ حاضری کے متعلق تفصیل ملفوظ اعلیٰ حضرت کا مطالعہ فرمائیں۔

بھینی سہانی صبح میں ٹھنڈک جگر کی ہے
کلیاں کھلیں دلوں کی ہوا یہ کدھر کی ہے

حل لغات

بھینی، ہلکی اور پر لطف خوشبو۔ سہانی، دل پسند، من بھاتی، پیاری۔ کلیاں، کلی کی جمع، بن کھلا پھول، غنچہ۔ کھلیں از کھلنا (بکسر کاف ہندی) کلی کا پھوٹنا، ہنسنا، خوش ہونا۔

شرح

من بھاتی ہوا پر لطف خوشبو صبح کی یہ ہوا کدھر سے تشریف لائی ہے کہ جس سے جگر کو ٹھنڈک نصیب ہوئی ہے اور دلوں کے غنچے پھوٹ پڑے ہیں اور جی باغ باغ ہو گیا ہے۔

یہ عاشق کی اس کیفیت کا بیان ہے جب وہ اپنے محبوب کے دیار کی جانب عزم رکھتا ہے اور عزم پورا ہوا کہ دیار یار

کی طرف جانے کا بلاوا آگیا اور وہ تیاری میں لگا ہوا ہو۔اس تیاری میں اس کی کیفیت دیدنی ہوتی ہے جیسے امام اہل سنت اعلیٰ حضرت قدس سرہ محدث بریلوی نے سوئے مدینہ پاک کی اپنی تیاری کا نقشہ کھینچا ہے۔

کھبتی ہوئی نظر میں ادا کس سحر کی ہے
چھبتی ہوئی جگر میں صدا کس گجر کی ہے

حل لغات

کھبی ہوئی از کھبنا (بالضم) بمعنی چھبنا ،بیٹھنا،گڑنا،،بسنا۔چھبتی ہوئی از چھبنا،چھدنا،گڑنا۔صدا،گنبد کی آواز، آہٹ،فقیر کی آواز یہاں مطلق آواز مراد ہے۔گجر (اردو) پہر کا باجہ،گھنٹے کی آواز،الارم،صبح کی نوبت۔

شرح

نگاہوں میں بس جانے والی ادا کس سحر کی ہے جگر میں اثر انداز آواز کس گھڑیال کی آواز سے ہے۔عاشق مدینہ جب مدینہ پاک کی حاضری کے لئے تیار ہوتا ہے اور اس کی روانگی کا منظر دیدنی ہوتا ہے امام احمد رضا قدس سرہ نے اس منظر کی کیفیت بیان فرمائی ہے۔

ڈالیں ہری ہری ہیں تو بالیں بھری بھری
کشت امل پری ہے یہ بارش کدھر کی ہے

حل لغات

ڈالیں،ڈالی کی جمع،ٹہنی۔ہری ہری،سرسبز تازہ (تاکید بمعنی ہے)بالی،خوشے۔کشت (فارسی،بکسر الکاف) کھیتی۔امل (بفتحتین)امیدوآرزو،پری،خوبصورت وخوشنما۔

شرح

آج ٹہنیاں سرسبز وشاداب ہیں اور خوشے دانوں سے بھرپور ہیں اور ہماری آرزو وتمنا کی کھیتی بھی خوب خوشنما ہے واللہ اعلم۔

یہ بارش بابرکت کدھر سے ہے روانگی کی شب وسحر ایک نرالی شان والی ہوتی ہے اس کا ہر منظر لبھانے والا ہوتا ہے اسی کا امام احمد رضا قدس سرہ نے اپنی روانگی کے وقت اظہار فرمایا ہے۔

ہم جائیں اور قدم سے لپٹ کر حرم کہے
سونپا خدا کو تجھ کو یہ عظمت سفر کی ہے

حل لغات

لپٹ از لپٹنا، چمٹنا۔ سونپا از سونپنا، سپرد کرنا۔ عظمت، بڑائی، بندگی، شان۔

شرح

جب ہم درگاہِ حبیب ﷺ میں حاضر ہونے کا پروگرام بنائیں تو حرم مکہ قدموں کو چمٹ کر کہے کہ تمہیں خدا کے سپرد کیا تم بڑی شان والے ہو کہ اس لئے کہ تم عظیم الشان سفر کا عزم رکھتے ہو۔

اس شعر میں اپنی خوش قسمتی کا بیان فرماتے ہیں ایسے ہی ہر زائر مدینہ کو سمجھئے کہ جب زائر مدینہ احرام عمرہ چھوڑ کر عازمِ مدینہ ہوتا ہے تو گویا اب اس پر کعبہ معظّمہ رشک کناں ہو کر زائرین مدینہ کو کہتا ہے

سونپا خدا کو تجھ کو یہ عظمت سفر کی ہے

کعبہ معظمہ مشتاق مدینہ

امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ نے اس شعر میں احادیث کی طرف اشارہ فرمایا ہے کہ کعبہ معظّمہ کو بھی مدینہ طیبہ کی حاضری کا اشتیاق ہے یہاں تک کہ آخری لمحات میں میدانِ حشر کی حاضری سے پہلے یہی تمنا کریگا کہ اسے مزارِ رسول ﷺ کی زیارت نصیب ہو چنانچہ وہ ان شاء اللہ تعالیٰ پہلے مزارِ رسول ﷺ کی زیارت سے مشرف ہوگا بعدازاں محشر میں تشریف لے جائے گا۔

کعبہ بارگاہِ رسول ﷺ میں

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ قیامت کے دن کعبہ کو دلہن کی طرح ملائکہ سنگار کر میدانِ حشر میں لیجائیں گے۔ راستہ میں مجھ سے ملاقات ہوگی کعبہ بزبانِ فصیح عرض کریگا السلام علیکم یا محمد (ﷺ) میں کہونگا وعلیکم السلام یا بیت اللہ اے کعبہ میری امت نے تیرے ساتھ کیا سلوک کیا اور تو اس کے ساتھ کیا کریگا۔ عرض کریگا یا رسول اللہ ﷺ آپ کی امت میں جو بھی میری زیارت کے لئے آیا میں اس کا شفیع ہونگا آپ ان کے متعلق تسلی فرمائیے اور جو میرے ہاں نہ آسکا اس کے آپ ہی شفیع ہونگے۔ (تفسیر عزیزی البقرہ صفحہ ۴۶۳)

کعبہ مزارِ رسول ﷺ پر

حضرت عبدالرحمٰن صفوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ کتاب شرف المصطفیٰ میں ہے کہ کعبہ خدا تعالیٰ سے مزارِرسول کی زیارت کی آرزو کریگااور اجازت چاہے گا کہ وہ مزار مبارک پر حاضر ہو۔اجازت ملنے پر حضور اکرم ﷺ کی خدمت حاضر ہوکرعرض کریگایا نبی اللہ ﷺ آپ ان امتیوں کی فکر نہ کریں جنھوں نے میرا طواف کیااور جو گھر سے نکالیکن میرے پاس نہ پہنچ سکایا جس نے میری ہاں حاضری کی تمنا کی لیکن کسی سبب سے نہ پہنچ سکاان سب کی شفاعت کرونگا۔

فائدہ کثیر المنافع

ان حدیثوں میں کعبہ کی تمنا کا کیا کہنا لیکن حضور اکرم ﷺ کی محبت یہ امت بھی قابل غور ہے ہاں کعبہ معظّمہ کی علمی وسعت ذہن میں ڈالئے کہ بے شمار حجاج کو کس طرح جانتا ہے کہ کل قیامت کوظاہر ہوگا کہ کس کس نے حج پڑھااور جونہ پڑھ سکا لیکن آرزو میں مرگیا کعبہ معظّمہ اس کو بھی جانتا ہے خواہ وہ کسی ملک اور کسی زمانہ کا ہو یہ تو کعبہ معظّمہ کا علم ہے کعبہ کا کعبہ حضرت محمد عربی ﷺ کے علم کا کیا عالم ہوگاافسوس ہے اس بد بخت برادری کا کہ ایسے محبوب خدا ﷺ پر لاعلمی کی تہمت لگاتے ہیں۔

ہم گردِ کعبہ پھرتے تھے کل تک اور آج وہ
ہم پر نثار ہے یہ ارادت کدھر کی ہے

حل لغات

گرد(بکسرا لکاف عجمی) حلقہ گھیرا ،چاروں طرف۔نثار(بکسر نون) کوئی چیز صدقے کے طور پر کسی کے سر پر سے پھیرنا، نچھاور کرنا،قربان ،صدقے ،ارادہ ،خواہش ،قصد۔

شرح

کل ہم کعبہ معظّمہ کے چاروں طرف گھومتے پھرتے (طواف) کرتے تھے لیکن آج وہ ہم پر صدقے ہورہا ہے اس لئے کہ ہمارا قصد کسی اعلیٰ بارگاہ کا ہےاور وہ بارگاہ خود کعبہ کا بھی کعبہ ہے یعنی بارگاہ حبیب خدا ﷺ۔

طوافِ کعبہ گرداولیاء

فقیراسی شرح کے حصہ اول و دوم میں تفصیل سے لکھ آیا ہے اور فقیر کی اس موضوع پر ایک مستقل تصنیف ہے ”القول الجلی فی ان الکعبۃ تذھب الی زیارۃ الولی یعنی شرح شریف میں بدلائل ثابت ہے کہ کعبہ معظّمہ

نے مقبولانِ بارگاہِ عزت گدایانِ سرکارِ رسالت کے گرد طواف کیا ہے۔حدیث شریف میں ہے مسلمانوں کی حرمت اللہ تعالیٰ کے نزدیک کعبہ معظّمہ کی حرمت سے زیادہ ہے

عن ابن عمرانه نظر یوماً الی الکعبة فقال ما اعظمک وما اعظم حرمتک والمومن اعظم حرمة عندالله منک اخرجه الترمذی وحسنه(جلد۲صفحہ۲۴)

ورواه ابن ماجه مرفوعاً عن ابن عمرو لفظه قال رایت رسول اللهﷺ یطو ف بالکعبة ویقول اطیبک واطیب ریحک واعظم حرمتک والذی نفس محمد بیده الحرمة المومن اعظم عندالله حرمة منک الخ(ابن ماجہ صفحہ ۲۹۰ اصح المطابع)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کعبہ معظّمہ کو دیکھ کر فرمایا اے کعبہ تو بڑی عزت وحرمت والا ہے لیکن مومن کی عزت وحرمت تجھ سے زائد ہے اور ایک روایت میں ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے کعبہ کا طواف کرتے ہوئے کعبہ کو فرمایا کہ اے کعبہ تیری بھی شان ہے لیکن مومن کی شان تجھ سے زیادہ ہے۔

فائدہ

بے شمار اولیاء کرام کی طرف کعبہ معظّمہ کو طواف کرتے دیکھا گیا منجملہ ان کے ایک واقعہ حضرت رابعہ بصری رحمہا اللہ بہت مشہور ہے۔

حضرت رابعہ بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے لئے کعبہ معظّمہ کا جانا

(۱) رسالہ صوفی لاہور ماہ جولائی ۱۹۱۳ء (۲) تذکرۃ الاولیاء صفحہ ۵۴

(۳) دیوبندی رسالہ ہفت روزہ چٹان ۲۶/ ۱۳ (۴) انیس الارواح صفحہ ۱۱

میں ہے کہ جبکہ آپ حج کو جارہی تھیں قریب مکہ معظّمہ کے پہنچنے پر کیا دیکھتی ہیں کہ کعبہ آپ کے استقبال کو آرہا ہے آپ مخاطب ہو کر یوں گویا ہوئیں میں کعبہ کو لے کر کیا کروں گی مجھ کو رب البیت چاہیے میں کعبہ کے مشاہدہ سے ہرگز خوش نہیں ہوسکتی بلکہ جمالِ محبوب سے البتہ مسرور ہوں گی۔

روایت ہے کہ بعد ترک سلطنت حضرت خواجہ ابراہیم بن ادھم (شاہ بلخ) چودہ سال کے عرصہ میں قدم قدم پر دو رکعت نمازِ نفل پڑھتے ہوئے داخل مکہ معظّمہ ہوئے وہاں کعبہ کو نہ پایا تو خدشہ ہوا کہ شاید میری آنکھوں میں خلل واقع ہوگیا ہے آپ پر فوراً الہام واقع ہوا کہ تمہاری نگاہ میں نقص نہیں بلکہ کعبہ میری محبہ کے استقبال کو گیا ہوا ہے جو کہ یہاں آرہی

ہے۔حضرت ابراہیم بن ادہم کواس واقفیت پر حیرت ہوئی اور حضرت رابعہ بصری کے شرف و نیاز سے مشرف ہونے چلے اثناءراہ میں دیکھتے ہیں کہ ایک ضعیفہ عاشق کے خمارمخوردنیااورعقبی سے آزاد ہستی خدا میں کھوئی آرہی ہےاور کعبہ اپنی جگہ پر قائم ہے حضرت ابراہیم نے کہا اے رابعہ تم نے عالم میں یہ کیا شور مچار کھا ہے۔آپ نے جواب میں یہ کہا کہ تم نے ایک ہنگامہ برپا کردیا کہ ہرقدم پرنماز ادا کرتے ہوئے آئے ہوتم نے اپنی منزلوں کونماز کے زور پر طے کیا اور میں عجز و نیاز کے ساتھ بغرضِ لقائے محبوب یہاں پہنچی ہو۔

ازالہ وھم

کعبہ رابعہ کے استقبال کوآنا بظاہر خلافِ عقل تو ضرور معلوم ہوتا ہے مگر جن نفوس میں مذہبی احسان اور قدرتِ الٰہی کے اطوار ودیعت کیئے گئے ہیں ان کے تعجب کی کوئی بات نہیں اس لئے وہ سب اسے خوب سمجھتے ہیں کہ انسان کی محدود عقل خدا کے ہرایک راز کونہیں سمجھ سکتی جن لوگوں نے اپنی تمناؤں اور خواہشوں کو رضائے الٰہی میں گم کردیا ہے اپنی ہستی غیر فانی زیست کے سپرد کردی اور قوتِ ارادی محبت الٰہی میں گزاردی ہوان میں ایسی غیر معمولی آسمانی کشش ظاہر ہونے لگتی ہے کہ تمام کائنات ان کے قبضہ وقدرت میں ہوجاتی ہےاوران کا ہرایک فعل فعل الٰہی ہوتا ہے جیسا کہ قرآن مجید شاہد ہے

وَ مَا تَشَآءُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ (پارہ ۳۰،سورۃ التکویر، آیت ۲۹)

اورتم کیا چاہومگر یہ کہ اللہ جوسارے جہان کارب۔

کالک جبین کی سجدۂ در سے چھڑاؤ گے
مجھ کو بھی لے چلو یہ تمنا حجر کی ہے

حل لغات

کالک،سیاہی،رسوائی،عیب یہاں پہلا معنی مراد ہے۔جبین،پیشانی،ماتھا۔حجر،حجر سے حجر اسود مراد ہے۔

شرح

حجر اسود کہتا ہے اے حاجیو! میرے ماتھے سے سیاہی تب جائیگی جب درِرسول ﷺ پر سجدہ ریز ہونگا فلھذا مجھے بھی مدینہ پاک اپنے ساتھ لے چلو۔حجر اسود کی یہی آرزو ہے کہ وہ بھی درِرسول ﷺ پر حاضری دے۔

حجراسود کو عشق رسول ﷺ

حجر اسود بھی اللہ تعالٰی کی مخلوق ہےاور شرعاً واضح ہے کہ مخلوق کا ذرہ ذرہ ہمارے نبی پاک ﷺ کا امتی ہے۔

حدیث شریف مشکوۃ، مسلم میں ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا

ارسلت الی الخلق کافۃ — میں تمام مخلوق کا رسول ہوں

اور یہ بھی مسلم ہے کہ حقیقی امتی ہے بھی وہی جسے اپنے رسول اکرم ﷺ سے عشق اور محبت ہو ورنہ وہ منافق ہے اور جہنم کا ایندھن اور معتزلہ منکر تھے کہ ڈھیلے پتھر بے جان شے ہیں ان میں شعور ہے نہ کوئی فہم۔ اہل سنت نے پرزور دلائل سے ثابت کیا کہ جمادات، نباتات، احجار و اشجار وغیرہ میں ان کی شان کے لائق جان بھی ہے اور شعور و فہم بھی۔ علاوہ ازیں حجر اسود تو ہے بھی جنت سے تشریف لایا ہوا۔

آرزوئے حجر اسود

کہا جاتا ہے کہ حجر اسود کعبہ کا دل ہے اس کے متعلق حدیث شریف میں ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا

انی لاعرف حجراً بمکۃ کان یسلم علی. (مسلم)

میں مکہ کے اس پتھر کو جانتا ہوں جو مجھ پر سلام عرض کرتا ہے۔

نسیم الریاض جلد ۳ صفحہ ٦٧ میں ہے کہ یہ پتھر حجر اسود تھا یہی راجح قول ہے۔ دیکھئے فقیر کے رسالہ "التحریر المسجد ورسالہ" حجر اسود غلام احمد ہے بی بی حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتی ہیں کہ میں حضور اکرم ﷺ کو رضاعت کے لئے گھر لے جارہی تھی ارادہ ہوا کہ طواف کرکے گھر جاؤں میں آپ کو گود میں لئے کعبہ میں آئی۔ حجر اسود کو بوسہ دینا چاہا تو حجر اسود اپنی جگہ سے ہٹ کر حضور اکرم ﷺ تک پہنچ گیا اور آپ کے چہرہ اقدس کو چوما۔ (تفسیر مظہری جلد ٦ صفحہ ٢٨)

ڈوبا ہوا ہے شوق میں زم زم اور آنکھ سے
جھالے برس رہے ہیں یہ حسرت کدھر کی ہے

حل لغات

ڈوبا ہوا از ڈوبنا، غرق ہونا۔ جھالے، جھال کی جمع، تیزی، جلن، ٹانکا، لہر، تھوڑی سی، بارش یہاں مطلقاً قطرات مراد ہیں۔

شرح

زم زم شریف شوق میں غرق ہے اور اس آنکھ سے دیکھو کیسے تیز قطرے بادل کی طرح برس رہے ہیں واللہ اعلم۔

اسے کدھر کی حسرت اور تمنا ہے یعنی وہ بھی مدینہ طیبہ کی آرزو تمنا میں آنسو بہا رہا ہے چاہتا ہے کہ وہ بھی حاجیوں کے ساتھ

ہی گنبدِ خضراء کی حاضری کے لئے چل پڑے کیونکہ آبِ زم زم نے حضور اکرم ﷺ سے بہت فیض پایا ہے۔ علماءِ کرام فرماتے ہیں کہ آپ کے قلبِ اطہر کو شق کرکے آبِ زم زم سے دھونے سے اس میں مزید برکات وفیوضات کا اضافہ مطلوب تھا نہ کہ (معاذاللہ) آپ کے قلبِ اقدس میں کوئی الائش تھی کہ اسے زم زم سے صاف کیا گیا وہ اسی لئے کہ آبِ زم زم میں حضرت اسماعیل علیہ السلام کی برکتیں تھیں تو اب حضور اکرم ﷺ سے منسوب ہونے پر مزید برکات نصیب ہوں مزید تفصیل دیکھئے فقیر کی تصنیف ''معراج المصطفیٰ''

برسا کہ جانے والوں پہ گوہر کروں نثار

ابرِکرم سے عرض یہ میزاب زر کی ہے

حل لغات

گوہر، موتی، قیمتی پتھر۔ نثار، قربان۔ ابر، بادل، گھٹا۔ میزاب، پرنالہ۔ زر، سونا۔ میزاب زر سے مراد کعبہ معظّمہ کی دیوار شالی پر حطیم کی طرف جو پرنالہ لگا ہوا ہے اسے میزاب زر اور میزابِ رحمت بھی کہا جاتا ہے۔

شرح

میزابِ رحمت (پرنالہ کعبہ) کے عشقِ رسول ﷺ کا بیان ہے کہ پرنالہ بھی آرزو رکھتا ہے کہ مدینہ پاک کو جانے والوں کے لئے ہدیہ تحفہ پیش کرے کہ یہ اس کے محبوب ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا ہے اسے بھی آرزو ہے کہ کاش وہ بھی مدینہ کا زائر ہوتا۔

لطیفہ

کعبہ معظّمہ سے دور بندگانِ خدا جب اللہ تعالیٰ سے کچھ مانگتے ہیں تو گویا اللہ تعالیٰ انہیں فرماتا ہے میرے گھر آ جاؤ ایک کے بجائے ایک لاکھ دونگا جب بندگانِ خدا کعبہ معظّمہ میں حاضر ہوکر کعبۃ اللہ کے سامنے آرزو وتمنا کرتا کرتے ہیں تو گویا کعبہ کہتا ہے کہ میں بھی تاجدارِ مدینہ کا بھکاری ہوں دیکھ لو کہ پرنالہ بصورتِ سائل کے ہاتھ تاجدارِ مدینہ ﷺ کے آگے ہاتھ پھیلائے ہوئے ہے۔

فائدہ

پرنالہ مدینہ طیبہ کے عین سامنے ہے جسے جب سے بنایا گیا وہ اسی ہیئت میں تاحال موجود ہے نجدیوں کی توڑ پھوڑ بھی اس تاجدارِ مدینہ ﷺ کی جانب بھکاری والی صورت و ہیئت کو تبدیل نہیں کرسکی۔

آغوشِ شوق کھولے ہے جن کے لئے حطیم
وہ پھر کے دیکھتے نہیں یہ دھن کدھر کی ہے

حل لغات

آغوش، گود، بغل، کولی۔ حطیم، زمانہ جاہلیت میں قریش نے بنائے کعبہ معظّمہ کی تجدید کی تھی کم خرچ کے باعث چندگز زمین شمال کی طرف چھوڑ کر دیواریں اُٹھا دیں وہ زمین اصل میں کعبہ معظّمہ کی ہے اس کے گرد قوی شکل پر کمر تک ایک بلند دیوار کھینچ دی گئی ہے اور دونوں طرف سے جانے کی راہ رکھی ہے اس ٹکڑے کو حطیم کہتے ہیں جو بالکل آغوش کی شکل پر ہے۔ دھن (اردو، مونث) دھیان، شوق، لت۔

شرح

حطیم نے شوق سے بغلیں کھول رکھی ہیں اے حاجیو دیکھتے نہیں ہو کہ اسے یہ شوق کس کی جانب ہے یہ بھی اس آرزو میں ہے کہ کاش اسے بھی مدینہ پاک جانا نصیب ہوتا۔

ہاں ہاں رہ مدینہ ہے غافل ذرا تو جاگ
او پاؤں رکھنے والے یہ جا چشم و سر کی ہے

حل لغات

ہاں، ایجاب وقبول کا کلمہ، اصرار، یہاں تاکید کے ساتھ ہے۔ او، حرفِ ندا، ارے، ابے، اپنے سے کم رتبے والے کو بلانے کی آواز۔

شرح

اب جبکہ عاشق مدینہ مکہ معظّمہ سے فراغت پا کر مدینہ پاک کو جانے والا ہے تو اسے امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ مدینہ کی حاضری کا ادب سمجھاتے ہیں کہ ہاں تو اے عاشق مدینہ تو مدینہ پاک جانے کو تیار ہے لیکن غفلت سے نہیں جانا یہاں بڑی ہوشیاری کی ضرورت ہے ارے بندہ خدا جہاں تو جا رہا ہے یہاں پاؤں پر چلنے کا راستہ نہیں بلکہ یہاں تو آنکھیں بچھا کر سر کے بل چلنا ضروری ہے اسی کو دوسرے مقام پر یوں فرمایا

حرم کی زمین اور قدم رکھ کے چلنا ارے سر کا موقعہ ہے او جانے والے

وارُوں قدم قدم پہ کہ ہر دم ہے جانِ نو
یہ راہ جاں فزا مرے مولا کے در کی ہے

حل لغات

واروں از وارنا، قربان کرنا، نچھاور کرنا۔ نو، جدید، نئی۔

شرح

راہِ مدینہ پاک کے ایک ایک قدم پر ہر آن نئی جان قربان کروں اس لئے کہ یہ راہ جانفزا میرے آقا و مولیٰ ﷺ کے درِ اقدس کو جاتی ہے۔

گھڑیاں گنی ہیں برسوں کہ یہ سُبگھڑی پھری
مرمر کے پھر یہ سِل مرے سینے سے سرکی ہے

حل لغات

گھڑیاں، گھڑی کی جمع ہے، پہر کا آٹھواں حصہ، وقت یہاں یہی مراد ہے۔ برسوں، سالہا سال۔ گنی، از گننا شمار کرنا۔ سُبگھڑی، بالضم سین وسکون ہائے موحدہ، ہندی زبان میں نیک وسعید اب معنی ہوا ساعت سعید۔ پھری از پھرنا، چکر کھانا، واپس ہونا۔ سِل، ایک مہلک مرض جس میں پھیپھڑوں سے زخم کے باعث خون آکر خون سوکھ سوکھ کر آدمی مرجاتا ہے۔

شرح

عرصہ دراز تک سالہا سال گنتے گنتے یہ ساعت سعید نصیب ہوئی اور ہجر و فراق کی بیماری جو بمنزلہ (سِل مرض) کے ہے سینے کو جلا جلا کر مار ہی دیا لیکن اب اس سے نجات کے بجائے شکر ہے کہ وہ سر میں آگیا یعنی عشق و محبت نے رنگ دکھایا کہ یہ ساعت سعید نصیب ہوگئی۔

اللہ اکبر اپنے قدم اور یہ خاکِ پاک
حسرت ملائکہ کو جہاں وضعِ سر کی ہے

حل لغات

اللہ اکبر (عربی کلمہ) مشہور ہے لیکن ادو میں نعرہ تکبیر اور تعجب کے وقت بھی بولتے ہیں یہاں یہی مراد ہے۔

حسرت،تمنا،آرزو۔وضع (عربی)مصدر بمعنی رکھنا۔

شرح

سبحان اللہ،اللہ اکبر ہمارے قدم اس خاک پاک پر ہیں جہاں ملائکہ کی تمنا و آرزو ہے کہ کاش وہ یہاں اپنے سر رکھیں۔

معراج کا سماں ہے کہاں پہنچے زائرو
کرسی سے اونچی کرسی اسی پاک گھر کی ہے

حل لغات

سماں (اردو) زمانہ،وقت،موقع محل،لطف،اچھی،فصل،جوبن،زائرو زائر کی جمع مراد مدینہ پاک کے زائرین۔
کرسی،چوکی،آٹھوں آسمان،اللہ تعالیٰ نے فرمایا''وَسِعَ کُرْسِیُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ''دوسری کرسی کا معنی تخت،مسند،گدی۔

شرح

اے زائرین مدینہ سوچو کہاں تک پہنچے ہو تمہیں تو معراج جیسا موقعہ نصیب ہوا ہے۔اس مقدس گھر کی مسند تو کرسی وغیرہ سے بھی بلند سے بلند تر ہے۔

عشاق روضہ سجدہ میں سوئے حرم جھکے
اللہ جانتا ہے کہ نیت کدھر کی ہے

حل لغات

عشاق،عاشق کی جمع مراد عاشقانِ رسول ﷺ۔روضہ،باغ،یہاں گنبد خضریٰ مراد ہے۔حرم سے کعبہ معظّمہ مراد ہے۔

شرح

گنبد خضراء کے عشاق کعبہ شریف کی طرف سجدہ میں جھکے لیکن کی خواہش کہ اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ ان کی عاشقوں کی آرزو کیا ہے۔

اس شعر کے دو معنی ہیں ایک ظاہری یعنی عاشقانِ روضہ کا اپنا تو یہی جی چاہتا تھا کہ روضۂ اطہر کی طرف سجدہ میں جھکے مگر دل کی خواہش سے خدا تعالیٰ کو خبر ہے تو اس وقت ان کی وہ حالت ہے جو سولہ مہینے بیت المقدس کی طرف حکم

سجود ہونے میں مسلمانوں کی حالت تھی کہ بہ تعمیل حکم بیت المقدس کی طرف سجدہ کرتے اور دل میں خواہش یہ ہی تھی کہ مکہ معظّمہ کو قبلہ کردیا جائے

فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰهَا (پارہ ۲، سورۃ البقرہ، آیت ۱۴۴)

تو ضرور ہم تمہیں پھیر دیں گے اس قبلہ کی طرف جس میں تمہاری خوشی ہے

اس تقدیر پر نیت بمعنی رغبت وخواہش ہے دوسری معنی دقیق کہ عاشقانِ روضہ کا سجدہ اگرچہ صورۃ سوئے حرم ہے مگر نیت کا حال خدا جانتا ہے کہ وہ کسی وقت اُس کے محبوب ﷺ سے جدا نہ ہوئے وہ خوب جانتے ہیں کہ

کعبہ بھی انہیں کی تجلی کا ایک ظل

کعبہ بھی انہیں کے نور سے بنا انہیں کے جلوہ نے کعبہ کو کعبہ بنا دیا۔

تو حقیقت کعبہ وہ جلوۂ محمد یہ ہے جو اس میں تجلی فرما ہے وہی روحِ قبلہ اور اسی کی طرف حقیقتاً سجدہ ہے اتنا یادر ہے کہ حقیقت محمد یہ ہماری شریعت میں مسجود الیہا ہے اور اگلی شریعتوں میں سجدۂ تعظیمی مسجود لہا تھی۔ ملائکہ و یعقوب وابنائے یعقوب علیہم السلام نے اس کو سجدہ کیا آدم و یوسف علیہما السلام قبلہ تھے۔ (حاشیہ حدائق مطبوعہ کراچی)

فائدہ

حدائق بخشش مطبوعہ کے بعض مقامات پر خود امام احمد رضا قدس سرہ نے کچھ حواشی بھی لکھے تھے اس لئے پرانے مطبوعہ دیوانوں (حدائق بخشش) کے اکثر حواشی کے اختتام پر لفظ دیکھا جاتا ہے (اسی لئے فقیر نے تبرکاً ان حواشی کو بھی موقعہ بہ موقعہ نقل کیا ہے)

شرح از صاحب کلام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

مذکورہ حاشیہ پڑھ کر کسی صاحب نے سوال کیا کہ مصرعہ عشاق روضہ سجدہ میں سوئے حرم جھکے کی شرح مطلب میں تحریر ہے کہ انہی کے جلوہ نے کعبہ کو کعبہ بنا دیا تو حقیقت کعبہ وہ جلوہ محمد یہ (علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام) ہے جو اس میں تجلی فرما ہے وہی روحِ قبلہ اور اسی کی طرح حقیقۃً سجدہ ہے اتنا یادرہے الخ

یہ عبارت اُوپر حاشیہ میں ہے۔

اس پر سائل کا سوال ہے کہ ان الفاظ سے اس ناقص الایمان والعلم والعقل کی ناقص فہم میں یہ آتا ہے کہ جلوہ محمد یہ ہی کو حقیقۃً کعبہ کہا گیا ہے جب حقیقت کعبہ جلوۂ محمد یہ بنائی گئی اور اس کی طرف حقیقت سجدہ کیا گیا اور حقیقت محمد یہ کو مسجود

ایسا کہا تو حقیقت کعبہ کا حقیقت محمدیہ لازم آتا ہے۔

اس کے جواب میں امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ نے لکھا

الجواب

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

اگر آپ آفتاب اور دھوپ کو دیکھیں تو فرق حقیقت وتجلی کی ایک ناقص مثال پیش نظر ہو۔ آفتاب گویا حقیقت شمس ہے اور دھوپ اس کا جلوہ، حقیقت صفاتِ کثیرہ رکھتی ہے اور اپنے مجال میں متفرق صفات سے تجلی کرتی ہے ان صفات کے لحاظ سے جو آثار ان کے مجالی کے ہیں وہ حقیقۃً حقیقت کے اور معاملات ان مجالی سے بحثیت مجالی ہیں وہ حقیقۃً حقیقت سے جیسا صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی نسبت فرمایا

فمن احبھم فبحبی احبھم ومن ابغضھم فببغضی ابغضھم

حقیقت کعبہ مثل حقائق جملہ اکوان حقیقت محمدیہ علیٰ صاحبہا افضل الصلوٰۃ والتحیہ کی ایک تجلی ہے کعبہ کی حقیقت وہ جلوہ ہے مگر وہ جلوہ عین حقیقت محمدیہ نہیں (ﷺ) بلکہ اس کے غیر متناہی اظلال سے ایک ظل جیسا کہ اس قصیدہ میں ہے

کعبہ بھی ہے انہیں کی تجلی کا ایک ظل ۔۔۔ روشن انہیں کے عکس سے پتلی حجر کی ہے

حقیقت کریمہ نے اپنی مسجودیت الیہا سے اس ظل میں تجلی فرمائی ہے لہٰذا کعبہ جس کی حقیقت یہی ظل وتجلی ہے مسجود الیہا ہوا اور حقیقت وہ حقیقت علیہ مسجود الیہا ہے کہ اس کی صفت کے ساتھ اس پر تجلی نے اسے مسجود الیہا کیا۔ والسلام (فتاویٰ رضویہ جلد ۹ صفحہ ۱۹۷، ۱۹۶)

فائدہ

امام احمد رضا قدس سرہ کے قلم پہ قربان جاؤں کہ ایک بہت بڑی دقیق تحقیق اور طویل مضمون کو دریا مذکورہ بند کر کے ثابت فرمایا کہ کعبہ تو اس آفتابِ تجلیات کا ایک ظلم ہے پھر ہم کیوں نہ کہیں کہ آپ ﷺ کعبہ کا کعبہ ہیں۔

تبصرہ اُویسی غفرلہ

چونکہ یہ مسئلہ وحدۃ الوجود سے متعلق ہے جو حضرات وحدۃ الوجود سے کچھ واسطہ رکھتے ہیں ان کے لئے یہ عقیدہ کہ آپ ﷺ کعبہ کا کعبہ ہیں وہ اس لئے کہ مراتب ستہ میں مرتبہ حقیقۃ جامع الحقائق ہے وہی مرتبہ جمع حقائق کا سرچشمہ ہے

اور کعبہ بھی اسی کی ایک جھلک ہے۔اب سمجھئے حقیقۃ محمدیہ کی تحقیق

حقیقت محمدیہ علیٰ صاحبہا السلام والتحیہ

دوسرا مرتبہ یقین اول مرتبۂ وحدت اور حقیقت محمدیہ ﷺ مرتبہ احدیت اور واحدیت کے درمیان برزخ ہے اسی لئے اس مرتبہ کو برزخِ کبریٰ بھی کہتے ہیں۔

یہ مرتبہ مراتب تنزیہی سے ہے اس مرتبہ کو مرتبۂ حقی بھی کہتے ہیں یہ تجلی علمی ہے یہ تجلی نور وجود علم شہود چار کمالات کی جامع ہے۔نور سے ظاہریت اور مظہریت وجود سے واحدیت وموجودیت، علم سے علیت اور معلومیت، شہود سے شاہدیت اور مشہودیت ۔ یہ مرتبہ باعتبار بطون کے اول اور باطن ہے جو ذات باری تعالیٰ ''کنت کنزاً مخفیاً'' ہو کر چھپا ہوا تھا۔وہ اس مرتبہ میں اجمالی اور کلی طور پر ثابت ہوا اس لئے اس مرتبہ کو ام الکتاب کہتے ہیں جیسے ''کشجرۃ فی النواۃ '' گٹھلی میں درخت کا اندراج ہوتا ہے اس طرح اس مرتبہ میں تمام تفصیلات و جزئیات کا اندراج ہے۔گٹھلی تمام درخت کی جزئیات کے لئے ام الکتاب ہے جو کچھ گٹھلی میں چھپا ہوا تھا وہ تمام درخت میں ظاہر ہوا۔گٹھلی ام الکتاب ہے اور تمام درخت کتاب المبین۔

نقطہ تمام حروف کی ام الکتاب ہے جب نقطہ کو پھیلایا اور کھینچا تو الف کی صورت میں ظاہر ہوا اور الف پیچ در پیچ تمام حروف میں ظاہر ہے۔حروف کی ترکیب سے لفظ بنتا ہے اور لفظوں کی ترکیب سے جملہ اور جملہ کی ترکیب سے اور صفحہ کی ترکیب سے کتاب ۔تمام کتاب کا اجمال صفحہ میں اور صفحہ کا اجمال جملہ میں اور جملہ کا اجمال لفظ میں اور لفظ کا اجمال حروف میں اور حروف کا اجمال ایک الف میں اور الف ایک نقطہ میں تو معلوم ہوا کہ نقطہ تمام کتاب کی ام الام ہے۔

جیسے سورۂ فاتحہ ام الکتاب اور تمام قرآن کریم کتاب مبین پھر سورۂ فاتحہ کتاب مبین اور ''بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم'' ام الکتاب۔ ''بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم'' کتاب مبین اور ''بِسْمِ اللّٰہ'' کی با ام الکتاب اور با کتاب مبین اور نقطہ با کا ام الکتاب۔اس اعتبار سے بسم اللہ کی با کا نقطہ ام الام قرار پایا۔

اسی طرح جو کچھ ذات میں چھپا ہوا تھا وہ ام الکتاب وحدت ذاتی میں ظاہر ہوا اور جو ام الکتاب ہونے کے اعتبار سے وحدت اور حقیقت محمدیہ ﷺ میں پھیلا ہوا تھا وہ مرتبہ علم میں تفصیلی طور پر ظاہر ہوا اس لئے علم باری تعالیٰ وحدت اور حقیقت محمدیہ ﷺ کی کتاب مبین قرار پایا۔ یہ مرتبہ حقائق الاہیہ کی ام الکتاب ہے اور علم کتاب مبین قلم حقائق کونیہ کی ام الکتاب ہے جو مرتبہ قلم میں باعتبار ام الکتاب چھپا ہوا تھا وہ مرتبہ لوح میں کتابِ مبین ہو کر مفصل اور ظاہر ہوا۔

قلم باعتبار کلی اور اجمالی ہونے کے مرتبہ وحدت در حقیقت محمد یہﷺ یعنی وحدتِ ذاتی کے مشابہ اور آئینہ ہے اور لوح باعتبار مفصل ہونے کے ذات باری تعالیٰ کے علم کے مشابہ اور اس کا آئینہ ہے۔

اسی طرح عرش مراتب کونیہ مرکبہ کی ام الکتاب باعتبار اجمال اور کل کے ہے اور کرسی باعتبار تفصیل کے کتاب مبین ہے جو کچھ عرش میں اجمالی اور کُلی طور پر چھپا ہوا ہے وہ کرسی پر تفصیل اور جزئی طور پر مفصل اور ظاہر ہے۔

مرتبہ عرش اعتبار اجمال اور کل قلم کا مشابہ اور آئینہ ہے اور مرتبہ کرسی باعتبار تفصیل کے مرتبہ لوح کے مشابہ اور آئینہ ہے تو اس سے یہ ثابت ہو گیا کہ مرتبہ عرش مرتبہ قلم کا مشابہ اور آئینہ اور مرتبہ قلم ذات کا مشابہ اور آئینہ جو ذات میں چھپا ہوا تھا وہ قلم میں ظاہر ہوا اور جو قلم میں چھپا ہوا تھا وہ عرش پر ظاہر ہوا یہ بھی ثابت ہوا کہ کرسی مرتبہ لوح کے مشابہ اور آئینہ اور لوح مرتبہ علم کے مشابہ اور آئینہ۔ جو علم میں چھپا ہوا تھا وہ لوح پر ظاہر ہوا اور جو کچھ لوح میں چھپا ہوا تھا وہ کرسی میں ظاہر ہوا ان تمام حقائق الاہیہ اور حقائق کونیہ کا جامع حضرتِ انسان ہے اور جس پر تمام مراتب بالتفصیل کما حقہ کھل گئے وہ خاتم النبیین سرکارِ مدینہ جنابِ محمد رسول اللہﷺ کی ذات بابرکات ہے۔

اسی طرح یہ جان لینا چاہیے کہ جس طرح گٹھلی میں تمام درخت ہے اسی طرح حقیقت محمد یہﷺ میں کائنات کا ذرہ ذرہ اور فرد فرد حقائق الاہیہ اور کونیہ مندرج ہیں جب درخت ظاہر ہو گیا تو گٹھلی تمام درخت میں جاری وساری ہے اسی طرح حقیقت محمد یہﷺ کے اعتبار سے حضور سرکارِ دو عالمﷺ تمام کائنات کے ذرہ ذرہ اور فرد فرد میں جاری وساری ہیں۔

یہ بھی جان لینا چاہیے کہ جیسے نقطہ میں تمام کتاب مندرج ہیں اسی طرح حقیقت محمد یہﷺ میں تمام عالم کی کتاب مندرج ہے اور اگر کتاب کو دیکھا جائے تو وہی نقطہ تمام کتاب میں جاری وساری ہے اسی طرح حقیقت محمد یہﷺ کے اعتبار سے حضور اکرمﷺ تمام کائنات میں جاری وساری ہے۔

حقائق الاہیہ اور حقائق کونیہ کے جب آپ جامع ہیں تو پھر عرش ہو یا کرسی لوح ہو یا قلم کوئی مرتبہ بھی حضور سے باہر نہیں۔

چونکہ حقائق الاہیہ کی ام الکتاب ذاتِ باری تعالیٰ ہے اور کتاب مبین علم باری تعالیٰ ہے آپ حقائق الاہیہ کے بھی جامع ہیں تو آپ سے نہ ذات باہر ہے اور نہ علم۔ اس وجہ سے عرش و کرسی کا دیکھنا، لوح و قلم کا دیکھنا اور ذاتِ باری تعالیٰ کا دیکھنا ضروری قرار پایا۔ اسی لئے سرکارِ دو عالمﷺ نے فرمایا "انی رایت ربی عزوجل" ذاتِ باری تعالیٰ نے

ارشادفرمایا ”مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَ مَا طَغٰی“ اسی لئے حضورا کرم ﷺ نے جو کچھ مشاہدہ فرمایا وہ حضورا کرم ﷺ کے اپنے ہی مراتب اور مقامات تھے۔ (تقریر سید امانت علی شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ)

فائدہ

حضرت سید صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی اسی تقریر سے کعبہ کا کعبہ سمجھنا مشکل نہ رہا بلکہ حاضرو ناظر اور علم غیب کُلی اور نور علی نور اور استمداد وغیرہ مسائل بھی روشن ومبرہن ہو گئے۔

یہی وجہ ہے کہ ہم مراتب ستہ بلکہ وحدۃ الوجود کے تمام مسائل کو حق اور سچ مانتے ہیں اور جو اس راہ کا واقف ہی نہیں وہ کیا جانے کہ کعبہ کیا ہے اور کعبہ کا کعبہ کیا۔

فقیر اس بحث کو دوسرے طریقے سے سمجھا تا ہے وہ یہ کہ کعبہ جو ہمارے سامنے سیاہ غلاف اوڑھے مکہ مکرمہ میں جلوہ گر ہے یہ اس آقا و مولیٰ حضرت محمد ﷺ کی امت کے اولیاء کرام کا شیدا و والہ ہے ان کی زیارت کے لئے ترستا ہے اور بسا اوقات ان کی زیارت کے ساتھ ان کے طواف کرنے کے لئے ان کے آستانوں تک پہنچ جا تا ہے۔

یہ گھر یہ در ہے اس کا جو گھر در سے پاک ہے
مژدہ ہو بے گھرو کہ صلا اچھے گھر کی ہے

حل لغات

مژدہ (فارسی) خوشخبری، مبارک باد۔ صلا (عربی، مونث) آواز، پکار۔

شرح

یہ گنبد خضریٰ اس کا دررحمت ہے جو گھر اور در سے پاک ہے یعنی اللہ تعالیٰ اے بے گھرو اور مفسلو کہ تمہیں اچھے گھر کی پکار نصیب ہوئی اور تم حاضر ہو گئے یعنی روضہ پُرنور تجلی الٰہی کا گھر عطائے الٰہی کا دروازہ ہے کہ اللہ عزوجل کے ظل اول واتم واکمل وخلیفہ مطلق وقاسم ہر نعمت ﷺ اس میں تشریف فرما ہیں۔

مصرعہ اول میں کعبہ کی حاضری کی طرف اور مصرعہ ثانی گنبد خضراء کی طرف اشارہ کیا ہے۔

کعبہ کو بیت اللہ کہا جاتا ہے تو محض شرافت و بزرگی کی وجہ سے اسی لئے علماء کرام نے فرمایا کہ اس قسم کی اضافت تشریفی کہلاتی ہے ورنہ اللہ تعالیٰ کی شان تو ہے کہ مکان وزمان سے پاک اور منزہ ہے اسی لئے امام احمد رضا قدس سرہ نے کہا یہ کعبہ بیت اللہ ہے لیکن یہ اضافت صرف شرافت و بزرگی کی ہے ورنہ وہ ذات گھر وغیرہ سے پاک ہے ہاں خود اسی

نے ایک ایسے گھر کی نوید سنائی ہے جس میں گھر والا بھی جلوہ گر ہے اور جو کچھ چاہو مانگو بلکہ وہاں صرف پہنچنے کی دیر ہے وہاں ملتا ہے بے مانگے

فلہٰذا اے بے گھروں یعنی مفلسو اور کنگالوں جاؤ وہاں رحمت حق صدا دے رہی ہے کہ

اگر خیریت دنیا و عقبیٰ داری بدر گاھیش بیاؤ ہر چه خواھی

اگر دنیا و آخرت کی خیریت کی آرزو ہے تو اس کی درگاہ میں آؤ اور جو چاہے لے لے۔

محبوبِ رب عرش ہے اس سبز قبہ میں
پہلو میں جلوہ گاہ عتیق و عمر کی ہے

حل لغات

قبہ (عربی، مذکر) برج، کلس، کنگرہ، گنبد یہاں یہی مراد ہے۔ پہلو، پسلی، کوکھ، طرف، رُخ، بغل، گود، پاس، پڑوس، موقعہ، ڈھ۔ جلوہ، رونق اور معانی ہم پہلے لکھ آتے ہیں۔ گاہ، جگہ اب دونوں یکجا مستعمل ہوئے۔ عتیق، آزاد، کریم، حسین، سیدنا ابوبکر وسیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا اسم گرامی۔

شرح

اس سبز گنبد میں عرش کے مالک کے محبوب ﷺ آرام فرما ہیں اور آپ کے پاس ہی سیدنا ابوبکر وسیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم رونق افروز ہیں۔

چھائے ملائکہ ہیں لگاتار ہے درود
بدلے ہیں پہرے بدلی میں بارش درر کی ہے

حل لغات

چھائے از چھانا، غالب ہونا، گھرنا۔ لگاتار، برابر، متواتر، پاس پاس، تابڑتوڑ۔ درود بالضم فارسی، اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتو رحمت وبرکت، ملائکہ کی طرف سے ہوتو بخشش کی دعا، بندوں کی طرف سے ہوتو دعا وسلام، جانوروں کی طرف سے تو تسبیح۔ بدلے ہیں از بدلنا بمعنی تبادلہ کرنا، پلٹنا۔ پہرے، پہرہ کی جمع، نگہبانی، حفاظت۔ بدلی (اردو) بادل کا چھوٹا ٹکڑا۔ درر بضم الدال وبفتح اقرا، موتی۔

شرح

گنبد خضراء پر ملائکہ کا ہجوم ہے مسلسل درود شریف کا ورد جاری ہے پہرے بدلتے رہتے ہیں اور ہر وقت رحمت کی بارش کے موتی کی گنبد خضراء پر بارش برس رہی ہے۔

مزارِ پُر انوار پر ستر ہزار فرشتے ہر وقت حاضر رہ کر صلوٰۃ و سلام عرض کرتے ہیں جو ایک بار آئے دوبارہ نہ آئیں گے کہ منظور ان سب ملائکہ کو یہاں کی حاضری سے مشرف فرمانا ہے اگر یہ تبدیلی نہ ہوتی تو کروڑوں محروم رہ جاتے بدلی یہاں بمعنی تبدیلی ہے اور اس سے بطورِ ابہام معنی ابر و سحاب کی طرف اشارہ کیا اور اس بدلی میں در ریعنی موتیوں کی بارش بتائی جس سے مراد لگاتار درود شریف ہے۔ (حاشیہ حدائق مطبوعہ کراچی)

حدیث شریف میں ہے حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہر روز ستر ہزار فرشتے آسمان سے اتر کر حضور اکرم ﷺ کی قبر انور کا طواف کرتے ہیں حتیٰ کہ اپنے بازوؤں سے تربت اطہر کو ڈھانپ لیتے ہیں اور قبر انور کو اپنے جلو میں لے کر آپ پر درود شریف پڑھتے ہوئے آپ کے لئے ترقی کمالات کے طالب رہتے ہیں۔ اس کے بعد فرشتوں کی یہ جماعت آسمان پر چلی جاتی ہے پھر دوسرے ستر ہزار فرشتوں کی جماعت آتی ہے جو صبح تک مشغول رہتی ہے۔ (جواہر البحار فی فضائل النبی المختار صفحہ ۲۱۴)

سعدین کا قران ہے پہلوئے ماہ میں
جھرمٹ کئے ہیں تارے تجلی قمر کی ہے

حل لغات

سعدین دو سیارہ سعید زہرہ مشتری اور قران بکسر قاف ان کا ایک درجہ دو قیقہ فلک میں جمع ہونا، یہاں سعدین سے مراد صدیق و فاروق ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور ماہ و قمر رسول اللہ ﷺ اور تارے وہی ستر ہزار ملائکہ کہ مزار انور پر چھائے ہوئے رہتے ہیں۔ (حاشیہ حدائق)

جھرمٹ (ہندی) عورتوں کا حلقہ، بھیڑ، درمٹ سڑک کوٹنے کا یہاں درمیانہ معنی مراد ہے۔

شرح

صدیق و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما حضور اکرم ﷺ کے پہلو میں آرام فرما ہیں اور حضور اکرم ﷺ کے ارد گرد ملائکہ کرام پھیلے ہوئے ہیں۔

ستر ہزار صبح ہیں ستر ہزار شام
یوں بندگی زلف و رُخ آٹھوں پہر کی ہے

شرح

گنبد خضراء کی حاضری کے لئے ستر ہزار ملائکہ صبح اور ستر ہزار شام کو حاضر ہوتے ہیں یونہی حضور اکرم ﷺ کی زلف عنبرین اور رُخ اطہر کی زیارت میں آٹھوں پہر بسر ہوتے ہیں۔

جو ایک بار آئے دوبارہ نہ آئیں گے
رخصت ہی بارگاہ سے بس اس قدر ہے

شرح

ان ستر ہزار میں سے جو بھی ایک بار حاضر ہوا پھر ان میں سے کوئی ایک بھی تا قیامت حاضر نہ ہو سکے گا اس لئے کہ انہیں اللہ کی طرف سے رخصت ہی صرف اس قدر نصیب ہوئی ہے۔

تڑپا کریں بدل کے پھر آنا کہاں نصیب
بے حکم کب مجال پرندے کو پَر کی ہے

شرح

تبدیلی کے وقت جانے والے فرشتے فراقِ محبوب ﷺ کی جدائی سے تڑپتے ہیں کہ پھر ہماری حاضری کے کہاں نصیب اور حکم کے بغیر محال ہے کہ کوئی پرندہ پَر ہلائے یعنی کوئی فرشتہ حکم کے بغیر نہیں جا سکتا۔

اے وائے بیکسی تمنا کہ اب امید
دن کو نہ شام کی ہے نہ شب کو سحر کی ہے

شرح

جو شام کو حاضر ہونے والے تھے ان کو دن بھر شام کی امید لگی تھی کہ شام ہو اور ہم حاضر ہوں جو صبح کو حاضر ہونے والے تھے انہیں شب بھر صبح کی آس بندھی ہوئی تھی کہ صبح ہو اور ہم حاضر ہوں جو ایک بار حاضر ہو چکے ہیں انہیں نہ دن کو ویسی شام کی امید ہے نہ شب کو ویسی صبح کی کہ دوبارہ آنا ہوگا۔

یہ بدلیاں نہ ہوں تو کروڑوں کی آس جائے
اور بارگاہ مرحمت عالم تر کی ہے

حل لغات

بدلیاں، بدلی کی جمع ہے بمعنی تبدیلیاں ۔کروڑ، کروڑوں کی جمع ہے سوالاکھ کی تعداد، یہاں ان گنت ملائکہ مراد ہیں ۔مرحمت، رحمۃ کا مصدر، آس، امید، آرزو،توقع، بھروسہ وغیرہ۔

شرح

فرشتوں کی یہ تبدیلیاں نہ ہوں تو ان گنت کی امیدیں ٹوٹ جائیں حالانکہ یہ بارگاہ رحمت عام سے عام تر ہے وہاں کسی کو بھی محروم نہیں کیا جاتا اور نہ ہی وہ محرومی کا مقام ہے وہاں تو غیر بھی رحمت سے بھر کر لے جاتے ہیں یہ تو (ملائکہ) رحمت عالم ﷺ کے عاشقانِ باصفا ہیں۔

حدیث شریف میں ہے مزار پُرانوار پر ستر ہزار فرشتے ہر وقت حاضر رہ کر صلوٰۃ وسلام عرض کرتے رہتے ہیں ستر ہزار صبح آتے ہیں عصر تک رہتے ہیں عصر کے وقت یہ بدل دیئے جاتے ہیں ستر ہزار دوسرے آتے ہیں وہ صبح تک رہتے ہیں یونہی قیامت تک بدلی ہوگی اور جو ایک بار آئے دوبارہ نہ آئیں گے کہ منظور ان سب ملائکہ کو یہاں کی حاضری سے مشرف فرمانا ہے اگر تبدیلی نہ ہوتی تو کروڑوں محروم رہ جاتے۔ بدلی یہاں بمعنی تبدیل ہے اور اس سے بطورِ ابہام معنی ابروسحاب کی طرف اشارہ کیا اور بدلی میں درلیعنی موتیوں کی بارش بتائی جس سے مراد لگاتار درود شریف ہے۔ (حاشیہ حدائق)

معصوموں کو عمر میں صرف ایک بار
عاصی پڑے رہیں تو صلا عمر بھر کی ہے

حل لغات

یکبار کے اندر (اردو) لفظ ہے بمعنی مرتبہ، دفعہ، دوسرا لفظ، بار (فارسی لفظ، مذکر ہے) بمعنی بوجھ، اسباب، رخصت، دخل اجازت وغیرہ یہاں یہی مراد ہے۔عاصی، گنہگار۔صلا، پکار و آواز۔عمر بھر، تمام عمر۔

شرح

ملائکہ معصومین کو زندگی میں صرف ایک بار حاضری کی اجازت ہے اور ہمارے جیسے گنہگار عمر بھر وہاں ڈیرے

جما دیں تو ان کو عمر بھر رہنے یا آنے جانے کی اجازت ہے۔

زندہ رہیں تو حاضری بارگہ نصیب
مرجائیں تو حیات ابدعیش گھر کی ہے

شرح

مدینہ پاک میں حاضری کے بعد وہاں رہنا نصیب ہو تو بارگاہِ رسول ﷺ کے حضور حاضری نصیب ہوئی کہ دنیا میں اس جیسی نعمت سے بڑھ کر اور کیا ہو گی اگر یہیں مدینہ پاک میں آ گئی تو دائمی حیات اور دارالخلد کی زندگی عیش و عشرت نصیب ہو۔

مفلس اور ایسے در سے پھرے بے غنی ہوئے
چاندنی ہر اک طرح تو یہاں گدیہ گر کی ہے

حل لغات

مفلس (عربی) غریب جس کے پاس پیسہ نہ ہو۔ چاندی (اردو) ایک سفید قیمتی دھات کا نام، کامیابی، مراد مندی، یہاں کامیابی مراد ہے۔ گدیہ (بالکسر) گدائی کرنا، گدیہ گر بمعنی گداگر۔

شرح

غنی ہوئے بغیر اس درِ اقدس سے کوئی واپس لوٹے (ہو نہیں سکتا) اس لئے کہ یہاں تو ہر گداگر کامیاب و کامران ہے۔

جاناں پہ تکیہ خاک نہالی ہے دل نہال
ہاں بینواؤ خوب یہ صورت گزر کی ہے

حل لغات

تکیہ (فارسی) آرام کی جگہ، سرہانے رکھنے کی چیز۔ نہالی (فارسی) تو شک، لحاف، رزائی۔ نہال (فارسی) تازہ لگایا ہوا پودا، مطلق درخت تو شک، بستر اشکار، یہاں خوش و خرم مراد ہے۔ بینواؤ، مفلسو۔ گزر، راستہ، گھاٹ، دخل، رسائی، نبھاہ یہاں یہی مراد ہے۔

شرح

نبی پاک ﷺ کی آرام گاہ خاک کا میدان ہے جو رزائی کی طرح بچھی ہوئی ہے باوجود اس کے آپ خاک پر آرام فرمانے سے بہت خوش ہیں۔

اے بینواؤ، مفلسوں یہ کیسی خوب دنیا میں نبھاؤ کی صورت ہے کہ تمہارا آقا تمہارے پاس آرام فرما ہے اسی لئے جہاں تک ہو سکے ان سے فیض حاصل کرنے کی کوشش کرو۔

ہیں چتر و تخت سایۂ دیوار و خاکِ در
شاہوں کو کب نصیب یہ دھج کروفر کی ہے

شرح

حضور اکرم ﷺ کے لئے دنیا کے تمام تخت و چتر شاہی سایۂ دیوار اور درِ اقدس کی خاک کی طرح ہیں یہ دھج اور شان و شوکت بادشاہوں کے کہاں نصیب۔

اس پاک کو میں خاک بسر سر بخاک ہیں
سمجھے ہیں کچھ یہی جو حقیقت بسر کی ہے

حل لغات

خاک بسر، عاجز سر۔ بخاک، عاجز، بسر بھی گزر ہو، خوب سر ہوتی ہے یعنی خوب گزرتی ہے۔

شرح

اس پاک گلی میں تو بہت سے سروں پر مٹی عجز و نیاز کا پیکر ہیں اور بہت سے سر اس خاک پر عجز و نیاز سے یعنی جھکے ہوئے ہیں اے لوگو کچھ سمجھے بھی ہو ن کہ انسان کی حقیقی زندگی صرف یہی ہے کہ وہ مدینہ پاک میں بسر ہو۔

کیوں تاجدارو خواب میں دیکھی کبھی یہ شے
جو آج جھولیوں میں گدایانِ در کی ہے

شرح

اے تاجدارو، شہنشاہوں کیا تم نے کبھی خواب میں یہ نعمتیں دیکھی ہیں جو کہ اس درِ اقدس کے گداگروں کی جھولیوں میں ہیں یعنی جسے درِ رسول ﷺ سے نعمت ملی وہ بادشاہوں کو خواب میں بھی نصیب نہیں ہو گی۔

جاروکشوں میں چہرے لکھے ہیں ملوک کے
وہ بھی کہاں نصیب فقط نام بھر کی ہے

حل لغات

جاروکش مخفف جاروب کش، دونوں سرکاروں میں سلطان روم (ترکی باشاہ وغیرہ) سلاطین اسلام کے چہرے جاروب کشوں میں لکھے ہیں، سرکاروں سے اس کی تنخواہ پاتے ہیں، ان کا نائب رہتا اور یہ خدمت بجالا تا ہے (حاشیہ حدائق) بھر، مقدار، سارا، تمام۔

شرح

بادشاہوں کے نام مدینہ پاک کے جھاڑوں برداروں میں ہیں وہ بھی ہر ایک کے نصیب نہیں بلکہ صرف جاڑو برداروں کے نام کی مقدار پر جیسا کہ اوپر گذرا ہے کہ وہ سلاطین اپنے نام جھاڑو برداروں میں لکھوا کر تنخواہ انہی جھاڑو برداروں کے نام سے پاتے لیکن جھاڑو برادری ان کے کب نصیب وہ تو شاہی امور میں مصروف تھے اسی لئے اس کام کے لئے یہاں انہوں نے اپنے ملازم بحیثیت نائب مقرر کر رکھے تھے۔

طیبہ میں مر کے ٹھنڈے چلے جاؤ آنکھیں بند
سیدھی سڑک یہ شہر شفاعت نگر کی ہے

شرح

حدیث میں فرمایا

من استطاع منکم ان یموت بالمدینة فلیمت بھافانی

تم میں جس سے ہو سکے کہ مدینہ میں مرے تو مدینہ ہی میں مرنا کہ جو اس میں مریگا میں اس کی شفاعت کروں گا۔

عاصی بھی ہیں چہیتے یہ طیبہ ہے زاہدو
مکہ نہیں کہ جانچ جہاں خیر وشر کی ہے

حل لغات

چہیتے، پیارے، لاڈلے۔ جانچ، تحقیق، تجسس، پڑتال۔

شرح

اے زاہدو، خشک ملاؤں، عشق کے کورے جہاں ہم حاضر ہیں یہ طیبہ محبوبِ کریم ﷺ کا شہر مدینہ ہے کہ یہاں کے باشی بھی اللہ تعالیٰ کے پیارے ہیں یہ مکہ معظّمہ نہیں کہ جہاں خیر و شر کی جانچ پڑتال ہوتی ہے۔

شانِ جمال طیبہ جاناں ہے نفع محض
وسعت جلال مکہ میں سود و ضرر کی ہے

شرح

طیبہ محبوب ﷺ کے جمال کی کیا شان ہے کہ اس میں نفع ہی نفع ہے ضرر کا نام تک نہیں وہ مکہ معظّمہ ہے جہاں جلال کی وسعت ہے کہ اس میں نفع و ضرر دونوں ہیں۔ ثواب ہے تو ایک لاکھ ایک کے بدلے اور لاکھ بار سزا ہے ایک گناہ کے عوض۔

کعبہ ہے بیشک انجمن آراء دلہن مگر
ساری بہار دلہنوں میں دولہا کے گھر کی ہے

شرح

بیشک کعبہ دلہن انجمن آراء ہے لیکن نہ صرف کعبہ بلکہ تمام دلہنوں کی ساری بہار دولہا یعنی سرورِ کائنات ﷺ کے گھر کے طفیل ہے کہ آپ نہ ہوتے تو کچھ بھی نہ ہوتا۔

کعبہ دلہن ہے تربت اطہر نئی دلہن
یہ رشک آفتاب وہ غیرت قمر کی ہے

شرح

کعبہ معظّمہ دلہن ہے لیکن قبرِ انور تازہ اور نئی دلہن ہے یہ قبرِ انور رشک آفتاب ہے کہ یہاں آفتاب کے آفتاب آرام فرما رہے ہیں اور وہ کعبہ قمر کی غیرت ہے۔

دونوں بنیں سجیلی انیلی بنی مگر
جو پی کے پاس ہے وہ سہاگن کنور کی ہے

حل لغات

سجیلی، سجیلا کی مونث بمعنی خوبصورت، بنی سنوری۔ انیلی، انیلا کی مونث بمعنی عجیبہ، نرالی۔ پی (اردو) پیارا، شوہر،

معشوق ۔سہاگن (اردو) خاوندوالی عورت ۔کنور،لڑکا،بالا،بیٹا،پتر،راجہ کا بیٹا،راج والا،عزت کا خطاب،بزبانِ ہندی بمعنی امیر،سردار،خوبصورت،حسین۔

شرح

کعبہ معظّمہ اور مدینہ طیبہ دونوں نہایت خوبصورت حسین وجمیل ہیں لیکن اس کی دھج سج بڑھ کر ہے جو اپنے محبوب کے ساتھ ہے وہ سہاگن اپنے شوہر یعنی سردار حسین وجمیل کے پاس لئے ہوئے ہے۔

سرسبز وصل یہ ہے سیہ پوش ہجر وہ
چمکی دوپٹوں سے ہے جو حالت جگر کی ہے

شرح

مزارِ اقدس پر غلافِ سبز ہے اور کعبہ معظّمہ پر سیاہ اب مطلب یہ ہوا گنبد خضراء سبز پوش اسی لئے ہے کہ یہ وصال کی وجہ سے سرسبز ہے اور کعبہ معظّمہ ہجر وفراق کی وجہ سے سیہ پوش ہے دوپٹوں سے وہ چمک رہی ہے کہ اس کے پاس محبوب ہے اور جو ہجر میں ہے اس کی حالت وہی ہے جو زخمی جگر کی ہوتی ہے کہ ہجر وفراق سے اس کی حالت کا یونہی ہونا لازمی امر ہے۔

ماوشما تو کیا کہ خلیلِ جلیل کو
کل دیکھنا کہ ان سے تمنا نظر کی ہے

حل لغات

ماوشما،ہم اور تم یعنی عوام ۔خلیل،سیدنا ابراہیم علیہ السلام کا لقب ہے،جلیل بزرگ۔

شرح

ہم تم کیا ہے کل قیامت میں دیکھنا کہ سیدنا خلیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی تمنا وآرزو ہوگی کہ اے سرورِ کونین ﷺ ایک نظر کرم ادھر بھی ہو۔

حدیث شریف میں ہے حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ بروزِ قیامت تمام مخلوق میری طرف نیازمند ہوگی یہاں تک کہ خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی اس کی وجہ یہ ہے کہ قیامت میں صرف اور صرف حضور اکرم ﷺ کو ہر ایک کی نجات کی فکر سب سے زیادہ ہوگی۔

ایک دفعہ حضرت صدیقہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے پوچھا کہ قیامت میں آپ کو کہاں تلاش کروں فرمایا میزان پر یا صراط یا کوثر پر، کبھی سجدے میں رو رو کر شفاعت فرمار ہے ہیں کبھی صراط پر گرتوں کو سنبھال رہے ہیں، کبھی گنہگاروں کے ہلکے پلڑے بھاری فرمارہے ہیں، کوئی دامن پکڑ کر مچل گیا ہے، کوئی بے کس پکار رہا ہے کہ حضور ادھر آئیے ورنہ میں چلا ،کوئی ان کا منہ تک رہا ہے، کسی کو فرشتے جہنم میں لے چلے ہیں وہ ان کا راستہ پھر پھر کے دیکھ رہا ہے غرضیکہ ایک جان ہے اور فکر جہاں۔

اللھم صل علیٰ سیدنا محمد وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم

مولانا حسن رضا خاں صاحب نے قیامت کا نقشہ یوں کھینچا ہے

کوئی قریب ترازو کوئی لب کوثر — کوئی صراط پہ ان کو پکارتا ہوگا
کسی کے پلہ پہ ہوں گے وقت وزن عمل — کوئی امید سے منہ ان کا تک رہا ہوگا
کسی طرف سے صدا آئے گی حضور آؤ — نہیں تو دم میں غریبوں کا فیصلہ ہوگا
کسی کو لے کے چلیں گے فرشتے سوئے جحیم — وہ ان کا راستہ پھر پھر کے دیکھتا ہوگا
عزیز بچہ کو ماں جس طرح تلاش کرے — خدا گواہ ہے یہی حال آپ کا ہوگا

یہ تو قیامت کا حال ہے دنیا میں کرم کا یہ حال کہ سب گنہگار رات بھر سوتے ہیں اور وہ گنہگاروں کے لئے رات بھر روتے ہیں۔ ایک ایک رکعت میں یہ پڑھتے پڑھتے سویرا کر دیتے ہیں

اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُکَ ا وَ اِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّکَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ (پارہ ۷، سورۃ المائدہ، آیت ۱۱۸)

اگر تو انہیں عذاب کرے تو وہ تیرے بندے ہیں اور اگر تو انہیں بخش دے تو بے شک تو ہی ہے غالب حکمت والا۔

قیامت میں ہمارے ماں باپ، قرابت دار اپنی اپنی فکر میں مگر ہمارے والی امت کے رکھوالی جن پر سارے جہاں کے ماں باپ فدا وہ امت کی فکر میں۔

اپنا شرف دعا سے ہے باقی رہا قبول
یہ جانیں ان کے ہاتھ میں کنجی اثر کی ہے

شرح

ہمیں یہ شرف کیا کچھ کم ہے کہ ہم حضور اکرم ﷺ کے حضور میں اللہ تعالیٰ سے دعا مانگ رہے ہیں باقی رہی یہ بات

کہ ہماری دعائیں قبول ہوئی ہیں یا نہیں اس کی ہمیں کیا فکر جبکہ جس بارگاہ میں حاضر ہیں وہ جانیں اوران کا خدا تعالیٰ ہاں قبولیت کی امید قوی اس لئے کہ تاثیر قبول دعا کی کنجی آپ کے ہاتھ میں ہے۔ ہمارا عقیدہ ہے کہ

فقط اشارے میں سب کی نجات ہو کے رہی — تمہارے منہ سے جو نکلی وہ بات ہو کے رہی

کہا جو شب کو کہ دن ہے تو دن نکل آیا — جو دن کو کہہ دیا شب ہے تو رات ہو کے رہی

جس کو عمر کی دعا دی اس کی عمر میں برکت ہوئی، کسی کو مال کی، کسی کو اولاد کی، کسی کو علم کی دعا دی، کسی کو حاکم ہونے کی جس کو جو بنا دیا وہی بن گیا۔

مشکوٰۃ کتاب الامرت باب العمل فی القضاء میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے مجھ کو یمن کا قاضی مقرر فرمایا میں نے عرض کیا یارسول اللہ ابھی میں نوعمر ہوں اور مجھے قضا کا علم بھی نہیں ہے۔ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تمہارے دل و زبان کو ہدایت دے جاؤ فرماتے ہیں کہ اس دعا کی برکت سے میں کسی فیصلہ میں رکا ہی نہیں۔

جو چاہے ان سے مانگ کہ دونوں جہاں کی خبر
زرنا خریدہ ایک کنیز ان کے گھر کی ہے

شرح

اے بندۂ خدا جو چاہتا ہے وہ حضور اکرم ﷺ سے ہی مانگ اس لئے کہ دونوں جہانوں کی خیر و برکت آپ کے دروازہ پر اس لونڈی کی طرح ہے جسے زر سے نہ خریدی گئی ہو بلکہ مفت حاصل ہوئی ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو دارین کی خیر و برکت اپنے فضل و کرم سے مفت عطا فرمائی ہے۔

اِنَّآ اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَرَ (پارہ ۳۰، سورۃ الکوثر، آیت ۱)

اے محبوب بے شک ہم نے تمہیں بے شمار خوبیاں عطا فرمائیں۔

وَ لَسَوْفَ یُعْطِیْکَ رَبُّکَ فَتَرْضٰی (پارہ ۳۰، سورۃ الضحیٰ، آیت ۵)

اور بے شک قریب ہے کہ تمہارا رب تمہیں اتنا دے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے۔

فائدہ

مقام عطا میں رسول اللہ ﷺ کے سوال اور مطالبہ کو ذکر نہیں فرمایا کیونکہ اگر ان کا سوال اور مطالبہ مذکور ہوتا تو ہر آدمی کہتا کہ یہ عطا اس سوال اور عرضداشت کے مطابق ہوگی جب کسی آرزو اور تمنا کا ذکر نہیں ہے تو معلوم ہوا کہ یہ عطا

کریم اور جوادِ مطلق کے شایان شان ہوگی اور جب عطا کرنے والا غیر محدود اور غیر متناہی قدرتوں اور خزانوں کا مالک ہے تو عطاء بھی حدو نہایت سے منزہ اور پاک ہوگی۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں مدارجِ النبوۃ اور اخبار الاخیار میں ہے

ہر مرتبہ کہ بود ردامکاں بروست ختم　　　ہر نعمتے کہداشت خدا شد برو تمام

اور یہ خیر و برکت کی عطاء اللہ سے مفت ہی تو ہے کیونکہ اس بے پناہ غنی ذات کو عوض لینے کی ضرورت ہی نہیں۔

رومی غلام دن حبشی باندیاں شبیں
گنتی کنیززادوں میں شام و سحر کی ہے

شرح

دن رومی غلام کی طرح ہے چونکہ دن روشن ہوتا ہے اسی لئے اسے رومی غلامی فرمایا کہ رومی غلام سفید رنگ ہوتا ہے، راتیں کالے کی رنگ کی باندیاں (کنیزیں) ہیں۔شام وسحران کی کنیززادیاں ہیں یعنی شام وسحر بھی حضورﷺ کی کنیززادوں میں شمار ہوتے ہیں۔

اتنا عجب بلندی جنت پہ کس لئے
دیکھا نہیں کہ بھیک یہ کس اونچے گھر کی ہے

شرح

جنت ساتوں آسمانوں سے اوپر ہے جس کی چھت عرشِ معلیٰ ہے بعض گدایانِ بارگاہ اگر تعجب کریں تو ہم جیسے پست و بے مقدار اور اتنی بلند عطاء تو جواب بتایا ہے کہ کہ یہ تمہارے استحقاق ولیاقت کی بناء پر نہیں بلکہ دینے والے کی رحمت وعطاء ہے دیکھتے نہیں کہ بھیک کیسے اونچے گھر کی ہے تو اس کی اتنی بلندی کیا عجب ہے۔(حاشیہ حدائق)

عرشِ بریں پہ کیوں نہ ہو فردوس کا دماغ
اتری ہوئی شبیہ ترے بام ودر کی ہے

شرح

عرش بریں کو فخر وناز ہے کہ وہ سمجھتا ہے کہ میں ہوں فردوس کا باغ ہوں دراصل اس کا یہ فخر بجا اس لئے ہے کہ اس پر حضور اکرمﷺ کے شانہ کریمہ کی چھت اور دروازہ کی فوٹو اتری ہوئی ہے صرف اسی معمولی سی نسبت سے اسے فخر وناز

ہے اور بجا ہے۔

وہ خلد جس میں اترے گی ابرار کی برات
ادنیٰ نچھاور اس مرے دولہا کے سر کی ہے

شرح

ابرار کا مرتبہ مقربین سے بہت کم ہے یہاں تک کہ حسنات الابرار سیات المقربین پھر مقربین میں بھی درجات بے شمار ہیں اور انہیں بھی اعلیٰ اور اعلیٰ سے اعلیٰ جو جو درجے ملیں گے وہ بھی سب حضور ہی کا تصدق ہے اسی لئے اسے ادنیٰ نچھاور کہا ورنہ جنت میں کچھ ادنیٰ نہیں۔

فائدہ

حضرت مفتی احمد یار خان صاحب گجراتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت قبلہ عالم پیر سید جماعت علی شاہ صاحب محدث علی پوری علیہ الرحمۃ فرماتے تھے کہ جوہر اور انسان میں تو پانچ درجہ کا فرق ہے کہ انسان کے اوپر حیوان اس پر جسم نامی اس پر جسم مطلق اس پر جوہر مگر بشر اور حضور اکرم ﷺ میں ستائیس درجہ فرق ہے یعنی بشریت سے مصطفویت ۲۷ درجہ بلند و بالا ہے جس کے بعد صرف الوہیت ہی کا درجہ ہے یہاں عبدیت کے سارے درجے ختم ہو چکے ہیں۔ بشر پر مومن اس پر صالح اس پر شہید اس پر متقی اس ہر مجتہد اس پر اوتاد اس پر ابدال اس پر قطب اس پر قطب الاقطاب اس پر غوث اس پر غوث الاعظم وغیرہ پھر اس پر تابعی اس پر صحابی پھر اس پر انصاری پھر ان پر مہاجر پھر ان پر صدیق پھر ان پر نبی پھر ان پر رسول پھر ان پر اولوالعزم پھر ان پر خلیل پھر ان پر خاتم النبیین پھر اس وصف پر رحمۃ للعالمین پھر ان پر حبیب پھر اس پر درجہ مصطفیٰ ﷺ یہ اجمالی ذکر ہے تو جب ہم عام بشر عالم انوار اور ملائکہ کی مثل نہیں حالانکہ وہ بھی جوہر ہیں اور ہم بھی جوہر مگر پانچ درجہ فرق نے فرقِ عظیم پیدا فرما دیا تو عام بشر اور مصطفیٰ ﷺ برابر کس طرح ہونگے ؟ حالانکہ یہاں ۲۷ درجہ فرق ہے۔ (شان حبیب الرحمٰن)

فائدہ

یہ فرق بشریت کے سمجھانے کے لئے ہے اس سے شعر مذکور کا سمجھنا بھی آسان ہوگیا کہ مومن سے لے کر نبی کے درجہ تک جتنے مراتب ہیں اگرچہ وہ کتنے ہی اعلیٰ سہی لیکن ہیں تو ہمارے نبی پاک ﷺ کے طفیل۔

عنبر زمیں عبیر ہوا مشکِ تر غبار
ادنیٰ سی یہ شناخت تری رہگذر کی ہے

حل لغات

عنبر، ایک قسم کی خوشبودار چیز جوموم کی طرح پگھل جاتی ہے۔عبیر، صندل، مشک، گلاب کامرکب۔

شرح

مدینہ کی زمین عنبر اوراس کی ہوا مشک گلاب اوراس کی گردوغبار مشک تر ہے محسوس ہوتی ہے یہ ادنیٰ سی علامت ہے اس کی کہ حضور اکرم ﷺ کا یہاں سے گزر ہوا ہے۔خلاصہ یہ ہے کہ جس راہ سے حضور گزر فرمائیں وہاں کی زمین عنبر ہوجاتی ہے ہواعنبر بن جاتی ہے غبار مشک تر ہوجاتا ہے۔

اس شعر میں حضور اکرم ﷺ کی جسمانی خوشبو کی طرف اشارہ ہے اس کی تفصیل فقیر اسی شرح حدائق کے گذشتہ اوراق میں عرض کردی ہے اگر کسی کو اس سے مزید تفصیل چاہیے تو فقیر کا رسالہ ''خوشبوئے رسول'' کا مطالعہ فرمائیں۔

سرکار ہم گنواروں میں طرزِ ادب کہاں
ہم کو تو بس تمیز یہی بھیک بھر کی ہے

حل لغات

گنواروں، گنوار کی جمع بمعنی دیہات کا رہنے والا، جنگلی، بےوقوف، جاہل، غیر مہذب، پھوہڑ، اناڑی۔بھر، مقدار، تمام، سارا۔

شرح

اے سرکارِ مدینہ ﷺ ہم بےوقوفوں میں ادب کا طریقہ کہاں ہمیں تو بس یہی بھیک کی مقدار پر تمیز ہے یعنی بس ہمیں تو صرف اتنا سمجھ آیا کہ آپ کے در کی بھیک ہی کام آئیگی اسی لئے حاضر ہوگئے ہیں باقی رہا ادب وہ ہم سے نہ ہوسکے گا کہ گنوار ہیں ہمیں آپ کے ادب کی کیا خبر۔

جبریل کی عقل دنگ

جب جبریل علیہ السلام شب معراج حضور اکرم ﷺ کے لینے آئے تو آپ آرام فرماتھے آپ کو جگانے کے لئے حیران تھے کہ کیسے جگاؤں۔اب کوئی ایسی حرکت نہ کرڈالوں کہ بےادبی ہوجائے اللہ تعالیٰ نے فرمایا تمہارے ہونٹ

کافوری اس لئے بنائے گئے کہ تم حبیب اکرم ﷺ کے قدم مبارک چوم لو۔

مانگیں گے مانگے جائیں گے منہ مانگی پائیں گے
سرکار میں نہ لا ہے نہ حاجت اگر کی ہے

شرح

سائل کو نہ ملنے کی دو صورتیں ہوتی ہیں ایک یہ کہ جس سے مانگا وہ سرے سے انکار کردے یہ تو لا ہوا یعنی نہیں دوسرے یہ کہ شرط پر ٹالے کہ اگر ہمارے پاس ہوا تو دیں گے یا اگر تم نے فلاں کام کیا تو دیں ان کی سرکار میں یہ دونوں باتیں نہیں تو ضرور ہمیں امید ہے کہ جو ہم مانگیں گے پائیں گے بلکہ منہ مانگی مراد سے بھی بڑھ کر۔

احادیث مبارکہ

(۱) ایک شخص کے کھیت میں لمبی ککڑی پیدا ہوئی تحفہ کے طور پر حاضر بارگاہ کی ایک کے عوض میں ایک لپ بھر سونا عنایت فرمایا۔

(۲) ایک بار بکریوں سے بھرا ہوا جنگل حضور اکرم ﷺ کی ملکیت میں آیا کسی نے عرض کیا کہ یا حبیب اللہ اب اللہ نے حضور کو بہت ہی مالدار اور تونگر بنا دیا فرمایا کہ تو نے میری تونگری کیا دیکھی؟ عرض کیا کہ اس قدر بکریاں ملکیت میں ہیں فرمایا جا سب تجھ کو عطاء فرمادیں وہ اپنی قوم میں یہ مال لے کر پہنچے اور قوم والوں سے کہا کہ اے لوگوں ایمان لے آؤ قسم رب کی محمد رسول اللہ ﷺ اتنا دیتے ہیں کہ فقر کا خوف نہیں فرماتے۔

(۳) حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایک بار اتنا دیا کہ وہ اٹھا نہ سکے۔

اُف بے حیائیاں کہ یہ منہ اور ترے حضور
ہاں تو کریم ہے تری خودرگزر کی ہے

حل لغات

اُف، آہ، افسوس۔ خو، عادت، خصلت۔ درگذر، معافی، باز آنا، چھوڑنا۔

شرح

افسوس کہ اتنی بے حیائیاں کہ جن کا کوئی شمار نہ ہو پھر کس منہ سے آپ کے حضور پیش ہوسکیں لیکن آپ تو ایسے کریم ہیں کہ بڑے بڑے مجرموں کو معاف فرمادیتے ہیں اور درگزر کرنا آپ کی عادت وخصلت ہے۔

احادیث مبارکہ

(۱) حضور اکرم ﷺ طائف میں تبلیغ کے لئے تشریف لے گئے وہاں کے لوگوں نے بہت گستاخیاں کیں یہاں تک کہ آپ کو زخمی کر دیا۔ حضرت جبریل امین نے آ کر عرض کیا کہ حضور دعا فرمائیں ابھی ابھی ان کو ہلاک کر دیا جائے فرمایا اے اللہ ان پتھر برسانے والوں پر رحمت کے پھول برسا دے حضرت جبریل نے عرض کیا یا حبیب اللہ یہ تو اب ایمان نہ لائیں گے فرمایا امید ہے کہ ان کی اولاد ایمان لے آئے۔

(۲) ہجرت سے پہلے مکہ معظمہ میں کفار نے مسلمانوں کو اس قدر اذیت دی کہ ان کا پیمانہ لبریز ہو گیا چنانچہ حضرت خباب بن الارت بیان کرتے ہیں کہ ہمیں مشرکین سے شدت و سختی پہنچی۔ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ سر مبارک کے نیچے چادر رکھ کر کعبہ کے سامنے میں لیٹے ہوئے تھے میں نے عرض کیا آپ مشرکین پر بد دعا کیوں نہیں کرتے ؟ یہ سن کر آپ اُٹھ بیٹھے چہرہ مبارک سرخ ہو گیا تھا فرمایا تم سے پہلے جو لوگ گزرے ہیں ان پر لوہے کی کنگھیاں چلائی جاتیں جس سے گوشت پوشت سب علیحدہ ہو جاتا اور ان کے سر پر آرے رکھے جاتے اور چیر کر دو ٹکڑے کر دیئے جاتے مگر یہ اذیتیں ان کو دین سے برگشتہ نہ کر سکتی تھیں۔ اللہ تعالیٰ دین اسلام کو کمال تک پہنچائے گا یہاں تک کہ ایک سوار صنعاء سے حضر موت تک سفر کریگا اور اسے خدا کے سوا کسی کا ڈر نہ ہو گا۔ (بخاری)

(۳) جب حضور اکرم ﷺ غزوہ (رمضان ۲ھ) سے واپس تشریف لائے تو اسے راستے میں مقامِ صفراء میں آپ کے حکم سے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نضر بن حارث بن علقمہ بن کلدہ بن عبد مناف بن عبد الدار بن قصی کو قتل کر ڈالا۔ نضر مذکور ان امرائے قریش میں سے تھا جن کا شغل آنحضرت ﷺ کی ایذا رسانی اور اسلام کو مٹانے کی کوشش کرنا تھا۔ اسی نضر کی بیٹی قتیلہ نے جو بعد میں اسلام لائی اپنے باپ کا مرثیہ لکھا جس کے اخیر میں یہ شعر ہیں

یا محمد ولانت ابن نجيبة　　　من قومها والفحل فحل معرق

اے محمد ﷺ بیشک آپ اس ماں کے بیٹے ہیں جو اپنی قوم میں شریف ہے اور آپ شریف اصل والے مرد ہیں۔

ماکان ضرل لو مننت وربما　　　من الفتى وهو المغيظ المحنق

آپ کا کچھ نہ بگڑتا تھا اگر آپ احسان کرتے اور بعض وقت جوان احسان کرتا ہے حالانکہ وہ غضبناک اور نہایت خشمناک ہوتا ہے۔

والنضر اقرب من اسرت قرابة　　　واحق ان كان عتق يعتق

اورنضر آپ کے تمام قیدیوں میں قرابت میں سب سے زیادہ قریب تھا اور آزادی کا زیادہ مستحق تھا اگر ایسی آزادی پائی جائے کہ جس سے آزاد کیا جائے۔

جب یہ شعر حضور سید المرسلین ، رحمۃ للعالمین ﷺ کی خدمت اقدس میں پہنچے تو ان کو پڑھ کر آپ اتنا روئے کہ ریش مبارک آنسوؤں سے تر ہوگئی اور فرمایا کہ اگر یہ اشعار نضر کے قتل سے پہلے میرے پاس پہنچ جاتے تو میں ضرور اسے قتیلہ کے حوالے کردیتا۔ (الاستیعاب)

(۴) جنگ بدر کے کچھ دن بعد ایک روز عمیر بن وہب بن خلف قرشی جحی اور صفوان بن امیہ بن خلف قرشی جحی خانہ کعبہ میں بیٹھے ہوئے تھے۔ عمیر مذکور شیاطین قریش میں سے تھا اور رسول اللہ ﷺ اور آپ کے اصحاب کو اذیت دیا کرتا تھا اس کا بیٹا وہب بن عمیر اسیرانِ جنگ میں تھا۔ عمیر و صفوان کے درمیان یوں گفتگو ہوئی

عمیر:۔ بدر میں ہمارے ساتھیوں نے مسلمانوں کے ہاتھوں سے کیا کیا مصیبتیں اُٹھائیں ظالموں نے کس بے رحمی سے ان کو گڑھے میں پھینک دیا۔

صفوان:۔ اللہ کی قسم ان کے بعد اب زندگی کا لطف نہ رہا۔

عمیر:۔ اللہ کی قسم تو نے سچ کہا اللہ کی قسم اگر مجھ پر قرض نہ ہوتا جسے میں ادا نہیں کرسکتا اور عیال نہ ہوتا جس کے تلف ہو جانے کا اندیشہ ہے تو میں سوار ہوکر محمد کو قتل کرنے جاتا کیونکہ اب تو ایک بہانہ بھی ہے کہ میرا بیٹا ان کے ہاتھ میں گرفتار ہے۔

صفوان:۔ آپ کا قرض میں ادا کردیتا ہوں، آپ کا عیال میرے عیال کے ساتھ رہے گا میں آپ کے بال بچوں کا متکفل ہوں جب تک وہ زندہ ہیں۔

عمیر:۔ بس میرے اور آپ کے درمیان۔

صفوان:۔ بسر و چشم (عمیر کی روانگی کے بعد لوگوں سے) تم شاد رہو کہ چند روز میں تمہارے پاس ایک واقعہ کی خبر آئیگی جس سے تم جنگ بدر کی سب مصیبتیں بھول جاؤ گے۔

(عمیر زہر میں بجھی ہوئی تیز تلوار لے کر مدینہ میں آتا ہے) اس وقت حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسلمانوں کی ایک جماعت میں بیٹھے ہوئے جنگ بدر میں مسلمانوں پر خدا کی عنایات کا ذکر کررہے تھے۔ عمیر تلوار آڑے لٹکاتے ہوئے اپنی اونٹنی کو مسجد کے دروازے میں بٹھا دیتا ہے۔

عمر فاروق :۔ (عمیر کو دیکھ کر) یہ کتا دشمن خدا عمیر کسی شرارت کے لئے آیا ہے۔

رسول اللہ ﷺ :۔ عمیر تو نے جاہلیت کا تحیہ کیا مگر اللہ عزوجل نے ہمیں تیرے تحیہ سے بہتر عطا فرمایا ہے اور وہ سلام ہے جو اہل بہشت کا تحیہ ہے۔

عمیر :۔ یا محمد اللہ کی قسم یہ تحیہ آپ کو تھوڑے دنوں سے ملا ہے۔

رسول اللہ ﷺ :۔ عمیر کیونکر آنا ہوا؟

عمیر :۔ اپنے بیٹے کے لئے جو آپ کے پاس اسیرانِ جنگ میں ہے۔

رسول اللہ ﷺ :۔ پھر گلے میں تلوار آڑے کیوں لٹکائی ہے۔

عمیر :۔ خدا ان تلواروں کا بُرا کرے انہوں نے ہمیں کچھ فائدہ نہ دیا۔

رسول اللہ ﷺ :۔ سچ بتاؤ کس لئے آئے ہو؟

عمیر :۔ فقط اپنے بیٹے کے لئے۔

رسول اللہ ﷺ :۔ نہیں بلکہ تو اور صفوان دونوں حطیم میں بیٹھے ہوئے تھے تو نے مقتولین بدر کا ذکر کیا جو گڑھے میں پھینکے گئے پھر تو نے کہا کہ اگر مجھ پر قرض اور بارِ عیال نہ ہوتا تو میں محمد کو قتل کرنے نکلتا۔ یہ سن کر صفوان نے بارِ قرض و عیال اپنے ذمہ لیا بدیں غرض کہ تو مجھے قتل کر دے مگر اللہ تیرے اور اس غرض کے درمیان حائل ہے۔

عمیر :۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ خدا کے رسول ہیں یا رسول اللہ ہم اس آسمانی وحی کو جو آپ پر نازل ہوتی تھی جھٹلا دیا کرتے تھے آپ نے جو بات بتلائی وہ میرے اور صفوان کے سوا کسی کو معلوم نہ تھی اللہ کی قسم میں خوب جانتا ہوں کہ خدا کے سوا آپ کو کسی نے نہیں بتائی حمد ہے اللہ کی جس نے مجھے اسلام کی توفیق بخشی۔

اشهدان لااله الا الله وحده لاشريک له واشهدان محمداً عبده رسوله

رسول اللہ ﷺ :۔ (اپنے اصحاب سے) تم بھائی عمیر کو مسائل دینی سکھاؤ اور قرآن پڑھاؤ اور اس کے بیٹے کو بھی چھوڑ دو۔ (سیرت ابن ہشام)

(۴) حضرت رافع بن خدیج بیان کرتے ہیں غزوۂ انمار (ربیع الاول ۳ھ) میں ہم رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ تھے آپ کی آمد کی خبر سن کر اعراب پہاڑوں کی چوٹیوں پر چلے گئے۔ غطفان نے دعثور بن حارث کو جوان کا سردار تھا کہا کہ محمد اس وقت اپنے اصحاب سے علیحدہ ہے تمہیں ایسا موقع نہ ملے گا دعثور تیز تلوار کھینچ کر آپ کے سر پر آ کھڑا ہوا۔ آپ بیدار

ہوئے تو کہنے لگا تجھ کو مجھ سے کون بچائے گا؟ آپ نے فرمایا اللہ۔ حضرت جبریل علیہ السلام نے اسے ہٹادیا اور وہ گر پڑا۔ رسول اللہ ﷺ نے تلوار لے کر کہا تجھ کو مجھ سے کون بچائے گا وہ بولا کوئی نہیں۔ غرض رسول اللہ ﷺ نے اس سے کچھ تعرض نہ کیا اور وہ ایمان لے آیا۔ (الاصابہ)

(٦) غزوۂ احد (شوال ۳ھ) میں کفار نے آپ کا دانت مبارک شہید کر دیا اور سر اور پیشانی مبارک بھی زخمی کر دی اس حالت میں آپ کی زبانِ مبارک پر یہ الفاظ تھے

اللھم اغفر لقومی فانھم لا یعلمون. (مواہب لدنیہ و شفاء شریف)

(٧) حضرت جابر بن عبداللہ کا بیان ہے کہ غزوۂ نجد (غزوۂ ذات الرقاع جمادی الاولیٰ ۴ھ) میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ تھے۔ واپس آتے ہوئے ایک گھنے جنگل میں آپ کو دوپہر ہوگئی۔ آپ ایک درخت کے سایہ میں اترے اور اپنی تلوار اس درخت سے لٹکا دی اور آپ کے اصحاب بھی ایک ایک کر کے درخت کے سایہ میں اتر پڑے۔ اسی اثناء میں آپ نے ہمیں آواز دی ہم حاضر ہوئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ ایک بدو آپ کے سامنے بیٹھا ہے آپ نے فرمایا کہ میں سو رہا تھا اس نے آکر میری تلوار کھینچ لی۔ میں بیدار ہوا تو یہ تلوار کھینچے میرے سر پر کھڑا تھا کہنے لگا تجھ کو مجھ سے کون بچائے گا۔ میں نے کہا اللہ یہ سن کر اس نے تلوار نیام میں کر لی آپ نے اس کو کچھ سزا نہ دی اس اعرابی کا نام غورث بن حارث تھا۔ (بخاری)

اسی طرح کے دو واقعے ہیں دیکھئے فقیر کی تفسیر فیوض الرحمٰن پارہ ٧

(٨) حضرت جابر بن عبداللہ راوی ہیں کہ ایک غزوہ مریسیع شعبان ۵ھ میں ہم رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ تھے۔ ایک مہاجر نے ایک انصاری کو تھپڑ مارا۔ انصاری نے انصار اور مہاجر نے مہاجرین کو مدد کے لئے پکارا رسول اللہ ﷺ نے سنا تو پوچھا کہ یہ کیا معاملہ ہے؟ جب سارا ماجرا عرض کیا گیا تو فرمایا کہ یہ دعویٰ جاہلیت اچھا نہیں اس طرح رفع فساد ہو گیا۔ رأس المنافقین عبداللہ بن ابی خزرجی نے سنا تو کہنے لگا کہ اگر ہم اس سفر سے مدینہ میں پہنچ گئے تو جس کا اس شہر میں زور ہے وہ بے قدر شخص کو نکال دیگا۔ رسول اللہ ﷺ کو یہ خبر پہنچی تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ مجھے اجازت دیں کہ اس منافق کی گردن اُڑا دوں مگر حضور اکرم ﷺ نے فرمایا اسے جانے دو کیونکہ لوگ یہی کہیں گے کہ محمد اپنے اصحاب کو قتل کرتا ہے۔ جائے غور ہے کہ آپ کا یہ سلوک اس شخص کے ساتھ ہے جو عمر بھر منافق رہا جس نے آپ کو غلط بتایا، جو جنگ احد میں عین موقع پر ہی سو کی جمعیت لے کر راستہ میں سے واپس آ گیا اور ہمیشہ آپ کی مخالفت و توہین میں سرگرم رہا۔

(۹) جب حضرت محمد ﷺ غزوۂ مریسیع سے واپس ہوئے تو راستے میں واقعۂ افک پیش آیا جس کا بانی یہی رأس المنافقین تھا۔رسول اللہ ﷺ کو اس کا علم تھا مگر معاملہ گھر کا تھا اس لئے فیصلہ خدا پر چھوڑا تا کہ منافقین کو چون و چرا کی گنجائش نہ رہے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس واقعہ کی تکذیب اپنے کلام پاک میں کر دی۔ بایں ہمہ جب یہ منافق مرا تو آپ کو نمازِ جنازہ کے لئے بلایا گیا جب آپ اس پر نماز پڑھنے لگے تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ یا آپ ابن ابی پر نماز پڑھتے ہیں جس نے فلاں فلاں روز ایسا ایسا کہا۔اس پر آپ نے مسکرا کر فرمایا عمر ہٹو جب اصرار کیا تو فرمایا کہ استغفار و عدم استغفار کا مجھے اختیار دیا گیا ہے اگر مجھے معلوم ہوتا کہ ستر سے زیادہ بار استغفار سے اس کی مغفرت ہو سکتی ہے تو میں ویسا ہی کرتا جب آپ نمازِ جنازہ سے فارغ ہو کر واپس تشریف لائے تو آئندہ کے لئے حکم ممانعت نازل ہوا۔ (بخاری)

(۱۰) فرات بن حیان جو انصار میں سے ایک شخص کا حلیف تھا ابو سفیان کی طرف سے مسلمانوں کی جاسوسی پر مامور تھا۔ غزوۂ خندق (ذیقعدہ ۵ھ) میں وہ جاسوسی کرتا ہوا پکڑا گیا آنحضرت ﷺ نے اس کو قتل کا حکم دیا۔لوگ اس کو پکڑ کر لے چلے راستے میں اس کا گزر انصار کے ایک حلقہ پر ہوا تو کہنے لگا کہ میں مسلمان ہوں ایک انصاری نے رسول اللہ ﷺ کو اطلاع دی کہ فرات کہتا ہے کہ میں مسلمان ہوں آپ نے فرمایا کہ تم میں سے کچھ لوگ ایسے ہیں جن کو ہم ان کے ایمان پر چھوڑتے ہیں ان میں سے ایک فرات ہے۔حضرت فرات بعد میں صدقِ دل سے ایمان لائے اور آنحضرت ﷺ نے ان کو یمامہ میں ایک قطعہ زمین عطا فرمائی جس کی آمدنی چار ہزار دو سو تھی۔

(۱۱) ثمامہ بن آثال الیمامی جو اہل یمامہ کا سردار تھا رسول اللہ ﷺ کو قتل کرنا چاہتا تھا آپ نے دعا فرمائی تھی کہ خدایا اس کو میرے قابو میں کر دے۔حضرت ابو ہریرہ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے سواروں کا ایک دستہ نجد کی طرف بھیجا وہ بنو حنیفہ میں سے ایک شخص ثمامہ بن آثال کو پکڑ کر لائے اور اسے مسجد کے ایک ستون سے باندھ دیا۔آنحضرت ﷺ اس کی طرف نکلے تو پوچھا ثمامہ کیا کہتے ہو؟ ثمامہ نے کہا یا محمد اگر آپ مجھے قتل کریں گے تو ایک خونی کو قتل کریں گے اور اگر احسان کریں گے تو ایک شکر گذار پر احسان کریں گے اگر آپ زرِ فدیہ چاہتے ہیں تو جس قدر مانگیں دے دونگا۔آپ نے یہ سن کر کچھ جواب نہ دیا۔ دوسرے روز بھی یہی گفتگو ہوئی تیسرے روز آپ نے اس کا وہی جواب سن کر حکم دیا کہ ثمامہ کو کھول دو۔ یہ عنایت دیکھ کر اس نے مسجد کے قریب ایک درخت کی آڑ میں غسل کیا اور مسجد میں آ کر کلمہ شہادت پڑھا اور کہنے لگا اے محمد خدا کی قسم میرے نزدیک روئے زمین پر کوئی چہرہ آپ کے چہرے سے زیادہ مبغوض نہ تھا اب وہی چہرہ

سب سے زیادہ محبوب ہے اللہ کی قسم میرے نزدیک کوئی دین آپ کے دین سے زیادہ مبغوض نہ تھا اب وہی دین میرے نزدیک سب دینوں سے زیادہ محبوب ہے۔ اللہ کی قسم میرے نزدیک کوئی شہر آپ کے شہر سے زیادہ مبغوض نہ تھا اب وہی شہر میرے نزدیک سب شہروں سے زیادہ محبوب ہے۔ (بخاری)

فائدہ

وفا الوفاء میں ہے کہ حضرت ثمامہ کی گرفتاری شروع ۶ھ میں ہوئی۔

(۱۲) حضرت انس روایت کرتے ہیں کہ اہل مکہ میں سے مرد کوہ تنعیم سے رسول اللہ ﷺ پر آپڑے۔ وہ ہتھیار لگائے ہوئے تھے اور چاہتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے اصحاب کو غافل پائیں آپ نے ان کو لڑائی کے بغیر پکڑ لیا اور زندہ رکھا۔ ایک روایت میں ہے کہ ان کو چھوڑ دیا پس اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی

وَ هُوَ الَّذِیْ كَفَّ اَیْدِیَهُمْ عَنْكُمْ وَ اَیْدِیَكُمْ عَنْهُمْ بِبَطْنِ مَكَّةَ. (پارہ ۲۶، سورۃ الفتح، آیت ۲۴)

اور وہی ہے جس نے ان کے ہاتھ تم سے روک دیئے اور تمہارے ہاتھ ان سے روک دیئے وادیٔ مکہ میں

یہ واقعہ قضیۂ حدیبیہ (ذیقعدہ ۶ھ) میں ہوا تھا۔ (مشکوٰۃ)

(۱۳) جب آنحضرت ﷺ غزوۂ خیبر (محرم ۷ھ) سے واپس تشریف لائے تو ایک روز سلام بن مشکم یہودی کی زوجہ زینب بنت حارث نے بکری کا گوشت بھون کر زہر آلود کرکے آپ کی خدمت میں بطورِ ہدیہ بھیجا جسے آپ نے اور آپ کے چند اصحاب نے کھایا۔ باوجود اعتراف کے آپ نے اس یہودیہ کو اپنی طرف سے معاف کر دیا مگر جب اس کے سبب سے ایک صحابی نے انتقال فرمایا تو قصاص میں اس کو قتل کر دیا گیا۔

(۱۴) اسی سال ماہِ محرم ہی میں لبید بن اعصم یہودی منافق نے آنحضرت ﷺ پر جادو کر دیا معلوم ہو جانے پر آپ نے اس سے بھی کچھ تعرض نہ فرمایا۔ (بخاری)

(۱۵) حضرت ابو ہریرہ کا بیان ہے کہ میری ماں مشرکہ تھیں میں ان کو دعوتِ اسلام دیا کرتا تھا۔ ایک دن میں نے ان کو دعوتِ اسلام دی تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی شان میں مجھے مکروہ الفاظ سنائے میں روتا ہوا آپ کی خدمت اقدس میں گیا اور واقعہ عرض کرکے دعائے ہدایت کی درخواست کی۔ آپ نے یوں دعا فرمائی خدایا ابو ہریرہ کی ماں کو ہدایت دے۔ میں اس دعا سے خوش ہو کر گھر آیا تو دیکھا کہ کواڑ بند ہیں میری ماں نے میرے قدم کی آہٹ سن کر کہا ابو ہریرہ یہیں ٹھہرو میں نے پانی کی آواز سنی انہوں نے غسل کرکے جلدی کپڑے پہنے اور دروازہ کھولتے ہی کلمہ شہادت پڑھا۔ (مسلم)

(۱۶) جن دنوں رسول اللہ ﷺ فتح مکہ (رمضان ۸ھ) کے لئے پوشیدہ تیاریاں کرر ہے تھے حضرت حاطب بن ابی بلتعہ نے بغرضِ اطلاع قریش ایک خط لکھا اور ایک عورت کی معرفت مکہ روانہ کیا وہ خط راستے میں پکڑا گیا باوجود ایسے سنگین جرم کے آنحضرت ﷺ نے حضرت حاطب بن ابی بلتعہ کو معاف کر دیا اور اس عورت سے بھی کسی قسم کا تعرض نہ کیا۔

(۱۷) ابوسفیان بن حرب جو اسلام لانے سے پہلے غزوۂ احزاب میں رأس المشرکین تھے۔ غزوۂ فتح میں مقام مرالظہر ان میں مسلمانوں کی جاسوسی کرتے ہوئے گرفتار ہوئے حضرت عباس ان کو لے کر آنحضرت ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے آپ ابوسفیان سے مروت سے پیش آئے اور وہ اسلام لائے۔

(۱۸) قریش آنحضرت ﷺ کو مذمم کہہ کر گالیاں دیا کرتے تھے مگر آپ ﷺ فرمایا کرتے کیا تم تعجب نہیں کرتے کہ اللہ تعالیٰ قریش کی دشنام ولعنت کو کس طرح مجھ سے باز رکھتا ہے وہ مذمم کہہ کر گالیاں دیتے اور لعنت کرتے ہیں حالانکہ محمد ہوں۔ (بخاری)

(۱۹) اعلانِ دعوت سے ساڑھے سترہ سال تک قریش نے آنحضرت ﷺ اور آپ کے اصحاب کو جو اذیتیں دیں ان کی داستان دہرانے کی ضرورت نہیں فتح کے دن وہی قریش مسجد حرام میں نہایت خوف وبیقراری کی حالت میں آپ کے حکم کے منتظر تھے۔ آپ ان اذیتوں کا ذکر تک زبانِ مبارک پر نہیں لاتے اور یہ حکم سناتے ہیں

اذھبو ا فانتم الطلقاء　　　　جاؤ تم آزاد ہو

اس عالی حوصلگی کی نظیر دنیا کی تاریخ میں نہیں پائی جاتی اس عفو عام کا نتیجہ یہ ہوا کہ جنگ حنین میں دو ہزار طلقاء لشکر اسلام میں شامل تھے۔

(۲۰) ہند بنت عتبہ (زوجہ ابوسفیان بن حرب) جو حضرت امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کلیجہ چبا گئی تھیں فتح مکہ کے دن نقاب پوش ہو کر ایمان لائیں تا کہ آنحضرت ﷺ پہچان نہ لیں۔ بیعت کے موقع پر بھی گستاخی سے باز نہ رہیں ایمان لا کر نقاب اُٹھا دیا اور کہنے لگیں کہ میں ہند بنت عتبہ ہوں مگر حضور اکرم ﷺ نے کسی امر کا ذکر تک نہ کیا یہ دیکھ کر ہند نے کہا یا رسول اللہ ﷺ روئے زمین پر کوئی اہل خیمہ میری نگاہ میں آپ کے اہل خیمہ سے زیادہ مبغوض نہ تھے لیکن آج میری نگاہ میں روئے زمین پر کوئی اہل خیمہ آپ کے اہل خیمہ سے زیادہ محبوب نہیں رہے۔ (بخاری)

(۲۱) عکرمہ بن ابی جہل قرشی مخزومی اپنے باپ کی طرح رسول اللہ ﷺ کے سخت دشمن تھے فتح مکہ کے دن وہ بھاگ کر یمن چلے گئے ان کی بیوی جو مسلمان ہو چکی تھی وہاں پہنچی اور کہا کہ رسول اللہ ﷺ سب سے بڑھ کر صلہ رحم اور احسان کرنے

والے ہیں غرض وہ عکرمہ کو بارگاہِ رسالت میں لائی عکرمہ نے آپ کو سلام کہا۔ رسول اللہ ﷺ ان کو دیکھتے ہی کھڑے ہو گئے اور ایسی جلدی سے ان کی طرف بڑھے کہ چادر مبارک گر پڑی اور فرمایا

مرحبا بالاراکب المھاجر. (الاصابہ)　　　ہجرت کرنے والے سوار کو آنا مبارک ہو۔

فائدہ

واقعہ کی مزید تفصیل دیکھئے فقیر کی کتاب ''شہد سے میٹھا نام محمد''

(۲۲) صفوان بن امیہ جاہلیت میں اشرافِ قریش سے تھے اور اسلام کے سخت دشمن تھے۔ فتح مکہ کے دن بھاگ گئے تھے حضرت عمیر بن وہب نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ صفوان میری قوم کے سردار ہیں وہ بھاگ گئے ہیں تا کہ اپنے آپ کو سمندر میں ڈال دیں۔ احمر و اسود کو آپ نے امان دی ہے ان کو بھی امان دیجئے آپ نے فرمایا تو اپنے چچیرے بھائی کو لے آ اسے امان ہے۔ حضرت عمیر نے عرض کیا کہ امان کی کوئی نشانی چاہیے جو میں اسے دکھادوں آپ نے اپنا عمامہ جو فتح مکہ کے دن پہنے ہوئے تھے عطا فرمایا۔ صفوان واپسی کے لئے سوار ہونے کو تھے کہ حضرت عمیر جا پہنچے اور ان کو مژدۂ امان سنایا۔ صفوان نے کہا مجھے اپنی جان کا ڈر ہے حضرت عمیر نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کا حلم و کرم اس سے برتر ہے غرض صفوان حاضر خدمت اقدس ہوئے اور عرض کیا کہ یہ عمیر کہتا ہے کہ آپ نے مجھے امان دی ہے آپ نے فرمایا عمیر سچ کہتا ہے یہ سن کر صفوان نے کہا یا رسول اللہ ﷺ دو ماہ کی مہلت دیجئے آپ نے فرمایا کہ تجھے چار ماہ کی مہلت ہے۔ حضرت صفوان غزوۂ طائف کے بعد برغبت ورضا ایمان لائے۔ (سیرت حلبیہ)

(۲۳) جب رسول اللہ ﷺ محاصرۂ طائف (شوال ۸ھ) سے واپس آنے لگے تو صحابہ کرام نے عرض کیا کہ آپ ثقیف پر بددعا فرمائیں مگر آپ نے یوں دعا فرمائی

اللھم اھد ثقیفا　　　خدایا ثقیف کو ہدایت دے

چنانچہ وہ دعا قبول ہوئی اور ثقیف ۹ھ میں ایمان لائے۔

(۲۴) جب آنحضرت ﷺ نے جعرانہ میں غنائم حنین تقسیم فرمائے تو ایک منافق انصاری نے کہا کہ اس تقسیم سے رضائے خدا مطلوب نہیں۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ ماجرا آپ سے عرض کیا تو فرمایا کہ خدا موسیٰ پر رحم کرے ان کو اس سے زیادہ اذیت دی گئی پس صبر کیا۔ (بخاری)

(۲۵) جب ابوالعاص بن ربیع نے آنحضرت ﷺ کی صاحبزادی حضرت زینب کو مکہ سے مدینہ بھیجا تو راستے میں چند

سفہائے قریش نے مزاحمت کی ان میں سے ہبار بن اسود قریشی اسدی نے حضرت زینب کو اونٹ سے گرا دیا وہ حاملہ تھیں پتھر پر گریں حمل ساقط ہو گیا اور ان کو سخت چوٹ آئی اور اسی میں جاں بحق ہوئیں۔ فتح مکہ کے دن ہبار مذکور واجب القتل اشتہاریوں میں تھا وہ مکہ سے بھاگ گیا اور چاہتا تھا کہ ایران چلا جائے جب آنحضرت ﷺ جعرانہ سے واپس تشریف لائے تو وہ بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا اور یوں عرض کرنے لگا یا نبی اللہ ﷺ میں آپ کے ہاں سے بھاگ کر شہروں میں پھرتا رہا میرا ارادہ تھا کہ ایران چلا جاؤں پھر مجھے آپ کی نفع رسانی، صلح رحمی اور عفو و کرم یاد آئے، مجھے اپنی خطاء و گناہ کا اعتراف ہے آپ درگزر فرمائیں یہ سن کر آپ نے فرمایا میں نے تجھے معاف کر دیا۔ (اصابہ)

(۲۶) کعب بن زہیر اور ان کے بھائی بجیر ابرق عزاب میں بکریاں چرایا کرتے تھے بجیر نے کعب سے کہا تم یہاں ٹھہرو میں اس مدعی نبوت کے پاس جاتا ہوں تا کہ دیکھوں وہ کیا کہتا ہے۔ بجیر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئے اور آپ کا کلام سن کر مسلمان ہو گئے۔ کعب کو یہ خبر ملی تو انہوں نے آنحضرت ﷺ کی ہجو اور اسلام کی توہین میں یہ اشعار بجیر کو لکھ دیئے

الا ابلغا عنی بحیرا رسالۃ فھل لک فیما قلت ویحک ھل لکا سقاک ابوبکر بکاس رویہ فانھلک المامون منھا وغلکا

آگاہ رہو میری طرف سے بجیر کو یہ پیغام پہنچا دو کہ کیا تو نے دل سے کلمہ شہادت پڑھ لیا ہے تجھ پر افسوس کیا تو نے دل سے کلمہ پڑھ لیا ہے ابوبکر نے تجھے سیراب کرنے والا پیالہ پلا دیا اور امین (حضرت محمد) نے تجھے اس پیالہ سے پہلی بار اور دوسری بار پلا دیا۔

ففارقت اسباب الھدیٰ واتبعۃ علیٰ ای شئی ریب غیر ک دلکا علیٰ خلق لم تلف اما ولا ابا

اس لئے تو اسباب ہدایت چھوڑ کر اس کا پیرو بن گیا اس نے تجھے کیا بتایا تو اوروں کی طرح ہلاک ہو گیا اس نے ایسا مذہب بتایا جس پر تو نے اپنے ماں باپ کو نہ پایا۔

علیہ ولم تعرف علیہ اخالکا فان انت لم تفعل فلست باسف

گر تو نے میرا کہا نہ مانا تو میں تجھ پر تاسف نہ کرونگا۔

ولا قائل اما عثرت لعاً لسکا

اور تو ٹھوکر کھا کر گر پڑے تو میں دعا نہ کرونگا کہ تو اُٹھ کر کھڑا ہو جائے۔

حضرت بجیر نے رسول اللہ ﷺ سے یہ ماجرا عرض کردیا آپ نے علکب کا خون ہدر فرمادیا۔ پھر حضرت بجیر نے کعب کو اطلاع دی اور ترغیب دی کہ حاضر خدمت اقدس ہو کر معافی مانگیں چنانچہ وہ ۹ھ میں غزوۂ تبوک سے پہلے حاضر خدمت ہوئے آنحضرت ﷺ اس وقت مسجد میں اپنے اصحاب میں تشریف رکھتے تھے۔ آپ کعب سے واقف نہ تھے کعب نے آپ کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر عرض کیا یارسول اللہ کعب بن زہیر مسلمان ہو کر امان طلب کرتا ہے اجازت ہو تو میں اسے آپ کے پاس لے آؤں۔ آپ نے اجازت دی پھر کعب نے عرض کیا یارسول اللہ کعب میں ہی ہوں بعدازاں اسلام لا کرانہوں نے اپنا قصیدہ پڑھا جس میں اشعار تو طیہ کے بعد یہ شعر ہے

انبئت ان رسول اللہ اوعدنی والعفو عند رسول اللہ مامون. (الاصابہ)

مجھے خبر دی گئی ہے کہ بارگاہِ رسالت سے میری نسبت وعید قتل صادر ہوئی ہے حالانکہ رسول اللہ ﷺ سے عفو کی امید کی جاتی ہے۔

فائدہ

اس قصیدہ سے خوش ہو کر رسول اللہ ﷺ نے حضرت کعب کو چادر (بردہ) عطا فرمائی اور ان کی گذشتہ خطا کا ایک حرف بھی زبان پر نہ لائے۔

(۲۷) آنحضرت ﷺ کے چچا حضرت امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قاتل وحشی حبشی غلام سفیان بن حرب جنگ احد کے بعد مکہ میں رہا کرتا تھا جب مکہ میں اسلام پھیلا تو وہ بھاگ کر طائف چلا گیا پھر وفد طائف کے ساتھ ماہِ رمضان ۹ھ میں آنحضرت ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور ایمان لایا آپ نے ان سے صرف اتنا فرمایا کہ مجھے اپنا چہرہ نہ دکھایا کرو۔ (بخاری)

فائدہ

اس طرح کے بیشمار واقعات کتب سیر میں موجود ہیں۔

تجھ سے چھپاؤں منہ تو کروں کس کے سامنے
کیا اور بھی کسی سے توقع نظر کی ہے

حل لغات

توقع، آس، بھروسہ، امید، خواہش۔ نظر، اس کے کئی معنی ہیں یہاں توجہ مہربانی مراد ہے۔

شرح

اے حبیب کبریا ﷺ آپ سے منہ چھپا کر کس کے سامنے منہ کروں کیا ہمارے لئے اور کوئی بھی ہے جس سے ہم مہربانی اور توجہ کی امید رکھیں۔

جاؤں کہاں پکاروں کسے کس کا منہ تکوں
کیا پرسش اور جا بھی سگ بے ہنر کی ہے

شرح

اے حبیب خدا ﷺ آپ کے سوا کسے پکاروں اور کہاں جاؤں کس کا منہ تکوں بھلا مجھ سگ بے ہنر کو اور کسی جگہ کوئی حال پوچھنے والا ہے۔

باب عطا تو یہ ہے جو بہکا ادھر اُدھر
کیسی خرابی اس نگھرے دربدر کی ہے

حل لغات

نگھرا،نگوڑا،نکما،بدنصیب، بے وارث۔

شرح

درحقیقت عطاء و بخشش کا دروازہ تو ہے بھی یہی یعنی رسول اللہ ﷺ کا در اقدس ہی بخشش و عطائے الٰہی کا دروازہ ہے جو ادھر ادھر بہکا تو اس بدنصیب دربدر دھکے کھانے والے کے لئے بہت بڑی خرابی ہے۔

آباد ایک در ہے ترا اور تیرے سوا
جو بارگاہ دیکھئے غیرت کھنڈر کی ہے

حل لغات

کھنڈر،ٹوٹا ہوا،ویران،مکان،ویرانہ

شرح

کونین میں صرف ایک ہی درگاہ آباد وہ ہے درگاہ حبیب خدا ﷺ اے حبیب پاک ﷺ آپ کی درگاہ کے سوا باقی جتنی درگاہیں ہیں وہ تمام ایک ویران کھنڈر کی غیرت بنی ہوئی ہیں یعنی آپ کی بارگاہ جیسی ان کی رونق اور آبادی

وشادابی نہیں۔

فائدہ

اولیائے کرام کی بارگاہیں بھی حضور ہی کی بارگاہ ہیں حضور ہی کی کفش برداری سے وہ اولیاء ہوئے اور واسطہ ووسیلہ بنے حتی کہ انبیاء بھی حضور اکرم ﷺ ہی کے طفیل اور عطائے فیض ہیں حضور ہی کے نائب ہیں۔(حاشیہ حدائق)

لب واہیں آنکھیں بند ہیں پھیلی ہیں جھولیاں
کتنے مزے کی بھیک ترے پاک در کی ہے

حل لغات

وا، کھلا ہوا، کشادہ، پھیلا ہوا۔

شرح

سائلوں کے لب کھلے ہوئے اور آنکھیں بند ہیں اور جھولیاں پھیلی ہوئی اے کریم ﷺ آپ کے درِ اقدس کی بھیک کتنی مزے دار ہے کہ بھیک سے جی بھرتا ہی نہیں۔

گھیرا اندھیریوں نے دہائی ہے چاند کی
تنہا ہوں کالی رات ہے منزل خطر کی ہے

حل لغات

دہائی، فریاد، نالش، بچاؤ، پناہ، قسم، واسطہ۔ خطر، ڈر، آفت، مشکل۔

شرح

اندھیریوں نے گھیرا ڈال رکھا ہے مدینہ کے چاند ﷺ کی پناہ ہے اس سے تمام تاریکیاں چھٹ جائیں گی اگر چہ تنہا ہوں اور رات کالی سیاہ ہے اور منزل بھی خوفناک ہے تو کیا ہوا جب مدینہ کے چاند کی پناہ نصیب ہے اب خطرہ کا ہے کا۔

قسمت میں لاکھ پیچ ہوں سوبل ہزار کج
یہ ساری گتھی اک تری سیدھی نظر کی ہے

حل لغات

پیچ، پیٹ، بل، کڑی، چکر وغیرہ۔ گتھی، گرہ، الجھن۔

شرح

ہماری قسمت میں لاکھوں پیچ اور بے شمار بل اور ہزاروں ٹیڑھے پن ہوں لیکن اے حبیب کبریا، شہ دوسرا ﷺ آپ کی ایک سیدھی نگاہ کرم سے تمام الجھنیں ختم ہو جائیں گی۔

ایسے بندھے نصیب کھلے مشکلیں کھلیں
دونوں جہاں میں دھوم تمہاری کمر کی ہے

شرح

اے حبیب کبریا ﷺ آپ کے نظام شفقت کا کیا کہنا کہ بہت سے لوگوں کے بندھے ہوئے نصیب کھل گئے اور بے شمار مشکلیں حل ہوئیں اور اے کریم ﷺ آپ کی کمر بستگی کی دھوم تو دونوں جہانوں میں ہے۔

جنت نہ دیں نہ دیں تری رویت ہو خیر سے
اس گل کے آگے کس کو ہوس برگ و بر کی ہے

حل لغات

رؤیۃ، دیدار۔ برگ، پتہ۔ بر، پھل۔

شرح

بظاہر ایک مکر انسانی کی صنعت ہے جنت سے گویا بے رغبتی ظاہر کی مگر اس شرط پر کہ حضور اکرم ﷺ کی رویت خیر سے ہو اور یقیناً معلوم ہے کہ جسے حضور کی رویت خیر سے ہوگی جنت اس کے قدموں سے لگی ہوئی ہے پھر محال ہے اسے جنت نہ دیں علاوہ بریں عشاق ہرگز اپنے محبوب کے سوا گل و بلبل شہد و شر کی طرف توجہ نہیں کرتے۔ (حاشیہ حدائق)

شربت نہ دیں نہ دیں تو کرے بات لطف سے
یہ شہد ہو تو پھر کسے پروا شکر کی ہے

شرح

شربت نہ دیں کوئی پرواہ نہیں لیکن اتنا لطف و کرم ضرور ہو کہ میٹھے بول سنا دیں جسے میٹھے بول کے شہد نصیب ہے تو پھر اسے کسی دوسری مٹھائی کی ضرورت نہیں ہے۔

میں خانہ زاد کہنہ ہوں صورت لکھی ہوئی
بندوں کنیزوں میں مرے مادر پدر کی ہے

حل لغات

خانہ زاد، گھر کا پیدا ہوا۔ کہنہ، قدیمی

شرح

یہ تیرا غلام تو آپ کا گویا خانہ زاد ہے اور قدیم سے ہی دعویٰ غلامی رکھتا ہے بلکہ اس کے ماں باپ کے اسماء بھی آپ کے غلاموں و کنیزوں کی فہرست میں مندرج ہیں۔

منگتا کا ہاتھ اُٹھتے ہی داتا کی دین تھی
دوری قبول و عرض میں بس ہاتھ بھر کی ہے

شرح

سائل کے ہاتھ اٹھتے ہی عطا کرنے والے داتا کی عطا ہو ہی گئی عرض و قبول کے درمیان بس ہاتھ بھر کا فاصلہ ہے۔

سنکی وہ دیکھ بادِ شفاعت کہ دے ہوا
یہ آبرو رضاؔ ترے دامانِ تر کی ہے

حل لغات

سنکی، جنون والا، خبطی، سودائی۔ دامانِ تر، کنایہ از گناہ بسیار۔

شرح

کسی کے دامن کو خشک کرنے کے لئے ہوا دیتے ہیں اور استعارہ ہے گناہ سے یعنی تیرے دامن تر کو ہوا دینے کے لئے وہ دیکھ شفاعت کی نسیم چلی تو پھر اب خطر کیسا۔

آخر مارقمہ قلم

الفقیر القادری ابی الصالح محمد فیض احمد اُویسی رضوی غفرلہ

بہاولپور۔ پاکستان

۲۲ ربیع الآخر ۱۴۱۶ھ